

عزیز



New Era Magazine



# تیرے جیسا یار کرمان

سین ٹو

از قلم مہرین سعید

[www.neweramagazine.com](http://www.neweramagazine.com)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مکمل ناول)

## تیرے جیسا یار کہاں

### ازاز مہرین سعید

(سیزن 2)

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



وہ چاروں آہل کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ کھڑے تو یوں تھے جیسے ان سے معصوم کوئی اس دنیا میں ہو ہی نہ۔ آہل گارڈن میں چکر لگاتے اپنا غصہ ضبط کر رہا تھا۔

حمین شایان آفندی نے کن اکھیوں سے ساتھ کھڑے اپنے سات سالہ کزن عمار آہل آفندی کو دیکھا۔ جو کہ آہل کی طرح ہی سنجیدہ سا کھڑا تھا۔ اس کی سنجیدگی اور غصہ اسے اس کی عمر سے بڑا دکھاتے تھے۔ اور پھر حمین کی نظر اپنی دوسری طرف کھڑے ارسم آہل آفندی پہ پڑی۔ جو آہل کو غصے میں ادھر ادھر چکر لگاتے دیکھ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہنسی دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ حمین نے اسے دیکھتے سر جھٹکا۔ اتنی سیریس سچویشن میں بھی ارسم آہل آفندی کے دانت اندر نہیں جا رہے تھے۔

اور پھر حمین کی نظر ارسم کے ساتھ کھڑی منال آہل آفندی پہ پڑی جو کہ اپنے ڈیڈ کو غصے میں دیکھ کے ہی سہمی کھڑی تھی۔ حمین کو بے ساختہ اس پہ ترس آیا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ کتنی حساس تھی۔ تھی تو وہ ارسم کے ساتھ جڑواں لیکن دونوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

آہل نے گارڈن میں رکھی گئی کرسیوں میں سے ایک کرسی ان چاروں کے آگے رکھی اور اس پہ بیٹھ کے اپنا پیر دوسرے گٹھنے پہ رکھ لیا۔

اب وہ چاروں کو گھور رہا تھا کہ وہ اپنے کارنامے پہ روشنی ڈالیں۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ایسے کچھ نہیں بولیں گے۔ اسی لیے اس نے عمار کی طرف دیکھتے بات کا آغاز کیا۔

”کیوں مارا اس لڑکے کو تم لوگوں نے؟“ آہل کے پوچھنے پہ عمار نے اس کی طرف دیکھا۔ ”اس نے ڈول کو مارا تھا۔“ عمار نے سکون سے جواب دیا۔ اس کا سکون آہل کو ہضم نہیں ہوا۔ وہ ارمان احمد جیسا تھا۔ ہمیشہ آہل کا سکون برباد کر دینے والا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ لفظ ڈول پہ ارسم آہل آفندی کے ماتھے پہ لکیریں واضح ہوئیں۔ ”ڈول نہیں برو چٹیلوں کی مہارانی بولیں۔“ ارسم بڑبڑایا۔ اس کی بڑبڑاہٹ صرف اتنی تھی کہ عمار اور حمین سن سکتے۔ آہل تک اس کی آواز نہیں گئی تھی۔ عمار نے اس کی بات پہ اسے گھورا۔

”بات پیار سے بھی ہو سکتی تھی۔“ آہل نے حمین کو دیکھتے کہا۔

”پیار سے ہی بات کرنے گئے تھے۔ وہ بگڑا اور پھر ہمارے دماغ بھی۔“ حمین نے آرام سے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتے جواب دیا جیسے وہ تو کسی گینگسٹرز کے

گروپ سے تعلق رکھتے ہوں۔

اہل کو سمجھ نہیں آئی وہ سامنے کھڑے بچوں کو کیسے سمجھائے۔

اس نے منال کو دیکھا۔ جس کے چہرے پہ اب بارہ بجے تھے۔

ہمیشہ کی طرح وہ کارنامے میں حصہ لے لیتی تھی لیکن اپنے ڈیڈ کی ناراضگی سے ڈرتی تھی۔

“you disappointed me “

آہل نے منال کی طرف دیکھ کے مایوسی سے کہا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

منال نے آہل کی بات پہ بے بسی سے ان تینوں کی طرف دیکھا جو سکون سے کھڑے تھے۔ لیکن منال کے چہرے کا رنگ اڑچکا تھا۔

حمین اسے تسلی دینے کے لیے اس کی طرف بڑھا لیکن وہ غصے سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

پچھے ان تینوں نے سکون سے اسے بھی اندر جاتے دیکھا۔ وہ جانتے تھے اب آہل کو منانا پڑے گا۔ جو کہ ان کے لیے مشکل بالکل نہیں تھا۔

.....

وہ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ پہ کام کر رہی تھی۔ بیڈ پہ لیپ ٹاپ رکھے، ایک ٹانگ کا گھنٹہ موڑ کے لیپ ٹاپ کے سامنے رکھے، دوسری ٹانگ سے بیڈ سے نیچے کیے وہ تیزی سے کی بورڈ پہ انگلیاں چلا رہی تھی۔ اور گا ہے بہ گا ہے وہ نظر خود سے کچھ فاصلے پہ بیٹھے اپنے بچوں پہ بھی ڈال رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حورین اور زوہان قالین پہ بیٹھے تھے۔ حور زوہان کو

Toy's puzzle سمجھا رہی تھی۔

“یہ دیکھو یہاں یہ آئے گا“

Ok? “

پانچ سال کی حورین اپنے ایک سال کے بھائی کو بڑوں کی طرح لیکچر دے رہی تھی۔

جبکہ زوہان نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔



ماہی حور کو دیکھتی مسکرائی۔

تبھی گاڑی کا مخصوص ہارن سنائی دیا۔ حور اور ماہی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔  
مان۔ ماہی نے مسکراتے زیر لب کہا۔ "ڈیڈ" جبکہ حور اونچی آواز میں کہتی باہر کی طرف  
دوڑی۔

ماہی نے ذوہان کو اٹھایا اور کھڑکی تک آئی۔ جہاں وہ ہمیشہ کی طرح بلیک ڈنر سوٹ میں  
کوٹ کو کندھے پہ لٹکائے، دوسرے ہاتھ سے چابی ڈرائیور کی طرف پھینک رہا تھا۔  
اور ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ماہی کھڑکی میں کھڑی ہے۔  
وہ مسکراتا اندر کی طرف بڑھا۔ جہاں حورین بھاگتی سیڑھیوں سے اترتی اس کی طرف آ  
رہی تھی۔

“ Be careful princess “

ارمان نے اسے تیزی سے بھاگتے دیکھ کے کہا۔ جبکہ وہ بھاگتی اس کے قریب آئی تو  
ارمان نے جھک کے اسے اٹھایا۔

وقت ارمان احمد کی وجاہت کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح ڈیشننگ لگ رہا تھا۔

“we missed you “

حور نے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے کہا تو وہ مسکرایا۔ کام کے سلسلے میں وہ ایک ہفتے کے لیے اپنے ڈیڈ کے پاس آؤٹ آف کنٹری گیا تھا۔

“Dad missed you to too “

ارمان نے بھی اس کی گال چومتے پیار سے کہا۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 تب تک ماہی بھی سیڑھیوں سے اترتی ارمان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

گیراج میں کوٹ ارمان احمد کے کندھے پہ تھا۔ اب اسنے پہنا ہوا تھا۔ ماہی نے مسکراہٹ دبائی۔ وہ جانتی تھی کہ اس نے کوٹ کیوں پہنا تھا۔

ارمان نے ماہی کو دیکھا جو کہ لون کے سوٹ میں ڈوپٹہ گلے میں ڈالے، ٹیل پونی کر کے بال کندھے پہ ایک طرف ڈالے ایک سائیڈ پہ ذوہان کو اٹھائے اس کی طرف بڑھی۔ ارمان نے آگے بڑھ کے ذوہان کو اس سے گود لیا۔ اور پیار کیا۔ ایک بازو پہ حور



کو اٹھائے دوسرے پہ ذوہان کو وہ ماہی کا دل دھڑکا گیا۔  
ان تینوں کو دیکھتے ماہی نے دل ہی دل میں ان کا صدقہ اتارا۔

.....

وہ آفندی ہاؤس کے لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ آغا جان تو اپنے کمرے میں ہی  
تھے۔ چونکہ ان کی صحت اب کچھ ٹھیک نہیں رہتی تھی تو وہ کم ہی کمرے سے نکلتے  
تھے۔

اور آہل اور شایان آفندی کے بزنس سنبھالنے کے بعد مسٹر جہانزیب اور مسٹر سکندر  
زیادہ تر گھر پہ ہی رہتے تھے۔ اب بھی وہ دونوں کام کے سلسلے میں باہر گئے تھے۔  
اور مسز جہانزیب، مسز سکندر، آسیہ آفندی، نور اور نینا کیچن میں رات کے کھانے کی  
تیاری کر رہی تھیں۔

لاؤنج میں اس وقت آہل اور شایان سنگل صوفے پہ ایک دوسرے کی مخالف سمت

میں بیٹھے تھے۔

آہل اخبار پڑھ رہا تھا۔ اور اس کی بائیں طرف ڈبل صوفے پہ عمار، حمین اور ارسم آہل کو دیکھ رہے تھے۔ جو کہ چہرے پہ سنجیدگی طاری کیے بری طرح انہیں اگنور کر رہا تھا۔

شایان بھی لپ لپ ٹاپ پہ میلز چیک کر رہا تھا۔ اس نے نظر اٹھا کے آہل کے چہرے پہ سنجیدگی اور اس کی دائیں طرف بیٹھے بچوں کے چہرے پہ بیچارگی دیکھی تو اسے گڑ بڑکا احساس ہوا۔

اس نے ارسم کی طرف دیکھ کے آبرو اچکاتے پوچھا "کیا ہوا؟" وہ اب شایان کی طرف متوجہ تھے۔ اور اب اشاروں سے بات ہو رہی تھی۔

آہل جان بوجھ کے ایسے بنا رہا جیسے وہ لاؤنج میں اکیلا بیٹھا ہو۔ ارسم نے کن اکھیوں سے آہل کو دیکھتے شایان کی طرف جھک کے بتایا۔ "ڈیڈ ناراض ہیں۔"

شایان نے آہل کی طرف دیکھا۔ اور پھر ان کی طرف دیکھتے سرگوشی میں ہی پوچھا۔ "کیوں؟" ان تینوں بچوں نے آہل کو دیکھا اور پھر شایان کو۔

اس بار حمین نے اشارہ کیا۔ "یہاں نہیں"۔

شایان سمجھ گیا کہ وہ آہل کی موجودگی میں بتا نہیں سکتے۔

"کنفرنس روم" اس بار عمار کے لیے لب ہلے تھے۔ اور شایان نے "اوکے" کا

اشارہ کر دیا۔

"ٹائم" حمین نے میٹنگ کا وقت پوچھا۔ تو عمار اور اسم نے بھی شایان کی طرف

دیکھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈنر کے بعد" شایان نے پھر سرگوشی کی۔

تو تینوں سر ہلا کے رہ گئے۔

جب کہ اخبار کے پیچھے آہل کے لب مسکرائے۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ آج بھی شایان کے ڈراموں سے واقف تھا۔

.....

ڈنر کے بعد وہ کمرے میں آیا وہ جانتا تھا تینوں بچے اس کا میٹنگ روم میں انتظار کر رہے ہوں گے۔ لیکن وہ نینا کو دیکھنے آیا تھا۔ جو کہ ہمیشہ کی طرح کمرے سے غائب تھی۔ شایان نے لمبا سانس خارج کیا۔ اس کی حسرت ہی رہ جانی تھی کبھی وہ کمرے میں آتا تو نینا اس کا انتظار کرتی پائی جاتی۔

وہ مایوسی سے کچن کی طرف بڑھا۔ جہاں آسیہ آفندی، مسز جہانزیب اور مسز سکندر کر سیوں پہ بیٹھیں تھیں۔

اور نور چولھے کے پاس کھڑی ہو کے نورال کو کچھ ہدایت دے رہی تھی۔ شایان نے سارے کیچن میں نگاہ دوڑائی تو نگاہ نینا آفندی پہ جا کے رکی جو کہ فریج سے دودھ نکال رہی تھی۔

اٹل کے فیڈ کا وقت ہو رہا تھا۔

’کچھ چاہیے شایان؟‘ مسز جہانزیب نے مسکراہٹ دباتے اس سے پوچھا۔

وہاں موجود ہر فرد جانتا تھا کہ وہ نینا آفندی کے لیے کیچن تک کا سفر کر کے آیا ہے۔

"میری ایک عدد اکلوتی بیوی محترمہ ہے یہاں وہ چاہیے" شایان نے نینا کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے کہا تو نینا جو کہ دودھ گرم کر رہی تھی اسے اس کی بات پہ گھوری سے نوازا۔

لیکن وہ ڈھیٹ بنا اس کی طرف دیکھ کے مسکراتا رہا۔

جبکہ تینوں خواتین نے اس کی بات پہ اپنی مسکراہٹ دبائی۔ اور نور نے دوسری

طرف منہ کر کے اپنا قہقہہ روکا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بولتا کیچن میں آہل داخل ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ

بھی ڈائریکٹ نور کو مخاطب کرتا سب اسے مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگے۔

اور نور جلدی سے اپنا رخ دوسری طرف موڑ گئی۔

آہل نے نا سمجھی سے وہاں موجود سب کو دیکھا۔ "تمہیں بھی اپنی بیوی چاہیے کیا؟"

مسز سکندر نے مسکراہٹ دباتے آہل سے پوچھا۔ تو وہ گڑ بڑا گیا۔

اس دوران نینا دودھ اور فیڈر لے کے کیچن سے چلی گئی اور شایان بھی اپنے بالوں

پہ ہاتھ پھیرتا ان سب کو دیکھتا اس کے پیچھے ہی کچن سے نکلا۔

"نہیں تو۔۔ وہ میں۔۔ تو۔۔" آہل کونہ جانے کیوں شرم آگئی۔ اور وہ بہانہ سوچنے لگا۔

"ہاں میں تو پانی آیا تھا۔" آہل نے فریج کی طرف جاتے بہانہ بنایا۔ اور اس کے شرمانے پہ نور دوسری طرف منہ کر کے مسکرائی۔

آہل نے پانی کا گلاس منے کو لگاتے ہی نور کو دیکھا۔ اب وہ ان تینوں خواتین کی موجودگی میں نور کو کمرے میں آنے کا نہیں کہہ سکتا۔ شایان بے شرم ہو سکتا ہے آہل آفندی نہیں۔

وہ نور کی طرف دیکھتا کر کے کچن سے نکل گیا۔ پیچھے نور نے ان تینوں کی طرف دیکھا۔ جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ "جاؤ جی" انہوں نے یک زبان ہو کے نور سے کہا۔ تو وہ شرماتی مسکراتی آہل کے پیچھے کچن سے نکلی۔



.....

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ ماہی بھی پیچھے ہی داخل ہوئی تھی۔ ارمان مسکراتا اس کی طرف پلٹا۔ ماہی آگے بڑھی اور اس کا کوٹ اتارنے لگی۔

ماہی نے کوٹ اتار کے الماری کے باہر ہی ٹانگ دیا۔ اور ارمان کھڑکی سے باہر لان میں کھیلتے ہوئے حورین اور زوہان کو دیکھتا مسکرایا۔ حور زوہان کو چلنے میں مدد دے رہی تھی۔ اور پاس ہی ملازمہ کھڑی تھی۔

ارمان پلٹا اور ماہی صوفے پہ بیٹھی تھی وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ ماہی نے ارمان کے کندھے پہ سر رکھ لیا۔

"مجھے مس کیا؟" ارمان نے ماہی سے پوچھا۔ "کیا مطلب مس بھی کرنا تھا کیا؟" ماہی نے اس کے کندھے سے سر اٹھاتے اپنی مسکراہٹ دباتے ارمان سے

پوچھا۔

ارمان اسے دیکھتا مسکرایا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے مس کیا بھی ہو تو وہ کبھی بھی کنوینس نہیں کرے گی۔

"میں نے بہت کیا" ارمان نے اسے دیکھتے کہا۔ تو ماہی کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

حور اور ذوہان کو "ارمان نے اٹھتے الماری سے اپنے کپڑے نکالتے اپنا جملہ پورا کیا۔ ماہی کی مسکراہٹ سمٹی۔ وہ کپڑے لیتا واش روم گھس گیا۔ ماہی نے اس کی پشت کو گھوری سے نوازا۔ واش روم کا دروازہ کھولتے ارمان احمد کے لب مسکرائے۔ ایسے تو پھر ایسے ہی سہی۔

وہ اہل کو فیڈ کروا رہی تھی۔ ایک سال کی اہل شایان آفندی نینا کی گود میں فیڈ کرتے نینا جیسی بڑی اور خوبصورت آنکھوں سے کچھ فاصلے پہ بیٹھے اپنے شاہکار ڈیڈ شایان

آفندی کو گھور رہی تھی۔ اور شایانِ نینا کو دیکھ رہا تھا۔

بیٹی باپ کو اور باپ بیٹی کی ماں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ اور نینا کو تو اب شایان کی نظروں کی عادت سی ہو گئی تھی۔ شایان تھوڑی دیر بعد اٹھا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے عمار لوگوں کے ساتھ میٹنگ کرنی تھی۔ پیچھے نینا نے اس کی پشت دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔



وہ کانفرنس روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب اس نے آہل کے نمبر پر میسج کیا۔ اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ جہاں چار سالہ ار سم آہل آفندی اضطراب کی کیفیت میں چکر لگا رہا تھا۔ عمار آہل آفندی کے کنارے بیٹھا تھا اور حمین شایان آفندی سکون سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے ہوئے کھڑا تھا۔

.....

دوسری طرف اپنے کمرے میں بیڈ پہ دراز آہل نے شایان کے میسج کے آتے ہی لیپ  
ٹاپ اپنے گود میں رکھا۔ اور کانفرنس روم لائیو اس کے لیپ ٹاپ کی سکریں پہ شو  
ہوا۔

آہل کمرے میں اکیلا تھا۔ اس نے گود میں لیپ ٹاپ رکھا ٹانگیں بسیر کے بیڈ کی بیک  
سے ٹیک لگالی۔ اور موبائل پہ ارمان احمد کو میسج کیا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"ڈول سے پوچھ لینا آج اسکول میں کیا ہوا"۔ ارمان کو میسج سینڈ کرنے کے بعد اس نے  
موبائل سائیڈ پر رکھا اور سکریں کی طرف متوجہ ہوا۔

.....

ارمان اپنے کمرے میں بلو جینز پہ بلوٹی شرٹ پہنے حور کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ جب

اس نے آہل کا میسج دیکھا۔

"اوکے" کار پلائی کرتے وہ حور کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ اور حور کمرے میں چکر لگاتی ماہی کو دیکھ رہے تھے۔ جو ذوہان کو گود میں لیے ادھر سے ادھر چکر لگاتے سلار ہی تھی

"آج اسکول میں کیا ہوا پرنسز" ارمان نے ماہی کی طرف دیکھتے ہی سرگوشی میں حور سے پوچھا۔ حور نے چونک کے گردن موڑ کے ارمان کو دیکھا۔

"بڑے پاپا کو اسپائی (جاسوس) ہونا چاہیے تھا" حور نے گردن سیدھی کرتے ماہی کو دیکھتے آہل آفندی کے لئے پیش گوئی کی۔ کیونکہ وہ کارنامہ بعد میں سرانجام دیتے تھے۔ اور آہل آفندی تک خبر پہلے پہنچ جاتی تھی۔ ارمان اس کی بات پہ ہلکا سا مسکرایا۔ ویسے وہ صحیح کہہ رہی تھی۔

.....

دوسری طرف شایان اب بیڈ کے کنارے پہ بیٹھا تھا۔ اور عمار، ارسم اور حمین تینوں اس کے سامنے کھڑے اپنا کارنامہ بتا رہے تھے۔"

آپ جانتے ہیں ہم بلا وجہ کسی سے پنگا نہیں لیتے " عمار نے سنجیدگی سے سامنے بیٹھے شایان کو مخاطب کیا۔ شایان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور ہم سے پنگا لینے والے کو ہم چھوڑتے نہیں " حمین نے عمار کی بات کو آگے بڑھایا تو شایان نے اپنے پانچ سالہ بیٹے کو دیکھا۔

وہ کہیں سے بھی شایان کا بیٹا نہیں لگتا تھا۔ کم سے کم اتنی شریف اولاد شایان آفندی کی نہیں ہو سکتی۔

اگر ارسم اور حمین کی پیدائش میں ایک سال کا فرق نہ ہوتا تو سب سمجھتے کہ وہ دونوں ایک چنچ ہو گئے ہیں۔

کیونکہ ارسم کو شایان کا بیٹا ہونا چاہیے تھا۔

ارسم جو کہ حمین کے ساتھ کھڑا تھا دھپ سے شایان کے پہلو میں بیڈ پہ بیٹھا۔

اور گردن موڑ کے شایان کو دیکھتا ہوا بولا۔ "ہم نے شرافت کا مظاہرہ کرتے اس



لڑکے کو چھوڑ دیا تھا اگلی دفعہ ہم سے پنکالے گاتو۔۔۔۔۔ " ارسم نے بل گم  
 چباتے شایان کو دیکھتے ادھور اجملہ چھوڑا تو شایان کی نظر سامنے دیوار پر لگے کیمرے پر  
 بے ساختہ پڑی۔ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ کے آگے بیٹھے آہل آفندی نے اپنے  
 ہونہار بیٹے کی دھمکی پہ پہلو بدلا۔



ارمان احمد کے کمرے کی طرف چلیں تو ماہی بیڈ سے تھوڑے سے فاصلے پہ پڑے کاٹ  
 میں ذوہان کو لٹا رہی تھی جو کہ سوچکا تھا۔ اور حور ماہی کی طرف دیکھتے ہی ارمان کو آج  
 کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"وہ لڑکا ہمارا کلاس فیلو ہے اسے ہمارے گروپ میں شامل ہونا تھا"۔ حور نے ارمان  
 سے کہا۔

.....

"ہاں تو کیا مسئلہ ہے اس بچارے کو اپنے گروپ میں تم لوگ کر لو شامل" شایان نے ان تینوں کو دیکھتے حل پیش کیا۔ "پہلی بات ہمارے گروپ میں کسی آٹھویں کی گنجائش نہیں ہے" عمار بولا تھا۔

اپنے کمرے میں بیٹھے آہل نے اس کی بات پر ان کے گروپ کے نام گئے۔

"حور، عمار، ارسم، حمین اور منال، وہ تو پانچ تھے۔ تو دو اور کون؟؟ آہل نے جلدی سے موبائل اٹھا کے شایان کو میسج کیا۔ شایان جو کہ سامنے کھڑے عمار کی بات سن رہا تھا۔ آہل کا میسج پڑھنے کے بعد بولا "تم لوگ تو پانچ ہونا؟" آہل نے اسی لئے اسے میسج کیا تھا کیونکہ شایان آفندی اس بات پہ غور کرتا امید بھی نہیں تھی۔ اسے تو مرچ مصالحہ لگا کے اپنے بچوں کا کارنامہ سننے میں دلچسپی تھی۔

"زویان اور امل بھی" حمین نے شایان کی بات کا جواب دیا۔

تو آہل نے لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھتے "اووووو۔۔۔" کہا۔ مطلب وہ ایک سال کے

ذوہان اور امل کو بھی اپنے گروپ کا حصہ مانتے تھے۔ اب تو واقعی کسی اور کی گنجائش نہیں تھی۔ آہل ان سے متفق ہوا۔ لیکن اس لڑکے کو کیوں مارا تھا؟ ابھی یہ سوال اس کے ذہن میں تھا۔ اس نے اپنا فوکس لیپ ٹاپ کی سکرین پہ کیا۔ جہاں اب ارسم آہل آفندی چکر لگاتے کارنامہ گوش گزار کر رہا تھا۔

"ہم نے پہلے اسے پیار سے سمجھایا کہ ہمارے گروپ میں کسی اور کی گنجائش نہیں پھر بھی وہ نہیں مانا تو ہم نے دریا دلی کا مظاہرہ کرتے اسے اپنے گروپ کے کونے میں تھوڑی سی جگہ دے دی" ارسم آہل آفندی کمرے میں چکر لگاتے شایان کو دیکھتا بتا رہا تھا۔

جبکہ حمین اور عمار تو سکون سے صوفے پہ براجمان ہو چکے تھے۔ کیونکہ ارسم آہل آفندی بول رہا ہے تو نہ وہ کسی اور کو بولنے دے گا اور نہ ہی ضرورت تھی۔

شایان غور سے سن رہا تھا۔

"اس نے آتے ہی اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا مطلب ہم میں وہ لڑائی کروانا چاہتا

تھا۔ آپ جانتے ہیں ہم Champions کتنے اچھے ہیں۔ (اس کی اس بات پہ حمین اور عمار نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ اب مبالغہ آرائی سے کام لے رہا تھا)۔  
 "ہم نے اسے معاف کر دیا لیکن آج۔۔۔۔" اتنا کہہ کے وہ رکا اور شایان کی طرف دیکھ کے لمبا سانس خارج کیا۔

لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھتے آہل نے پھر سے پہلو بدلا۔ وہ سیدھی بات کیوں نہیں کرتا۔ عمار اور حمین کی طرح۔ کہانیاں ڈالنا ضروری ہے کیا؟ لیکن اب رسم آہل آفندی کو کون سمجھائے؟

.....,

“آج۔۔۔۔” ارمان جو کہ حور کو بہت غور سے سن رہا تھا بولا۔ تو حور نے بھی لمبی سانس خارج کی۔ “آج اس نے مجھے مارا اور نام رسم پہ لگا دیا” حور نے ارمان کو دیکھتے بتایا۔ ارمان حیران ہوا تھا۔

کمرے میں اب وہ دونوں ہی تھے۔ ذوہان کاٹ میں سو رہا تھا۔ اور ماہی کیچن سمیٹنے گئی تھی۔ اس لیے وہ اب آسانی سے بات کر رہے تھے۔

.....

“اور پھر ہم نے اس لڑکے کو اچھا خاصہ سبق بھی سکھایا اور ہمارے گروپ سے دس قدم دور رہنے کی تاکید بھی کی ”عمار نے شایان کو بتایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل لیپ ٹاپ کو دیکھتا مسکرایا۔ ہمیشہ کی طرح Champions (یہ نام عمار نے اپنے گروپ کو دیا تھا) یہاں بھی ٹھیک تھے۔ آہل پر سکون ہو گیا۔ ورنہ جب پر نسیل نے اسے کال کر کے بتایا تو اس کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔

لیکن پھر بھی ہمیشہ کی طرح اس نے عقلمندی سے کام لیا تھا۔ بچوں پہ وہ تھوڑی سختی کرتا تھا اور اس نے شایان کو بچوں کے قریب ہونے دیا۔ اور پھر کانفرنس روم میں اس نے کیمرہ لگوا دیا۔

اگر Champions تیز تھے تو وہ بھی ان کے ہی والدین تھے۔ شایان کو اس کمرے میں وہ ہر بات بتاتے۔ اس طرح آہل کو بھی پتہ چل جاتا۔

"اب تو ڈیڈ ہم سے ناراض نہیں ہونگے نا؟" عمار نے کیمرے کی طرف دیکھ کے ہلکا سا مسکراتے کہا تو اپنے کمرے میں آہل حیران رہ گیا۔ اور لمبی سانس خارج کی۔

مطلب عمار آہل آفندی کو پتہ تھا کہ اس کمرے میں کیمرہ ہے۔

آہل لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھتا مسکرایا اور زیر لب بولا۔ " My

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

.....

ماہی ذوہان کو گود میں لیے ڈائمنگ ٹیبل کرسی پہ بیٹھی تھی۔ ساتھ والی کرسی پہ حورین ناشتہ کر رہی تھی۔ ماہی ذوہان کو سیر لیک کھلا رہی تھی۔ جب ارمان احمد نک سک سا تیار اپنا کوٹ بازو پہ ڈالے ماہی لوگوں کی طرف بڑھا۔ ماہی اور بچوں کے دیکھ



کے اس نے مسکراہٹ پاس کی اور سلام کیا۔

ماہی اور حور دونوں نے سلام کا جواب دیا۔

ارمان سربراہی کرسی پر بیٹھ کے ناشتہ کرنے لگا۔ ماہی نے ذوہان کو اپنی والی کرسی پہ

بٹھایا اور حور کے بیگ میں لُچر کھتے بولی۔

"حور آپ آج واپسی پہ منال لوگوں کے ساتھ آفندی ہاؤس چلی جانا۔ ماما آپ کو وہاں

سے پک کر لیں گی Ok؟

"اوکے" حور جو کہ ذوہان کا منہ ٹشو سے صاف کر رہی تھی اس کی بات پہ بولی۔

ارمان ناشتہ کرنے کے بعد کھڑا ہوا اور کوٹ ماہی کی طرف بڑھایا۔ ماہی نے ٹشو سے

ہاتھ

صاف کرتے کوٹ پکڑا اور اسے پہننا شروع کیا تو حور نے مسکراتے اپنی آنکھوں پہ

ہاتھ رکھ لیے۔ اپنی آپنی کو دیکھتے ننھے ذوہان نے بھی اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے تھے۔

اپنے لاڈلوں کو دیکھتے ارمان احمد نے لب دانتوں تلے دبا کے مسکراہٹ روکی۔

.....

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا نظر نور پر پڑی۔ جو کہ بیڈ کے قریب کھڑی روہانسی  
 شکل لیے ہاتھوں کو مسلتی آہل کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ رہی تھی۔ آہل نے اس  
 کے

ساتھ کھڑے ارسم آفندی کو دیکھا۔ اور لمبا سانس خارج کیا اگر ارسم بھی یہاں موجود  
 تھا تو  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 مطلب کچھ گڑ بڑ تھی۔

ارسم اپنا ایک پاؤں فرش پر رگڑ کر نقش و نگار بنا رہا تھا۔

جب کہ دونوں ہاتھ پیچھے کمر پر باندھے تھے۔

آہل نے لیپ ٹاپ بیگ صوفے پر رکھا اور اپنے

لاڈلے اور نور کی طرف بڑھا۔

"آہل" نور نے اسے بے بسی سے پکارا۔

اور ارسم نے بھی دنیا بھر کی معصومیت چہرے پر طاری کرتے آہل کو دیکھا۔

"اب کیا ہوا؟" آہل نے بیچارے لہجے میں نور سے پوچھا۔

"ارسم نے میرے حصے کی چاکلیٹ کھالی ہے" نور نے منہ کے زاویے بناتے ارسم کو

دیکھ کے کہا۔

"ڈیڈ وہ میری حصے کی تھی۔ موم اپنی کھا

چکی ہیں" ارسم نے بھی جلدی سے دلیل دی تھی۔

"جھوٹ مت بولو ارسم!" نور نے ارسم کی

طرف دیکھتے گھوری سے نوازتے کہا۔

"میں نے خود آپ کو کھاتے دیکھا تھا" ارسم بھی نور کا ہی بیٹا تھا۔

"آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے؟" نور نے اس بار آہل کو درمیان میں گھسیٹا۔

"ڈیڈ" اور ارسم نے آہل کو اپنی طرف کرنے کی کوشش کی۔

"آہل" نور نے بھی جلدی سے اسے کہا۔ آہل نے

نفی میں سر ہلاتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا۔ اسی لیے وہ ان دونوں کے لیے الگ  
الگ

چاکلیٹ لاتا تھا۔

"وہ موم کی چو کلیٹ نہیں تھی۔" ارسم نے آہل کو مخاطب کیا۔

وہ تمہاری بھی نہیں تھی "نور نے ارسم کی بات کا جواب دیا۔ "او کے وہ  
extra تھی۔ میں نے امل کو دے دی۔"

ارسم نے اپنا جرم قبول کر لیا۔

نور بھی ارسم کی یہ بات سن کر ڈھیلی پڑ گئی تھی ورنہ وہ سمجھ رہی تھی کہ ارسم نے خود  
کھائی ہے۔

"ٹھیک میں امل سے واپس لاتا ہوں" آہل نے سنجیدگی سے کہا اور مڑ گیا۔

"نہیں" وہ دونوں چیختے تھے۔ اور فوراً وہ دونوں آہل کے آگے کھڑے ہو گئے اور

اسے باہر جانے سے روکا۔

آہل نے مسکراہٹ دبائی۔

"آپ میری پرسنسز سے چو کلیٹ نہیں واپس لیں گے" ارسم نے انگلی اٹھا کے آہل کو وارن کیا۔ اور آہل نے صدمے سے نور کو دیکھا۔ جو خود مسکرا رہی تھی۔

"عمار کی ڈول کو کچھ نہ کہو، ارسم کی پرسنسز کو کچھ نہ کہو۔ جب ہم پانچ سال کے تھے تو ہمیں رونا ہی آتا تھا صرف" آہل نے

اپنے چار سال کے بیٹے کو دیکھتے صدمے سے گنگ لہجے میں کہا تھا جبکہ نور کا اس

کی بات بھی قہقہا بلند ہوا۔ اور ارسم اہل آفندی کمرے سے جا چکا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نینا نے سامنے لگے وال کلاک پہ نگاہ دوڑائی۔ جہاں رات کے دس بج رہے تھے۔

اور شایان آفندی آفس سے واپس نہیں آیا تھا۔

نینا نے بیڈ پر سکون سے لیٹے حمین اور امل کو دیکھا۔ اور پھر ان دونوں کا بوسہ لیتی آہل کے کمرے کی طرف بڑھی۔

تاکہ پوچھ سکے کہ شایان کیوں نہیں آیا۔

یہ پہلی دفعہ ہوا تھا کہ آہل گھر آگیا تھا اور شایان ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔ ورنہ وہ تو آہل

سے بھی پہلے گھر ہوتا تھا۔

وہ آہل کے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب ارسم کمرے سے باہر نکلا۔ ارسم نے نینا کو دیکھ کر مسکراہٹ پاس کی اور نینا نے ارسم کے پاس سے

گزرتے ہوئے اس کے بال بگاڑ دیے۔

ارسم نے اس کی اس حرکت پر منہ بنایا اور اپنے بال ٹھیک کرنے لگ گیا۔ نینا مسکراہٹ دباتے آہل کے کمرے کی طرف بڑھی۔

نینا نے دروازے پر دستک دی تو آہل اور نور دونوں بیڈ کے قریب کھڑے تھے دونوں نے گردن موڑ کے



اسے دیکھا۔ نینا اندر داخل ہوئی۔

"وہ بھائی شایان نہیں آئے آج ابھی تک" نینا نے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے  
پریشانی سے پوچھا۔

نور اور آہل ایک دوسرے کو دیکھتے  
مسکرائے۔

مطلب اسے آج کا دن یاد نہیں تھا۔ "وہ آتا ہی ہو گا کچھ کام تھا اسے اس لیے لیٹ ہو  
گیا ہے" آہل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ تو نینا ہاں میں سر ہلاتی پلٹ گئی۔ کمرے  
میں آ کے

نینا نے چکر لگانے شروع کر دیئے۔

آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اسے شایان کا انتظار کرنا پڑتا۔ وہ ہر جگہ پہلے ہی  
موجود ہوتا تھا۔ لیکن آج اس کا انتظار کرتے نینا کی

جان نکل رہی تھی۔ وہ اس کی سلامتی کی دعائیں کر رہی تھی۔ اور اگر شایان آفندی  
اسے اپنے

لئے اتنا پریشان ہوتے دیکھ لیتا تو وہ خوشی سے کوچ ہی کر جاتا۔

رات کے گیارہ بجے پچاس منٹ ہو رہے تھے۔ اور شایان آفندی کا کوئی اتنا پتا نہیں تھا۔

سارے گھر والے سکون سے سو رہے تھے۔ نینا کی آنکھیں بھگنے لگی۔

پہلی دفعہ شایان کی غیر حاضری اس کی

جان لے رہی تھی۔ اس کا نینا کے ارد گرد پایا جانا ہی نینا آفندی کے لیے باعث سکون

تھا۔ نینا

نے صوفے پر بیٹھ کے سر صوفے کی بیک پر رکھ لیا۔ آنکھوں کے کونے تیزی سے

بھگنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے شایان کی مخصوص خوشبو کو بہت قریب سے

محسوس کیا۔ وہ آنکھیں موندے ہی صوفے کی بیک پر سر رکھے ہلکا سا مسکرائی۔

شایان جو کہ اس پہ ہلکا سا جھکے اس کے نقش و نگار کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار

رہا تھا۔

اس کے مسکرانے پہ ہلکا سا مسکرایا۔

نینا کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ جس کا وہ پچھلے دو گھنٹوں سے انتظار کر رہی تھی وہ اس کے اتنا قریب تھا۔

نینا اس کی خوشبو کو تخیل سمجھ

رہی تھی۔ "شا۔۔۔۔۔یا۔۔۔۔۔ن" بند آنکھیں، بھگیے اور جزبات سے بو جھل لہجے میں وہ شایان کا نام پکارتی شایان آفندی کا دل دھڑکا گئی۔

"جی شایان کی جان!" شایان نے اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی میں کہا۔

نینا جو اسکی خوشبو کو تخیل سمجھ رہی تھی اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں۔ اور اسے

دیکھا جو آنکھوں میں شوخ کا اک جہاں بسائے اسے دیکھ رہا تھا۔

شایان نے اپنی پیشانی نینا کی پیشانی سے ٹکائی۔

"Happy anniversary Mrs .Shyan Afandi"

نینا نے اس کے اس امر پہ اپنی آنکھیں بند کیں۔ اور آنسو ٹوٹ کے اس کے گال پر گرے۔

شایان جلدی سے سیدھا ہوا۔ اور نینا بھی کھڑی ہو گئی۔  
"اتنی دفعہ کہا ہے مت ظلم کیا کرو میری چیزوں پہ" شایان نے اس کے آنسو صاف کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے کہا۔

نینا نے اس کے کندھے پہ سر رکھا۔

"میں کب سے انتظار کر رہی تھی" اس نے بے بسی سے کہا۔

"زہے نصیب" شایان نے اس کی کمر مسلتے شرارتی لہجے میں کہا تو نینا نے سیدھا ہوتے

ہوئے اس کے پیٹ میں مکا مارا۔

"آہ ظالم عورت" شایان نے پیچھے ہوتے ہوئے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ڈرامہ کیا۔

نینا نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"سارے رو مینس کا بیڑا غرق کر دیا ہے"

شایان نے اسے دیکھتے گھوری سے نوازتے کہا۔

"شرم کر لیں دو بچوں کے باپ ہیں آپ" نینا نے اس کی بات پہ بیڈ پہ لیٹے دونوں بچوں کو دیکھتے شایان آفندی کو شرم دلانے کی کوشش کی۔

اور شرم سے شایان آفندی کا کوئی لینا دینا ہی نہیں۔

"کیوں دو بچوں کا باپ رو مینس نہیں کر سکتا؟" اس نے نینا کو دیکھتے لب دانتوں تلے

دباتے ہوئے

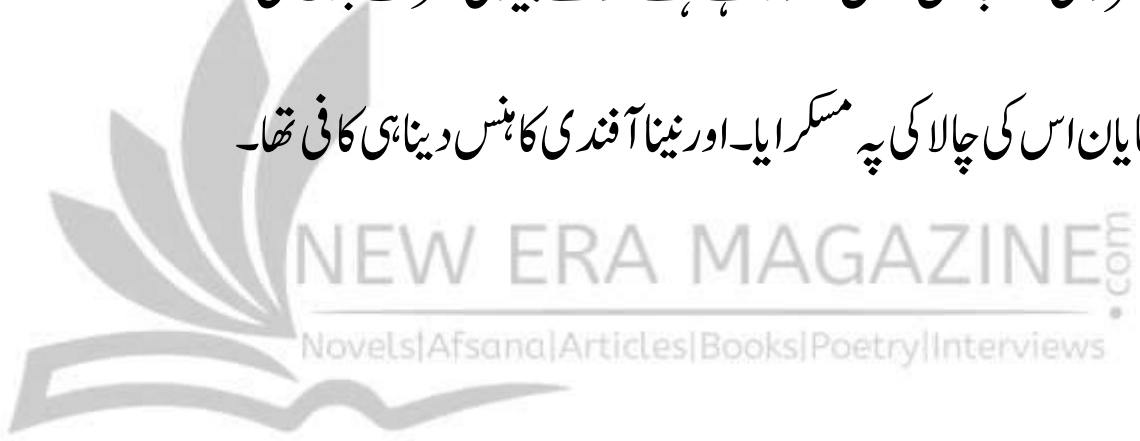
کہا تو نینا نے اسے گھورا۔

"شایان" وہ دانت کچاتے ہوئے بولی۔ "جی شایان کی جان" شان پہ اس کی گھوری کا

کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"آپ سے بات کرنا ہی فضول ہے" نینا کہتی مڑی تو شایان نے اس کی کلائی تھام لی۔  
 "کہاں جا رہی ہو مجھے وش نہیں کرنا؟" شایان نے اس کے گردن موڑ کے دیکھنے پہ  
 کہا تو نینا مسکراتی اس کے قریب آئی۔

شایان بھی مسکرایا۔ اسے لگا وہ اسے وش کرے گی۔ نینا نے مسکراتے اپنی کلائی  
 چھڑوائی۔ "بالکل نہیں" اور کہتے ہنستے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔  
 شایان اس کی چالاکی پہ مسکرایا۔ اور نینا آفندی کا ہنس دینا ہی کافی تھا۔



ماہی ستائشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اسے لگا وہ بھول گیا ہے۔ لیکن وہ یہ  
 نہیں جانتی تھی کہ ارمان احمد ماہین سیال کے متعلق کچھ نہیں بھولتا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔

"Happy anniversary Mrs.Arman"

اس کے کان کے قریب جھک کے ارمان سے اسے وش کیا تھا۔

ماہی دلکشی سے مسکرائی۔ اور مڑی۔ وہ بلیک شرٹ پہ بلیک پینٹ میں دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سامنے کھڑی ماہین سیال کو دیکھ رہا تھا۔ جو کہ بلیک کلر کی نیٹ کی ساڑھی زیب تن کیے، بالوں کا جوڑا بنائے، کچھ لٹیں اس کے چہرے پر لٹک رہی تھیں۔

ارمان نے اسے آفیس سے میسج کیا تھا کہ وہ آج تیار رہے۔ اور ماہی کو بالکل اندازہ نہیں تھا اس نے گھر کی چھت کو سجایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج اس کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے تھے ان آٹھ سالوں میں ارمان نے ماہی کے ہر طرح سے لاڈ اٹھائے۔

"To you too"

ماہی نے لٹ کان کے پیچھے کرتے اسے مسکراتے جواب میں وش کیا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو" ارمان نے وہ لٹ پھر اس کے چہرے پر لاتے کہا۔

"جانتی ہوں" ماہی نے مسکراہٹ دباتے ہمیشہ والا جواب دیا۔

جواب میں ارمان کا قہقہہ بلند ہوا۔

ارمان احمد کی حسرت ہی رہ جائے گی کہ کبھی وہ ماہی کی تعریف کرے تو وہ شکریہ بولے۔

لیکن جب بھی وہ اس کی تعریف کرتا ہے وہ صرف دو لفظ ہی بولتی تھی۔ "جانتی ہوں"۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمان نے اس کے سامنے ہتھیلی کی۔ ماہی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

وہ اسے ٹیبل تک لے آیا۔ جہاں کیک پڑا تھا۔ ارد گرد غبارے اور پھول گرے تھے۔

مان اور ماہی نے مل کے کیک کاٹا اور پھر ماہین سیال تھی اور اس کی باتیں۔ وہ پچھلا پورا

ہفتہ اس کے بغیر کیسے رہی۔ ساری داستان ہمیشہ کی طرح اسے سنار ہی تھی۔

اور ارمان تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھے اپنی زندگی کو بولتا کم سن اور دیکھ زیادہ رہا تھا۔

آج کی رات بھی ماہی کو سنتے ہی گزرنے والی تھی۔



.....

وہ بیڈ پہ تکیے پہ سر رکھے ہی مسکرائی تھی۔ اور ہلکی سی آنکھ کھول کے کمرے میں نگاہ دوڑائی۔ "مان شاید آج جلدی اٹھ گئے" وہ یہ سوچتی انگڑائی لے رہی تھی۔

بالوں کو جوڑا بناتے اس کے ہاتھوں کی حرکت رکی تھی۔ یکدم کچھ یاد آیا تھا۔ فوراً سے پیشتر اس نے گردن گھما کے وال کلاک کو دیکھا۔

جو کہ صبح کے نو بج رہا تھا۔

"Oh No plz Allah g"

وہ ہڑ بڑا کے اٹھی تھی۔ فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ یہ سوچ ہی اس کے رونگٹے کھڑے کر چکی تھی۔ وہ جلدی سے واش روم سے وضو کر کے آئی۔

جائے نماز بچھا کے نماز قضا کی۔ نماز کے لئے ہاتھ اٹھاتے اس کی آنکھ میں آنسو آ گئے۔

"Sorry Allah g"

Plzzzz

وہ کافی دیر ایسے ہی ہاتھ اٹھائے بیٹھی رہی۔ پھر اٹھی۔ مان اور بچوں کا خیال آیا تھا۔

اس نے جائے نماز کو تہہ لگا کے اس کی جگہ پہ رکھا۔ اسی وقت ارمان احمد کمرے میں مسکراتا داخل ہوا۔

"آپ نے مجھے نماز کے لیے کیوں نہیں اٹھایا؟" وہ خفگی سے گویا ہوئی۔

ارمان مسکرایا تھا۔ "تم تھک گئی تھی۔ رات کافی لیٹ سوئے تھے ہم اس لیے" ارمان نے اسے وضاحت دی۔

"اٹھنا تو تھا ہی نامان آپ اور بچوں نے کچھ کھایا بھی نہیں ہوگا اور میری نماز" وہ روہانسی ہوتے بولی تو مان نے اسے کندھوں سے تھاما۔

"میں اور بچے ناشتہ کر چکے ہیں ڈونٹ وری"

ارمان نے اسے تسلی دی۔

"پر نماز لیٹ ہو گئی" وہ ابھی بھی پریشان ہی تھی۔

"تم نماز کے معاملے میں بہت ٹچی ہو۔ ویسے بھی قضا کر تولی ہے تم نے" ارمان نے عام

سے لہجے میں کہا۔

"جن سے محبت ہو نامان انسان اس کے معاملے میں ٹچی ہی ہوتا ہے۔" ارمان کو ہمیشہ کی

طرح وہ لاجواب کر چکی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمان احمد اس کے جواب پہ مسکرایا۔ وہ یہی کرتی تھی۔ ماہین سیال ہی ارمان احمد کو لا

جواب کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ وہ آفس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

.....

"تیرا دماغ سیٹ ہے تو نے بھا بھی پہ غصہ کیوں کیا؟" ارمان نے اپنے سامنے پریشان

سے بیٹھے آہل کو گھورتے دانت کچاتے کہا تھا۔

"یار میں تھوڑا پریشان تھا غصہ اس پہ نکل گیا۔" آہل کے لہجے میں اتنی بے چارگی تھی

کہ ارمان کو بے ساختہ اس پہ پیار آیا۔

"اب؟" ارمان نے پوچھا۔

آہل اور وہ آہل کے آفس میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ دونوں نے اپنا

کوٹ اتار کے کرسی کی پشت پر لٹکایا ہوا تھا۔

"منا تو میں اسے لوں گا بس۔۔۔" آہل نے منہ لٹکا کے جملہ ادھورا اچھوڑا۔

"بس خبر آپ کی سالیوں تک نہ پہنچے۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شایان نے اس کے آفس میں داخل ہوتے مسکراہٹ دباتے اس کا ادھورا جملہ پورا کیا۔

ارمان اور شایان مسکرائے۔ لیکن آہل کو تو ہنسی بھی نہیں آئی۔

"تم دونوں ہنس رہے ہو؟" پتا ہے نہ اگر بات سالیوں تک پہنچی تو نور جلدی نہیں مانے

گی اور۔۔۔" آہل نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

"اور آپ کو کمرے سے در بدر بھی ہونا پڑے گا" اس بار شایان نے پھر اس کا جملہ پورا

کیا تو ارمان اور شایان نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔

آہل نے دونوں کو گھورا۔ وہ اسے پچھلے واقعے کا حوالہ دے رہے تھے۔

"مت بھولو میری سالیاں تم دونوں کی بھی سالیاں ہیں" آہل نے دونوں کو وارن کیا تھا۔ (اور یہ بات بھول جانا ان دونوں کو کافی بھاری پڑنے والا تھا)

"اسی بات کا تو دکھ ہے" شایان نے اپنے مصنوعی آنسو صاف کرتے کہا۔ تو ارمان نے بھی افسوس کرتے سر ہلایا۔



اور دوسری طرف جس بات کا آہل آفندی کو ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ آہل آفندی کے جرم کی سنوائی SSG کی عدالت میں ہو رہی تھی۔

چونکہ سعد اور نشاء لندن شفٹ ہو چکے تھے (مبین لغاری کی وجہ سے)، فار یہ سندھ، جنت سعودیہ اور عرش بھی شاہ میر کے ہمراہ پیرس جا چکی تھی۔

لیکن آج بھی ان کی دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ ساتوں کانفرنس ویڈیو کال پہ بات کر رہی تھی۔

یوں تو ہر روز ان کی بات ہو جاتی تھی لیکن پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے وہ ویڈیو کال کا سہارا لیتی تھی۔

موبائل ماہی کے ہاتھ میں تھا۔ نینا کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔ نور بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ چہرہ رویارویا سا تھا۔

"کیا پتہ یار بھائی پریشان ہو؟" جنت نے ہمیشہ کی طرح آہل کی حمایت کی۔

"پریشان ہونے کا مطلب غصہ بیوی پہ نکال دو؟" واہ "نور نے اسے موبائل کی سکریں پہ گھورتے کہا۔

"تم ایسا کرو۔ تم آج کے لیے اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔ بلا نامت ان کو "آئیڈیا عرش کی طرف سے آیا تھا۔

"ہر دفعہ یہی تو ہوتا ہے" نشاء نے اس کا آئیڈیا جیسے رد کیا تھا۔

"آہل بھائی کی غلطی ہے تو سزا تو انہیں ملے گی ہی" نینا جو کہ کھڑی تھی ماہی اور نور کے

ساتھ بیڈ پہ بیٹھتی بولی۔

آہل کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ جس سالیوں سے وہ ڈر رہا ہے۔ وہ اس کے لیے  
گڈ اگھو در ہی ہیں۔

"I have an idea"



ہمیشہ کی طرح ماہی کے دماغ میں آئیڈیا آیا تھا۔ ساری اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

وہ چہرے پہ مسکراہٹ لیے ان سب کو دیکھتی بتانے لگی۔

آئیڈیا بتانے کے بعد اس نے ستائشی نظروں سے پہلے نور اور نینا اور پھر سکریں پہ ان

چاروں کو دیکھا۔

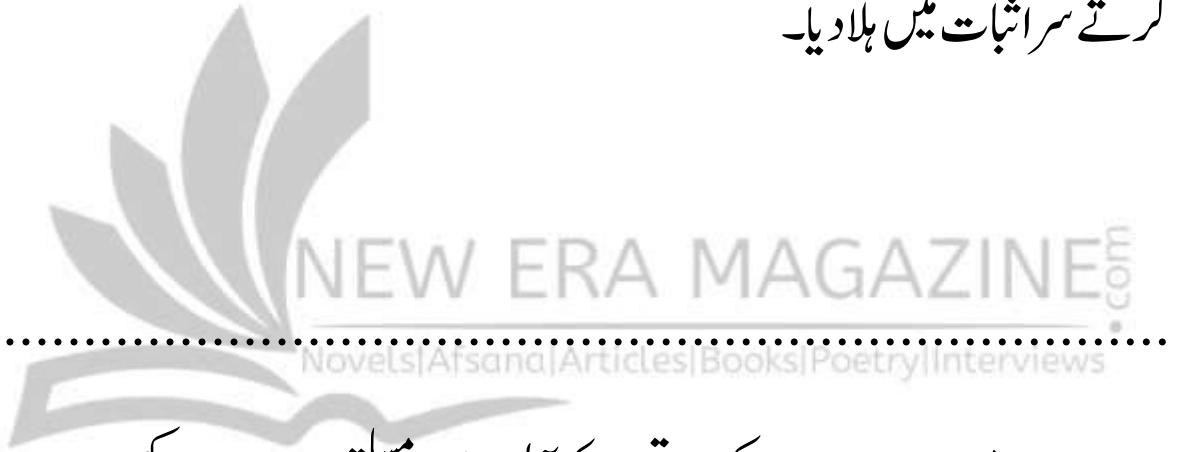
"مامالوگ نہیں مانیں گی" پہلا اعتراض نور کی طرف سے آیا تھا۔

"ماہین سیال کس لیے ہے؟" ماہی نے شیخی بگھاری۔

"اور بچے؟" نینا نے دوسرا سوال کیا۔ "بچے ساتھ جائیں گے" ماہی نے جواب دیا۔

اب وہ چھ کی چھ نور کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ اور نور نے لمبی سانس خارج

کرتے سر اثبات میں ہلا دیا۔



وہ چہرے پہ معصومیت طاری کیے، ہاتھوں کو آپس میں مسلتی، چہرے پہ دکھی داستان  
رقم کئے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔

مسز جہانزیب، مسز سکندر اور آسیہ آفندی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

وہ ان کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

"آپ تینوں سے کچھ پوچھنا تھا" اس نے تھوک نگلتے ان کی سوالیہ نظروں کے جواب

میں کہا۔ تو وہ تینوں مسکرائیں۔



وہ ان تینوں کو نور، نشاء اور نینا جتنی عزیز تھی۔

"بولو پیٹا" مسز جہانزیب نے پیار سے پوچھا۔

"میں نور کو دو دن کے لیے اپنے گھر لے کے جانا چاہتی ہوں" اس نے مدعا بیان کیا۔

ان تینوں نے اس کی بات پہ ایک دوسرے کو دیکھا۔

"وہ ماما جان نے آنا تھا۔ چونکہ اب صائم یہاں نہیں ہے تو پیچھے پاپا جان اکیلے ہوتے ہیں

۔ اور بہن کوئی ہے نہیں جو میرے گھر آسکے۔ اور ان دنوں میں بہت اکیلا محسوس کر

رہی تھی۔" اس نے اپنی بات کی وضاحت کی تھی۔

"نہیں اگر آپ کو نہیں اچھا لگ رہا تو کوئی بات نہیں بس ایسے ہی" ماہی نے مزید ڈرامہ

کیا۔

مسز سکندر مسکرائیں۔ "پگلی ہمیں کیوں برا لگے گا تم لے جاؤ نور کو" ان کے اجازت

دینے پہ ماہی نے جوش میں آ کے ان کو ہگ کیا۔ تو وہ تینوں پھر مسکرائیں۔

ماہی خوشی سے کمرے سے نکلنے لگی۔

لیکن اچانک کچھ یاد آنے پر مڑی۔ اور منہ بناتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"اب کیا ہوا؟" آسیہ آفندی نے اسے دیکھتے پوچھا۔ "وہ آہل بھائی۔۔۔۔۔" ماہی نے ہاتھ مسلتے کہا۔

"اسے میں بتا دوں گی۔ کوئی بات نہیں" مسز سکندر نے اسے تسلی دی۔ تو وہ مسکراتی کمرے سے نکلی۔

ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ماہین سیال کی ایکٹنگ کام نہ آئے۔

خود کو داد دیتی وہ نور کے کمرے کی طرف بڑھی۔ جہاں نینا نور کا بیگ تیار کر رہی تھی۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 آہل آفندی تو گیا کام سے۔

.....

وہ ہلکا سا مسکراتا کمرے میں داخل ہوا۔ جانتا تھا آج وہ ہمیشہ کی طرح کمرے میں اس کا انتظار نہیں کر رہی ہوگی۔ کیونکہ وہ آج اس سے سخت ناراض تھی۔ کمرہ خالی دیکھ کے وہ

فریش ہونے واش روم چلا گیا۔ ایک اطمینان تھا کہ وہ ناراض ہو کے بھی ایک چھت تے ہی ہوتی تھی۔ لیکن آہل آفندی کا یہ سکون جلد ہی ختم ہونے والا تھا۔

.....

وہ آفس سے آتے ہی کمرے سے ہو کے کچن میں گیا کیونکہ نینا کے کچن میں ہونے کے امکان زیادہ ہوتے تھے۔

شایان کچن میں داخل ہوا تو روز کے برعکس آج آہل آفندی بھی کچن میں کھڑا تھا۔

شایان کو حیرت ہوئی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا آہل عورتوں سے نور کے بارے میں

دریافت کر رہا تھا۔

نینا نے اس کے پوچھنے پہ غصے سے اسے دیکھا اور اپنا منہ موڑ لیا۔ آہل نے اسے ایسا

کرتے دیکھ شایان کو دیکھا۔ جو کہ اس کے دیکھنے پر مسکرایا۔ مطلب بات سالیوں تک

پہنچ گئی تھی۔

"ہاں وہ نورماہی کی طرف گئی ہے" مسز سکندر نے مصروف سے انداز میں آہل کو بتایا۔

"گڑیا کی طرف؟ لیکن مجھے تو نہیں بتایا؟" آہل نے نینا کی طرف دیکھتے پوچھا۔ کیونکہ وہ تینوں خواتین تو ایسے کر رہی تھیں جیسے آہل کیچن میں ہو ہی نہ۔

نینا نے اس کے پوچھنے پہ ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو۔ غصہ کرنے سے پہلے سوچنا تھا نا۔

آہل نے اس کی نظروں کو نظر انداز کیا اور مسز سکندر کی طرف دیکھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب تورات ہو گئی ہے۔ واپس کیوں نہیں آئی؟ اور بچے بھی ساتھ گئے ہیں کیا؟"

آہل ان تینوں کے ساتھ کر سی پہ بیٹھ گیا۔

جبکہ شایان شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کے سینے پہ دونوں ہاتھ باندھے پیر کے اوپر پیر رکھے آہل کی غیر ہوتی حالت انجوائے کر رہا تھا۔

"ہاں جی بچے بھی ساتھ گئے ہیں" آسیہ آفندی کے کہنے پہ آہل اٹھا۔

"ok"

میں ان کو لے کے آتا ہوں" وہ مڑتے بولا تھا۔

"نہیں نور اور بچے دو دن ماہی کے پاس رہیں گے" مسز سکندر نے مسکراہٹ دباتے آہل کے سر پہ بمب پھوڑا۔ جب نینا، آسیہ آفندی اور مسز جہانزیب نے بھی مسکراہٹ دبائی۔

"واٹ" وہ غصے اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت لیے مڑتے یقیناً چیخا تھا۔

شایان نے بیچاری نظروں سے اسے دیکھا۔

"کتنے دن؟" آہل نے دوبارہ سنجیدگی سے نینا کو دیکھتے پوچھا۔ "دو دن یا شاید  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
-----" نینا نے جان بوجھ کے اسے تنگ کیا تھا۔

"Fine"

وہ تیزی سے بولتا نینا کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی کیچن سے نکلا تھا۔

پیچھے ان سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ آفندی ہاؤس کا چپہ چپہ گواہ تھا کہ آہل  
آفندی نور کے لیے کس قدر جنونی تھا۔

نینا عورتوں کو اصل بات بھی بتا چکی تھی اس لیے وہ ساری آہل کے ساتھ ایسا سلوک کر رہی تھیں۔

آہل نے کمرے میں داخل ہو کہ صوفے پہ بیٹھ کے اس کی بیک پہ سر رکھ کے آنکھیں موند لیں۔

ٹھیک ہے اس کی غلطی تھی۔ اسے نور پہ غصہ ہر گز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن وہ دشمن جاں تو اسے چھوڑ کے ماہی کے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ آہل کا اس کے بغیر ایک پل بھی گزارا نہیں۔ کہاں دو دن؟

"نور۔۔۔۔۔" آہل نے بے بسی سے آنکھیں موندے ہی اسے پکارا تھا۔

ارمان جیسے ہی گھر داخل ہوا ماہی اور بچے لاؤنج میں ہی صوفے پر نور اور بچوں کے ساتھ

لگے تھے۔

ارمان نے نور کو دیکھا تو بے ساختہ آہل پہ پیار اور ترس آیا تھا۔  
 "اسلام و علیکم" اس نے ماہی کو لیپ ٹاپ بیگ پکڑاتے نور کی طرف دیکھ کے سلام کیا۔  
 اور ہمیشہ کی طرح حور اس کی گود میں چڑھ گئی تھی۔ ارسم آہل آفندی نے ارمان کی گود  
 میں حور کو دیکھ کے منہ بنا یا۔

جواب میں حور نے بھی اس کو دیکھ کے زبان دکھائی تھی۔



نور نے مسکرا کے اس کے سلام کا جواب دیا۔ ارمان نے عمار اور ارسم کو بھی پیار کیا۔ اور  
 پھر چونکہ بچے ڈنر کر چکے تھے نور ان کو لے کے گیسٹ روم میں چلی گئی۔

حور اور ذوہان بھی نور ساتھ ہی تھے۔

ماہی نے ارمان کے لیے ڈنر لگایا۔

ارمان کھانا کھا رہا تھا۔ اور ماہی اس کی دائیں جانب کرسی پہ بیٹھی تھی۔

"میں خود لائی ہوں نور کو ماہی نے چاول ارمان کی پلیٹ میں ڈالتے بتایا۔

"بڈی کیسے رہے گا وودن؟ تم جانتی ہو کہ اس کا گزارا نہیں" ارمان نے کھانا کھاتے  
سنجیدگی سے ماہی کو دیکھ کے کہا۔

"یہ بات غصہ کرنے سے پہلے سوچنی چاہیے تھی" ماہی نے جگ سے گلاس میں پانی  
ڈالتے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔



دوسری طرف آفندی ہاؤس جائیں تو شایان اور نینا بھی آہل اور نور کے بارے میں ہی  
ڈسکس کر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے بھائی کی غلطی تھی ان کو غصہ آگیا لیکن یار وہ کیسے رہیں گے بھابھی اور بچوں



کے بغیر "شایان نے نینا کو دیکھتے معصوم سی شکل بنا کے کہا۔

نینا بیڈ سے کپڑے اٹھا کے ان کی تہ لگا کے الماری میں رکھ رہی تھی۔ اور شایان اس کے پاس کھڑا تھا۔

"بالکل ویسے ہی جیسے آج آپ میرے بغیر رہیں گے" نینا نے تحمل کا مظاہرہ کرتے

شایان کے سر پہ بمب پھوڑا۔

"کیا۔۔۔۔۔" شایان چیخا تھا۔

نینا نے اسے گھوری سے نوازا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرا مطلب کیا؟" اس بار شایان نے آہستہ آواز میں چہرے پہ معصومیت طاری کر

کے پوچھا۔

نینا کو ہنسی آئی۔ اور وہ اسے چھپانے کے لئے الماری میں منہ دے گئی۔

"ہاں جی آج امی (آسیہ آفندی) کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ دن میں وہ نشاء کو یاد کر

رہی تھیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ میں آج ان کے پاس سو جاؤں گی۔"

نینا نے بھرپور سنجیدگی سے شایان کو بتایا۔ وہ جو تھوڑی دیر پہلے آہل کی حمایت کر رہا تھا  
- جسے آہل پہ ترس آ رہا تھا۔ اب اسے خود پہ ترس آ رہا تھا۔

وہ صدمے سے نینا کو دیکھنے لگا۔ نینا اس کے قریب آئی۔ اور اس کے گال پہ بوسہ کرتے  
ہلکاسا مسکراتی چلی گئی۔ شایان تو منہ کھولے صدمے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اچھے سے سوئے گا اوکے!" وہ چمکتی آنکھوں سے کہتی چلی گئی۔

شایان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دروازے کو دیکھا۔ جہاں سے وہ گئی تھی۔

مطلب آج آہل تو اکیلا کمرے میں سوئے گا ہی۔ وہ بھی؟۔ شایان کا دل رونے والا ہو

چکا تھا۔

جبکہ آہل اپنے کمرے میں کھڑکی میں کھڑا چاند کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں تھے۔

(آہل بند کریں یہ لیپ ٹاپ آپ جانتے ہیں نہ کہ آپ کے سینے پہ سر رکھے بغیر مجھے نیند نہیں آئے گی) نور کی بات یاد آنے پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔  
نہ جانے آج وہ کیسے سوئے گی؟ آٹھ سال۔۔۔

آٹھ سال میں ایک دفعہ بھی وہ اس کے بغیر اس کمرے میں نہیں رہا۔  
اور آج تو کمرہ بھی کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

آہل کھڑکی سے ہٹا اور سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کے نور کو کال ملائی۔

صبح پریشانی میں وہ اسے اتنا بول گیا تھا۔ لیکن اب وہ بری طرح یاد آرہی تھی۔

اور تو اور وہ بچے بھی اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

نور نے کال آگے سے کاٹ دی تھی۔

آہل نے لمبا سانس خارج کرتے موبائل پہ غزل ٹائپ کی۔

وہ سنتا تو میں کہتا، مجھے کچھ اور کہنا تھا"

وہیل بھر کو جو رک جاتا، مجھے کچھ اور کہنا تھا



کمائی زندگی بھر کی، اسی کے نام تو کر دی

مجھے کچھ اور کرنا تھا، مجھے کچھ اور کہنا تھا

کہاں اس نے سنی میری، سنی بھی ان سنی کر دی

اسے معلوم تھا اتنا، مجھے کچھ اور کہنا تھا

میرے دل میں جو ڈر آیا، کوئی مجھ میں بھی ڈر آیا

وہیں اک رابطہ ٹوٹا، مجھے کچھ اور کہنا تھا



رواں تھا پیار نس نس میں بہت قربت تھی آپس میں

NEW ERA MAGAZINE .COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے کچھ اور سننا تھا، مجھے کچھ اور کہنا تھا

غلط فہمی نے باتوں کو بڑھا ڈالا یو نہی ورنہ

کہا کچھ تھا، وہ کچھ سمجھا، مجھے کچھ اور کہنا تھا۔

پوری غزل ٹائپ کرنے کے بعد آہل نے میسج کے آخر پہ بڑا سا سوری لکھا۔

اور نور کو سینڈ کر دیا۔

دوسری طرف نور نے وہ غزل پڑھی اور نیچے بڑا سوری دیکھا تو اس کا دل تھوڑا سا موم

ہوا۔

لیکن پھر اس نے موبائل سائٹ پر رکھ کے بچوں کی طرف توجہ دی۔



ارمان سامنے کھڑی ہاتھ میں مگ لیے ماہی کو صدمے سے دیکھ رہا تھا۔

" لیکن یار بھا بھی بچوں کے ساتھ سو جائیں گی۔ " اس نے جواز پیش کیا۔

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مان!۔ نور پہلی دفعہ میرے گھر رہنے آئی ہے۔ ماہی نے گردن موڑ کے اس کے اعتراض پہ کہا۔

وہ دونوں ہر رات کی طرح اس وقت بھی ٹیرس پہ بالکنی کے پاس کھڑے چائے پی رہے تھے۔

جب ماہی نے ارمان سے کہا کہ وہ آج نور کے ساتھ سوئے گی۔

"میرا مطلب ہے کہ بھابھی کو گیسٹ روم میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ تم لوگ بچوں کے ساتھ کیسے ایڈجسٹ کرو گے؟" ارمان نے پھر سے دلیل دی۔

"گیسٹ روم میں دو بیڈ ہیں مان۔ ایزیلی بیچ ہو جائے گا۔ ڈونٹ وری" ماہی نے چائے کا گھونٹ بھرتے جواب دیا۔

جبکہ ارمان کی کافی تو ہاتھ میں پکڑے ہی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ اسے کہاں عادت تھی ماہی کے بغیر کمرے میں سونے کی۔

ماہی جب مائیکے جاتی تب بھی وہ کھڑکی کے ذریعے جا کے وہاں ہی سوتا تھا۔

آج وہ کتنی آسانی سے کہہ رہی تھی۔

"Good night , have sweet dreams"

ماہی نے چائے ختم کر کے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے کہا اور کمرے کی طرف  
بڑھی۔ "نیند آئے گی تو ہی سوئیٹ ڈریمنز آئیں گے" ارمان اس کے جانے کے بعد  
بڑبڑایا اور لمبی سانس خارج کی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تینوں اپنے اپنے کمروں میں بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ یہ تو طے تھا کہ  
آج نیند ان تینوں میں سے کسی کو نہیں آنے والی تھی۔



"میں بھی آج اکیلا ہوں کمرے میں" بیویوں کی برائی کرنے کے لئے بنائے گئے

گروپ میں سب سے پہلا میسج شایان کا آیا تھا۔

دوسرے میسج میں ساتھ ٹوٹے دل والے اور روتے ہوئے ایمو جی تھے۔

"میں بھی" ارمان نے بھی اس کے میسج کے نیچے رپلائی دیا۔ آہل ان کے میسج پڑھ کے

سیدھا ہوا تھا۔

"ایک منٹ میری بیوی تو ناراض ہو کے گئی ہے میں اس لیے اکیلا ہوں۔ تم لوگ

کیوں؟" آہل نے آبرو اچکاتے ایمو جی کے ساتھ میسج سینڈ کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری بیوی آپ کی بیوی کی خدمت کے لیے اس کے ساتھ سوئے گی" ارمان نے

آہل کے میسج کا جواب دیا۔

"اور میرے والی کو آج امی کے ساتھ سونا ہے" شایان کا ہمیشہ کی طرح الگ ہی دکھ

تھا۔ اس بار ہنسنے کی باری آہل آفندی کی تھی۔

"میرا تو بنتا ہے۔ تم دونوں بھی" آہل نے لوٹ پوٹ ہوتے ہنسنے والے ایمو جی کے

ساتھ رپلائی کیا۔

شایان اور ارمان کو اب صحیح معنوں میں خود پہ ترس آیا تھا۔ (وہ دونوں کیوں بھول گئے تھے کہ آہل کی سالیاں ان کی گھر والیاں ہیں۔۔۔ بچارے)۔

"تیری وجہ سے ہوا ہے یہ" ارمان نے دانت پیستے ایمو جی کے ساتھ آہل کو میسج سینڈ کیا۔

"میرے پاس تو کوئی نیند کی گولی بھی نہیں ہے۔ جسے لے کے سو جاؤں میں" شایان کو اپنی نیند کی پڑ گئی تھی۔

آہل کو اپنے ساتھ ساتھ ان دونوں پہ بھی ترس آنے لگا۔

تھوڑی دیر ایک دوسرے کو کوستے انہوں نے موبائل سائیڈ پہ رکھا اور کروٹ لی۔ نیند تو آج جیسے روٹھ گئی تھی۔

تینوں نے لمبا سانس خارج کرتے آنکھیں موند لیں۔

ماہی اور نور دونوں الگ الگ بیڈ پہ دراز تھیں۔ نور منال آفندی کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی جو کہ اس کی دائیں جانب کندھے پہ سر رکھے لیٹی تھی۔ اور نور کی بائیں طرف کندھے پہ سر رکھے حور نے ایک بازو نور کے گرد لپیٹا تھا۔ وہ نور کو ہگ کیے لیٹی تھی۔ جبکہ ماہی بیڈ پہ دوزانوں بیٹھی اور ار سم آہل آفندی اور عمار آہل آفندی دونوں اس کے سامنے بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ گیسٹ روم کافی کشادہ تھا۔ بیڈ کے کچھ فاصلے پہ زوہان کاٹ میں سکون سے سو رہا تھا۔

"ماہی SSG کا کوئی کارنامہ سنا دیں۔" عمار نے ماہی کے گٹھنے پہ سر رکھتے کہا تو ماہی مسکرائی۔

"مجھے بھی سننا ہے" ار سم بھی ماہی کی دائیں جانب لیٹتے جھٹ سے بولا۔

"ہمیں بھی" حور اور منال نے بھی زباں کو کے کہا۔

عمار کے ماہی کہنے پہ نور نے اسے گھورا تھا۔ اور ماہی کو وہ وقت یاد آ گیا جب اس نے ضد کر کے عمار کو ماہی کہنا سکھایا تھا۔

(ماضی):

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ننھا عمار آہل آفندی صرف ایک سال کا تھا۔ ماہی اور نینا ہنسی خوشی اپنی ازدواجی زندگی گزار رہی تھیں۔ اور ساتھ ساتھ ان کی پڑھائی بھی جاری تھی۔

نشاء، جنت، فاریہ اور عرش ابھی کنورای ہی تھیں۔

وہ ساتوں آج بہت دیر بعد یونی کے بعد آفندی ہاؤس جمع ہوئی تھیں۔

"عمار میری جان بولو۔۔۔ ما۔۔۔ ہی۔۔۔" ماہی ایک سال کے عمار کو سامنے قالین

پہ بٹھائے خود اس کے سامنے بیٹھے کہہ رہی تھی۔

جبکہ ننھا عمار نا سمجھی سے سامنے بیٹھی اپنی عجوبہ خالہ کو دیکھ رہا تھا۔ "م۔۔۔ ا۔۔۔ ما" عمار

نے پھر ایک ہی لفظ جو اسے بولنا آتا تھا بولا تھا۔

نینا، نشاء اور فار یہ صوفیہ جبکہ نور، عرش اور جنت بیڈیہ براجمان تھیں۔

"وہ نہیں بولے گا ماہی۔ بس کرو" نینا نے ماہی کو لتاڑا۔

"وہ بولے گا بس" ماہی ضد پہ اڑی تھی۔

"بولو ما۔۔۔۔۔ ہی" ماہی نے عمار کی طرف دیکھ کے پھر اسے یاد کروایا۔

"کتنا برا لگے گا جب یہ تمہیں تمہارے نام سے پکارے گا" عرش نے فتویٰ لگایا۔

"میرے بیٹے کو بگاڑ مت ماہی" عرش کے فتوے پہ نور نے بڑھ کے آگے عمار کو اٹھایا۔

"اور شکل گم کرو اپنی۔ تمہارا بیٹا! چھوڑو ادھر دو" ماہی نے آگے بڑھ کے اس سے عمار

کولیا۔

نور نے روہانسی ہو کے ان کو دیکھا جو ہنس رہی تھیں۔ "یہ میرے بیٹے کو بگاڑ دے گی نینا

"نور نے نینا کے پاس بیٹھتے روہانسی ہو کے کہا۔

"او میرا بے بی کچھ نہیں ہوتا" نینا نے اسے سیریس لینے کی غلطی نہیں کی تھی۔

"لوگ کیا کہیں گے ماہی" فاریہ کو آج بھی ہمیشہ کی طرح لوگوں کی پڑ گئی تھی۔

"لوگوں کا کام ہے باتیں بنانا" انشاء نے فاریہ کی بات کو آگے بڑھایا۔

"خوبصورتی سے کیا شرمانا" ماہی نے فوراً آگے سے جملہ پورا کیا تھا۔

"خوبصورتی نہ ہو تو کیا شرمانا۔ یہ کہو ماہی" جنت نے بونگی ماری تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

سب کا مقابلا بلند ہوا۔

ماہی نے اسے گھورا اور عمار کو لے کے صوفے پہ الگ سے بیٹھ گئی۔ اور اسے گود میں

بٹھاتے پھر سے ماہی سکھانے لگی۔

(حال):

"ماہی سنائیں نہ کوئی کارنامہ" عمار نے ماہی کا گھٹنا ہلاتے ہوئے کہا جو کہ ماضی میں کھو گئی تھی۔ اس نے عمار کی طرف دیکھ کے ہلکی سے مسکراہٹ پاس کی۔ اور نور کی طرف دیکھا جو ابھی بھی حور اور منال کے درمیان لیٹی ماہی کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"نغمے والا اسنادے" نور نے مشورہ دیا تھا۔

"وہ نہیں" (اس میں میری بے عزتی تھی)۔ ماہی نے اعتراض کرتے دوسرا جملہ دل میں بولا تھا۔

ماہی اور نور نے اپنے اپنے کارنامے سوچنا شروع کر دیئے۔ وہ بچوں کو مہذب کارنامہ بتانا چاہتی تھیں۔

اور پھر ماہی کو اچانک اپنا کارنامہ یاد آیا۔ اس کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔

سارے بچے اب ماہی کے ارد گرد بیٹھے اس سے SSG کارنامہ سن رہے تھے۔ نور بھی اب ماہی کی طرف متوجہ تھی۔ جو کہ میں مریچ مسالہ لگا کے بچوں کو کارنامہ سنارہی

تھی۔

(ماضی):



جنت کلاس کے دروازے پہ کھڑی پہرہ دے رہی تھی۔ ماہی اور عرش نے اس کے اشارے پہ کلاس کی کھڑکی میں رکھے لہجے باکسز کھول کے دیکھنا شروع کر دیئے۔ بائیو کا پیریڈ تھا۔ بائیو والے ٹیچر آج کلاس میں نہیں آئے تھے اور میتھس والے سارے سٹوڈینٹ کلاس لینے گئے تھے۔

کلاس میں صرف ان کا گروپ تھا اور ارازا کے گروپ کی کوئی دو تین لڑکیاں تھیں۔ ان کے بھی باہر جاتے ہی جنت نے دروازے پہ پہرہ دینا شروع کر دیا۔



اب ماہی اور عرش ساری کلاس کے لہجے باکسز دیکھ رہی تھیں۔

"ماہی نہ کریا۔ شرم کر لے" فاریہ نے اسے دیکھتے ٹوکا۔ نینا، نور اور فاریہ کرسیوں پہ بیٹھی تھیں۔ جبکہ نشاء پیریڈ لینے گئی تھی۔

جنت کبھی باہر دیکھتی اور کبھی ماہی اور عرش کو۔ جو صرف باکس دیکھ دیکھ کے واپس رکھی جا رہی تھیں۔

"یار کوئی ایک بھی سواد کا نہیں ہے" ماہی نے منہ بنایا۔ "کر تو ایسے رہی جیسے کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھی مینیو دیکھ رہی ہو" نینا نے اس کے منہ بنانے پہ طنز کیا تھا۔ عرش نے ایک باکس ماہی کے آگے کیا۔

"آملیٹ اور پراٹھا" ماہی کی آنکھیں چمکی۔

جنت اور نور بھی ان دونوں کی طرف بڑھی۔

فاریہ نے پھر انہیں باز رہنے کی تاکید کی تھی۔ لیکن ان پہ اثر ہونا تھا نہ ہوا۔

"ماہی نہ کھا۔ یہ لہجے ملکہ لوگوں کا ہے۔ ان کا پتہ ہی ہے تمہیں" نینا نے دھمکی دی۔ نور نے اس کی دھمکی پہ ہاتھ میں پکڑا نوالہ رکھ دیا۔

"نہ بھی اس سے پنکا نور ڈ نہیں" وہ بولتی جا کہ نینا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

جنت نے بھی نور کو دیکھتے وہ لنچ چھوڑ دیا۔

لیکن ماہی اور عرش نے جم کے وہ لنچ کھایا۔

ان دونوں کو کھاتے دیکھ ان چاروں کے منہ میں بھی پانی آیا لیکن وہ جانتی تھیں اس کا

انجام کیا ہوگا۔

اس پیریڈ کے بعد بریک تھی۔ ماہی اور عرش نے ویسے ہی ترتیب سے وہ باکسز رکھ

دیئے اور شرافت کا مظاہرہ کرتے اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساری لڑکیاں کلاس میں آئیں تو SSG نے بے ساختہ

ملکہ کو دیکھا جو کہ اپنا لنچ باکس اٹھا رہی تھی۔

ملکہ کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔ اس نے لنچ باکس کھول کے دیکھا اور پھر SSG کو۔

وہ جو ساری ملکہ کو دیکھ رہی تھیں۔

اس کے دیکھنے پر جلدی سے انہوں نے نگاہوں کا مرکز بدل لیا۔ لیکن بکرے کی ماں کب

تک خیر منائے گی۔ ملکہ تن فن کرتی ماہی کی طرف بڑھی۔

ماہی نے اسے دیکھ کے بے ساختہ تھوک نگلا۔ اور ساتھ کرسی پہ بیٹھی نور کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ نور نے ملکہ کو دیکھتے ماہی کا ہاتھ جھٹک دیا۔

ماہی اور عرش نے بیچاری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جبکہ باقی پانچوں نے ایسے ظاہر کیا جیسے وہ ماہی اور عرش کو جانتی بھی نہیں۔

"یار آج بچا لو میری توبہ اب نہیں کرتی" ماہی نے منت بھری نظروں سے نینالوگوں کو دیکھتے کہا۔

لیکن ان پانچوں نے منہ موڑ لیے۔ جیسے کہہ رہی ہوں۔ "ہم آپ کو نہیں جانتے سوری! آپ کون؟"

ماہی اور عرش کو اپنی موت نظر آنے لگی۔ تب تک ملکہ آن تک آگئی تھی۔

"میرا لہجہ کس نے کھایا؟" اس نے ماہی کو دیکھ کے پوچھا۔

اس سے پہلے کہ ماہی نفی میں سر ہلاتے کچھ بولتی۔ نور بولی "ماہی اور عرش نے"۔

نور نے سکون سے کہتے کرسی سے ٹیک لگالی۔

"ہم نے ان دونوں کو منع بھی کیا تھا" فاریہ نے اپنی بات نہ مانے جانے کا غصہ نکالا تھا۔

"میں نے بھی انہیں منع کیا تھا" جنت نے دنیا جہان کی معصومیت چہرے پہ طاری کرتے کہا تو ماہی اور عرش نے اسے دیکھا جو پہلے پہر ادے رہی تھی اور اب مکر گئی تھی۔

نینا بھی مسکراہٹ بار رہی تھی۔ "او کے چلو اسٹاف روم چلیں" ملکہ نے سنجیدگی سے ماہی سے کہا تو وہ پانچوں خوش ہو گئیں۔ مطلب اب ماہی اور عرش تو گئیں۔



(حال):

"پھر کیا ہوا" ارسم نے ماہی کے چپ ہو جانے پہ بے تابی سے پوچھا۔

ماہی نے مسکراتے نور کی طرف دیکھا۔

"ماہی بتائیں نا آپ کی اور عرش خالہ کی بے عزتی ہوئی پھر؟" عمار نے پریڈکشن کی۔

"میں بتاتی ہوں آگے" نور نے سینے پہ ہاتھ رکھتے بچوں سے کہا۔

"نہیں میں بتادیتی ہوں" ماہی نے جلدی سے کہا۔ مبادا نور سچ ہی نہ بتادیں۔

"پھر تم لوگوں کی ماہی خالہ اور عرش خالہ کی کتوں والی ہوئی۔ بریک بھی بند ہوئی۔ بے

عزتی بھی ہوئی اور ملکہ سے معافی مانگ کے ایسی حرکت آئندہ نہ کرنے کا وعدہ بھی کیا

"۔

نور نے اس کے منع کرنے کے بعد بھی پوری بات بتادی تھی۔ "ماہی" ارسم نے ماہی کا

نام لیتے ہوئے منے پہ ہاتھ رکھتے مسکراہٹ دبائی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اور حمین بھی عمار کو دیکھتے ماہی ہی بولتے تھے۔

"آپ کو فیل نہیں ہوتی تھی؟" منال نے معصومیت سے پوچھا۔

"لے فیلنگ والا پرزہ ہم SSG میں تھا ہی نہیں" نور نے فخر سے بتایا تھا۔

چلو اب سونے کا وقت ہو اچا ہتا ہے۔ ماہی نے بچوں کو دیکھتے کہا تو وہ تمیز کا مظاہرہ کرتے

سب اپنی اپنی جگہ پہ لیٹ گئے۔

وہ اپنے کین میں کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔

جب آہل دستک دے کے اندر داخل ہوا۔

ارمان نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا اور فوراً نظریں دوسری طرف کر لی۔ ارمان کے ساتھ ساتھ آہل کی بھی آنکھیں رات نیند پوری نہ ہونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ آہل نے آتے ہی اس کے سامنے بیٹھتے سنجیدگی سے فائل اس کے سامنے رکھی۔

"دیکھ لے ایک بار میری طرف سے ڈن ہے" اس کے کہنے پہ ارمان نے اثبات میں سر ہلایا۔

آہل کے لبوں پہ مخصوص مسکراہٹ آج غائب تھی تو ارمان بھی روز کی طرح چہک نہیں رہا تھا۔ اور تو اور شایان آفندی بھی آج اپنے کین میں ٹک کے کام کر رہا تھا۔

ورنہ اس کے دن میں دس چکر آہل کے کین کے اور دس چکر ارمان کے کین کے

ہوتے تھے۔

ارمان کے فائل دیکھنے کے بعد آہل اٹھا اور باہر جانے لگا پھر کچھ یاد آنے پہ مڑا۔

"شام کو واپسی پہ مجھے ساتھ لے جانا" سنجیدگی سے کہتا وہ مڑ گیا تھا۔

ارمان نے اس کی پشت کو دیکھتے پیچھے کر سی سے ٹیک لگائی۔



"کیا کہا دو بارہ کہنا" ماہی نے آبرو اچکاتے نور سے پوچھا۔ نور نے چہرے پہ معصومیت

طاری کرتے منے بناتے ہوئے ماہی کو دیکھا۔

"بول نا" ماہی نے اصرار کیا۔

"مجھے آہل کی یاد آرہی ہے" نور نے ہاتھ مسلتے کہا۔

ماہی اسے گھور رہی تھی۔ "کیا ہے" جب وہ مسلسل گھورتی رہی تو نور تنگ کے بولی۔  
 ماں واری جائے بھائی کی یاد آرہی ہے "ماہی نے نور کی تھوڑی سے اس کا چہرہ پکڑتے  
 پیار سے کہا تھا۔

نور نے سر اثبات میں ہلادیا۔

"بکو اس بند کر" اس کے سر اثبات میں ہلانے پہ ماہی نے کہا تھا۔

ماہی اور نور ماہی کے کمرے میں بیڈ کے قریب کھڑی تھیں۔ ماہی اسے ڈانٹتی ڈریسنگ  
 کے سامنے کھڑی بالوں کا جوڑا بنا کے پن لگانے لگی۔

نور اس کے پیچھے جا کے کھڑی ہو گئی۔ "کل رات سے ان کی کال آرہی ہے۔ وہ گلٹی بھی  
 ہے اور میں بھی کبھی ایسے نہیں رہی اور بچے بھی تو میرے پاس ہی ہیں" نور کی بات پہ  
 ماہی نے اسے گھورا تھا۔

آہل کی یاد آرہی ہے۔ بچے بھی میرے پاس بلا بلا۔۔۔۔۔۔ "ماہی نے اس کا مذاق اڑایا  
 تھا۔

"دفع ہو جاؤ تجھے کچھ کہنا ہی فضول ہے" نور اسے کوستی باہر چلی گئی۔



ماہی پیچھے سے مسکرائی تھی۔ اس نے موبائل جو کہ ابھی ڈریسنگ تک آتے اس کے ہاتھ میں تھا پھر اس نے بیڈ پہ پھینک دیا تھا۔

نور بات کرنے میں اتنی مصروف تھی کہ اسے پتا نہیں چلا کہ ماہی نے اس کی بات ریکارڈ کر لی تھی۔ اب وہ مسکراتے موبائل ڈیٹا آن کر کے آہل کو سینڈ کر چکی تھی۔ اور نیچے ایک میسج بھی۔

پھر وہ مسکراتی نور کی طرف باہر کو بڑھی۔



آہل ارمان کے کیمین سے واپس آ کے اپنی جگہ پہ بیٹھا تھا۔ جب اس کے موبائل کی ٹون بجی۔ سکریں پہ "گڑیا" کے نام سے سیو نمبر سے میسج ٹون دیکھ کے اس نے فائل سائیڈ پہ رکھتے what's app آن کی تو ایک وائس میسج تھا۔ آہل نے وہ پلے کیا۔

"مجھے آہل کی یاد آرہی ہے"

بس اتنا سا میسج تھا اور نیچے ماہی کا text تھا۔

"آپ کی بیوی کو آپ کی یاد آرہی ہے۔ آکے لے جائیے" مسکراہٹ دباتے ایبوجی

کے ساتھ ماہی کا میسج پڑھتے آہل کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

آہل نے وہ میسج نہ جانے کتنی دفعہ سنا۔

ہو دفعہ وہ میسج سنتے ایک الگ قسم کا سکون تھا جو اس کے رگ وپہ میں دوڑ گیا۔

اب وہ مسکراتا اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا۔



NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا نیناروز کے برعکس آج کمرے میں تھی۔ وہ مصروف

سے انداز میں ڈریسنگ دراز میں سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ شرافت سے کمرے میں

داخل ہوا۔ نینا کو فل اگنور کرتے اس نے لیپ ٹاپ بیگ صوفے پہ رکھا، الماری سے کپڑے نکالے اور واش روم گھس گیا۔

نینا کن اکھیوں سے اس کی کاروائی ملاحظہ کرتی حیران ہو رہی تھی۔ اس کے واش روم گھس جانے پہ نینا نے لمبی سانس خارج کی۔

مطلب وہ رات کی وجہ سے اس سے ناراضگی کا اظہار تھا۔ نینا واش روم کے دروازے کو دیکھتی اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔

وہ باہر نکلا اور دریسنگ کی طرف بڑھ کے خوا مخواہ ہی بالوں کو کنگھی کرنے لگا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
اس کے لئے نینا کو نظر انداز کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

وہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ نینا اس کے قریب جا کے کھڑی ہوئی تو وہ مڑا اور بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"شوخیوں" نینا نے اسے دیکھتے سرگوشی کی۔ حمین اور امل اپنی دادی کے کمرے میں تھے۔

شایان نے بیڈ پہ بیٹھ کے سائڈ ٹیبل سے کچھ ڈھونڈنا شروع کر دیا۔

"کیا ڈھونڈ رہے ہیں مجھے بتائیں میں ڈھونڈ دیتی ہوں۔" نینا نے اس کے سامنے کھڑی ہو کے اسے مخاطب کیا۔ شایان نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا اور پھر گردن موڑ لی۔

کتنا مشکل تھا اسے نظر انداز کرنا۔

"میں سوچ رہی تھی آج بھی امی کے ساتھ سو جاؤں" نینا نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔ جانتی تھی گھی ٹیڑھی انگلی سے ہی نکلے گا۔ شایان کے ہاتھ دراز میں حرکت کرتے رہے اور پھر اس نے نینا کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹھیک ہے" دو لفظی جواب پہ نینا جل بھن گئی تھی۔

کتنی آسانی سے وہ اسے جانے کا کہہ رہا تھا۔ اور شایان آفندی کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اٹھ کے دروازہ ہی بند کر دیتا اسے کبھی نہ جانے دیتا۔

"آپ کو نیند کیسے آئے گی میرے بغیر" فائنلی نینا آفندی کو اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ شایان آفندی کو اس کے بغیر نیند نہیں آتی۔

"جیسے کل آئی تھی" شایان نے فوراً جواب دیا۔ نینا نے اس کے ساتھ بیٹھ کے سر اس کے کندھے پر رکھ لیا۔

"کل آگئی تھی میرے بغیر نیند؟" وہ سوالیہ انداز میں اتنی قریب سے پوچھ رہی تھی کہ شایان کے لیے جھوٹ بولنا مشکل ہو گیا۔

"ہمممم۔۔" اس نے ہنکار بھرا۔

"مجھے نہیں آئی" نینا کے کہنے پہ وہ ایک دم ساکت ہوا تھا۔

"آپ کے بغیر نیند" نینا نے سراٹھا کے مسکراتے ہوئے جملہ پورا کیا۔

شایان کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔

شایان آفندی کی لغامیں نینا آفندی کے ہاتھ میں تھیں۔ وہ جب چاہتی اسے ڈھیل دیتی اور جب چاہتی اسے کھینچ دیتی۔

"بہت ظالم ہو تم" شایان نے دل کی بات کہہ دی تھی۔ نینا مسکرائی۔ "صرف آپ کے معاملے میں" اور مسکراتے اس کا جملہ پورا کیا۔

"جانتا ہوں" شایان نے اس کے گرد حصار باندھتے مسکراتے کہا۔

"زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے" وہ اس کا حصار توڑتے مسکراتی اپنی ٹون میں واپس آتے بولی تو شایان نے اسے منہ بناتے ہوئے دیکھا۔ کم سے کم وہ شایان آفندی کو زیادہ تر خوش نہیں کر سکتی تھی۔



وہ کن اکھیوں سے سنجیدگی سے ڈرائیو کرتے آہل آفندی کو دیکھ رہی تھی۔ منال اس کی گود میں ہی سو گئی تھی۔ جب کہ عمار اور اسم پچھلی سیٹوں پہ سو رہے تھے۔ آہل ارمان کے ساتھ ہی ماہی کی طرف آگیا تھا۔ وہاں تو آہل کی چہچہاہٹ ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ اور وہ نہ جانے کیوں ماہی سے کہہ رہا تھا۔

“ You made my day Guria “

نور نے ماہی سے پوچھنا چاہا لیکن وقت نہیں ملا۔ ڈنر کے بعد وہ وہاں سے نکلے واپس آفندی ہاؤس جانے کے لیے۔

آہل نے مسکراتے ہی اسے بتایا کہ وہ نور کو لینے آیا ہے۔ لیکن کار میں بیٹھتے ہی وہ اب یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے جانتا بھی نہ ہو۔ وہ شخص نور آفندی کے لیے دھوپ چھاؤں کی مانند تھا۔

آہل نے نور کی نظروں کی تپش پہ اسے گردن موڑ کے دیکھا تو وہ جو اُس کو دیکھتے کچھ سوچ رہی تھی جلدی سے نظریں سامنے ونڈ سکرین پہ کیں۔ آہل نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

" ماہی " وہ ماہی کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا اسے پکار رہا تھا۔ جو کہ آنکھیں  
 موندے لیٹی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پہ ارمان ہاتھ سر کے نیچے رکھ کے کہنی بیڈ پہ  
 ٹکائے دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔

"ہممم" ماہی نے آنکھیں بند کیے ہی جواب میں ہنکار بھرا۔ روزرات کو وہ پورے دن  
 کی روداد ارمان کو سنایا کرتی تھی۔ لیکن آج وہ تھک گئی تھی لیکن ارمان کو تو ایسے  
 نیند نہیں آنے والی تھی۔

حور ماہی کے ساتھ بیڈ پہ سو رہی تھی اور ذوہان کاٹ میں بیڈ کے کچھ فاصلے پہ۔  
 "تم بالوں کو کلر کرواتی ہو" نہایت ہی بے تکا سوال تھا جو ارمان نے اس وقت اس سے  
 کیا۔

ماہی نے یک دم اس کی بات پہ آنکھیں کھولیں۔ "آٹھ سالوں میں آپ کو اتنا بھی پتہ  
 نہیں چلا یہ میرے بالوں کا نیچرل کلر ہے" وہ خفگی سے بولی۔

ارمان مسکرا آیا تھا۔ "نہیں لڑکیاں خود بھی کرواتی ہیں نا ایسے بالوں کا کلر اسی لئے  
 پوچھا" ارمان نے وضاحت دی تھی۔



"آپ کو بہت پتہ ہے لڑکیوں کا" ماہی نے لیٹی ہی اس کی طرف دیکھ کے طنز کیا تھا۔

"حور کے بھی اسی لئے براؤن اور گولڈن شیڈ آتی ہے" ارمان نے اس کے طنز

کو نظر انداز کرتے ہوئے حور کے بالوں کو دیکھتے کہا تھا۔

"ہاں جی بالکل" ماہی نے بھی پیار سے حور کو دیکھ کے کہا تھا۔

"میں سمجھا تم کرواتی ہو بالوں کو کلر اور شاید اسی وجہ سے حور کے بھی۔۔۔۔۔"

ارمان کی بات پہ ماہی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کیا۔۔۔؟" اور بیڈپہ آٹھ کے بیٹھتی

اس کی بات ٹوکتے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایک منٹ ویٹ! آپ کو لگتا ہے کہ میں نے بال کلر کروائے اور حور کے اس وجہ

سے براؤن ہیں" اس نے ارمان سے پوچھا تھا۔

ارمان نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہا ہا ہا ہا۔۔۔ مان۔۔۔ ہا ہا ہا ہا" ماہی کا تمقا بلند ہوا۔ ارمان نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"آپ کو اتنا نہیں پتا کے والدین سے بچوں میں خصوصیات صرف جینز کے ذریعے منتقل ہوتی ہیں۔ مطلب اگر میں نے کروایا بھی ہو تو ضروری نہیں کہ حور کے بالوں کا کلر بھی وہی ہو۔ آپ نے بائیو میں Genes اور hereditary law نہیں پڑھا؟" وہ ارمان کی بات کی وضاحت کرتے ہنسی جا رہی تھی۔

"میرا سبجیکٹ میتھس تھا" ارمان نے خفگی سے اسے ہنستے دیکھ کے اپنی صفائی دی تھی۔

"ہاہاہاہاہا" ماہی پھر ہنسی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر بھی مان یہ کومن سی بات ہے آپ کو پتا ہی نہیں۔ واہ مشہور بزنس ٹائیکون کو اتنا نہیں پتا۔ ہاہاہاہا" وہ کھلکھلاتی ارمان کا مذاق اڑا رہی تھی۔ اور ارمان اس کی ہنسی کے سحر میں جکڑ گیا۔ وہ ہنستی بہت پیاری لگتی تھی۔ یا شاید ارمان کو لگتا تھا۔

"او کے سوری۔ ہاہاہاہا" ماہی نے ہاتھ اٹھا کے اس کے گھورنے پہ سوری کہا۔

لیکن پھر بھی اس سے ضبط نہیں ہو رہا تھا۔

"اچھا چلو میں تم سے Maths کا کوئی سوال پوچھتا ہوں" بظاہر سنجیدگی سے

آنکھوں میں بھرپور شرارت لیے ارمان ماہی سے مخاطب ہوا۔

ماہی کی ہنسی کو یک دم بریک لگی۔

" بالکل نہیں۔ مجھے نیند آرہی ہے " وہ خفگی سے کہتی جلدی سے ارمان کی طرف

کروٹ لے کے آنکھیں مند گئی۔

" ہا ہا ہا۔۔۔ " اس بار ارمان کا قہقا پورے کمرے میں گونجتا تھا۔

وہ جانتا تھا ماہی Maths میں کمزور تھی۔ اور اسے اگر کوئی سبجیکٹ زہر لگتا تو وہ

میتھس ہی تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمان نے بھی اپنا بدلہ پورا کر لیا تھا۔ وہ بھی ہنستا سونے کے لیٹ گیا۔

گھرتک آنے تک آہل نے نور کی طرف نہیں دیکھا۔ اور جب اس نے گاڑی پورچ میں

رو کی تو فرنٹ سیٹ کی طرف دیکھا۔ منال کے ساتھ نور بھی سوچکی تھی۔ گردن آہل کی طرف ڈھلکی ہوئی تھی۔ اور منال نور کو اس کی گود میں ہگ کیے سوئی ہوئی تھی۔ آہل نے پیچھے اپنے لاڈلوں کو دیکھا۔ وہ دونوں بھی سوچکے تھے۔ آہل نے لمبا سانس خارج کیا اور موبائل نکال کے شایان کو کال ملائی۔

کال کرنے کے بعد وہ کار کادروازہ کھول کے باہر آیا۔ تب تک شایان بھی آچکا تھا۔ اس سم کو شایان نے اٹھایا اور آہل نے عمار کو۔  
 آہل نے ان دونوں کو ان کے کمرے میں لٹایا کبیل اچھے طریقے سے سیٹ کر کے وہ لائٹ آف کرتا پھر پورچ کی طرف بڑھا۔

جہاں سے شایان مسکراتا منال کو اٹھائے آرہا تھا۔ آہل نے اس کے مسکرانے پہ اسے گھورا۔

اس کے گھورنے پہ شایان نے مسکراتے اپنی بائیں آنکھ دبائی۔ اور آہل کے پاس سے گزر کے منال کو ان کے کمرے میں لیٹا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

اس کی آنکھ دبانے پر آہل نے کھڑے ہو کے گردن موڑ کے اسے گھورا لیکن وہ بے نیازی سے منال کو لیے آہل کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

آہل پورچ تک آیا۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کے نور کو دیکھا جو ابھی بھی گھوڑے گدھے بیچ کے سو رہی تھی۔

آہل کا سکون برباد کر کے وہ خود کتنے سکون سے سو رہی تھی۔ آہل نے نرمی سے اسے اپنے بازوؤں میں بھرا۔

نرم و گداز نور کا وجود جیسے ہی اس نے اٹھایا وہ ہلکا سا کسمائی۔ اور آہل کی گردن میں بازو ڈال لیے۔

آہل اسے لیے اندر کی طرف بڑھا۔ اندر کی طرف بڑھتے اس نے دل سے دعا کی تھی کہ کوئی اسے دیکھ نہ لے۔

لیکن جیسے ہی وہ نور کو لئے لاؤنج سے گزرنے لگا سامنے سے مسز جہانزیب پانی کا جگ لیے آرہی تھیں۔

آہل کے قدموں کو یکدم بریک لگی۔

انہوں نے آہل کو دیکھ کے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ اور اس کے پاس سے نظریں نیچے کیے آگے چلی گئیں۔

آہل کو ڈھیروں شرم آئی۔ وہ کانوں تک سرخ ہوا۔ اس کو صرف شرماتے دیکھ کوئی بھی ٹیڑھا نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور نور کو احتیاط سے بیڈ پہ لٹایا۔



وہ اپنے آفس میں سے کیبن سے نکلنے لگا تھا جب شایان حواس باختہ اس کے آفس میں داخل ہوا۔

آہل نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"بھائی" شایان نے درد بھرے لہجے میں اس کو پکارا۔ آہل کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔  
 "خدا کا واسطہ ہے شایان کوئی اچھی خبر سنانا" آہل نے اس کے بولنے سے پہلے ہی اسے  
 وارن کیا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ بولتا ارمان احمد بھی عجلت میں آہل کے آفس میں داخل ہوا۔

"اب تجھے کیا ہوا؟" آہل نے کسی خدشے کے تحت ارمان سے پوچھا۔

"وہ۔۔۔" ارمان کو سمجھ نہیں آئی وہ کیسے بتائے۔

"پہلے میں بتاتا ہوں" شایان نے ان کو دیکھ کے سینے پہ ہاتھ رکھتے گویا خود کو محفوظ

کرنا چاہا۔

"بول بھی لو تم دونوں" آہل سے صبر نہ ہوا۔ "شامیر کی کال آئی تھی" آہل اور

ارمان کو دیکھتے شایان بولا۔

"مجھے بھی سعد کی کال آئی تھی" ارمان بھی فٹافٹ بولا تھا۔

"تو۔۔۔؟" آہل کو پریشانی کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ "سالیاں پاکستان آرہی

ہیں" دونوں نے مل کے یہ بری خبر آہل کو سنائی۔ تو آہل گرتے گرتے بچا۔

اس نے سہارا لینے کے لئے دیوار ٹٹولی مگر کوئی دیوار قریب نہیں تھی۔

"ساری۔۔؟" آہل نے آخری امید میں پوچھا۔

"سعد کہہ رہا تھا نشاء بھابھی آرہی ہیں" ارمان نے بتایا۔

"اور شاہ میر کہہ رہا تھا عرش بھابھی" شایان نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"مطلب وہ ساتوں اکٹھی ہو رہی ہیں" آہل نے صدمے سے چورلہجے میں

پوچھا۔ تو ارمان اور شایان نے زور زور سے سر ہلائے۔

"مطلب ہمارے برے دن آرہے ہیں" آہل کے کہنے پہ شایان اور ارمان نے بے

چاری نظروں سے آہل کو دیکھا۔

وہ ابھی ابھی آفس سے لوٹا تھا۔ کمرے کی طرف بڑھتے چہرے پہ ہمیشہ والی



چمک تھی۔

گھر آ کے نینا آفندی کو تنگ کرنے کی خوشی ہی الگ ہوتی تھی اسے۔

وہ کمرے کے دروازے تک پہنچا۔ دروازہ کھولنے لگا جب اندر سے آواز آئی۔

"مجھے شایان آفندی سے محبت کبھی نہیں ہوئی ماہی" نینا شاید کمرے میں ماہی سے

کال پہ بات کر رہی تھی۔ شایان آفندی کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

وہ الفاظ نہیں تھے وہ کوڑے تھے جو اس کے سر پہ نینا آفندی برس چکی تھی۔

وہ دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھے اپنا سانس تک روک چکا تھا۔

"مجھے شایان آفندی سے عشق ہوا ہے۔ بلا کا عشق" اور اس کے اگلے جملے نے شایان

آفندی کی حلق تک آتی سانسوں کو موڑ دیا تھا۔

وہ پیچھے ہٹتا دو قدم پیچھے لیتا دیوار کا سہارا لے گیا۔ نینا آفندی کو عادت تھی اس کی

جان حلق تک لا کے اسے زندگی کی نوید سنانا۔

نینا کے پہلے جملے سے اسے موت بہتر لگی تھی اور دوسرے جملے سے اسے لگا

کہ زندگی میں اس سے زیادہ حسین کوئی لمحہ نہیں ہو سکتا۔

وہ مڑ گیا تھا۔ کم سے کم اس وقت وہ نینا آفندی کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔  
عجیب تھا وہ شخص بھی۔ ہر دم نینا آفندی سے محبت کے دعوے کرنے والا اس کے اظہار  
کو برداشت نہیں کر پایا تھا۔

اندر نینا آفندی سکون سے ماہی سے اب کچھ اور ہی گفتگو میں مصروف ہو چکی تھی۔



وہ سارے ناشتہ کر رہے تھے۔ چونکہ شایان اور آہل کو آفس اور بچوں کو اسکول جانا  
ہوتا تو وہ جلدی ناشتہ کرتے تھے۔

گھر کے بڑے سارے اپنے کمروں میں تھے۔ ناشتے کی میز پر آہل سربراہی کر سی پہ  
بیٹھا تھا۔ اور اس کی دائیں طرف شایان بیٹھا تھا۔ شایان کی مخالف سمت میں عمار  
حمین اور اسم یونیفارم میں ناشتہ کر رہے تھے۔

اور منال شایان کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔

نینا اور نور کیچن سے گرما گرم ناشتہ بنا کے انہیں سرو کر رہی تھیں۔

"بھابھی پراٹھا جلدی" شایان نے کیچن کی طرف منہ کر کے نور کو آواز دی۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے چھوٹے پاپا" ارسم نے نوالہ منے میں ڈالتے

فرمانبرداری سے پوچھا۔ عمار اور حمین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اس

کی طرف جو سکون سے شایان کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔

آہل ارسم کی فرمانبرداری پہ مسکرایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شایان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ موم کو بھابی کیوں کہتے ہیں؟ وہ تو آپ کی سسٹر ہیں نا؟" ارسم نے دانشمندانہ

سوال کیا۔

شایان آہل کو دیکھ کے مسکرایا۔

منال بھی شایان کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔ نور جو کہ شایان کے لئے پراٹھا لائی

تھی۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"تمہارے ڈیڈ بھی تو میرے برو ہیں۔ اس لیے" شایان نے پراٹھا اپنی پلیٹ میں منتقل کرتے جواب دیا۔

“Oh I see “

ارسم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"موم آپ کی بہن ہیں۔ اور ڈیڈ بھی آپ کے بھائی ہیں۔ تو موم اور ڈیڈ بھی بہن بھائی ہوئے۔ ہیں نا؟" ارسم نے الجبرا کا فارمولہ مولار شتوں پہ اپلائی کرتے سمجھتے سر

اثبات میں ہلاتے مزے سے کہا۔

آہل جو کہ اپنے لاڈلے کو اتنی سمجھداری والی باتیں کرتا دیکھ ہنستے پانی پی رہا تھا اس کی بات پہ آہل کو کھانسی لگ گئی۔

شایان اور نور دونوں نے آہل کو کھانسی لگتے دیکھ مسکراہٹ دبائی۔

آہل نے ارسم کو گھورا۔ (کیوں میرا نکاح تڑوانے کا ارادہ ہے تیرا۔ تیری ماں نے دوسرا کرنا بھی نہیں مجھ سے)۔ آہل نے ارسم کو دیکھتے دل میں سوچا۔  
 "شایان میرا بھائی ہے جیسے آپ اور حمین ہو" آہل نے ارسم کو سمجھایا۔  
 ارسم نے حمین کو دیکھ کے مسکراہٹ پاس کی۔ حمین بھی اسے دیکھ کے جبرا مسکرایا۔

“Oh yeah he is my brother“

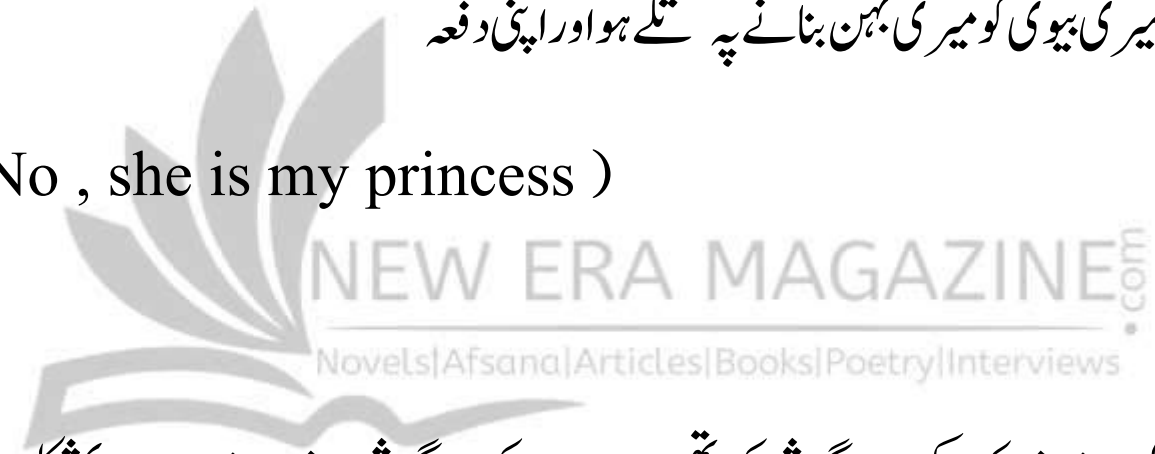
ارسم نے پاس بیٹھے حمین کو جوش سے گلے لگانا چاہا۔ حمین نے پیچھے ہوتے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ ارسم نے اپنی بے عزتی اگنور کی تھی۔  
 اور امل پھر آپ کی بہن ہوئی کیا؟ جو حمین کی بہن ہے " آہل نے سوالیہ انداز میں ارسم سے پوچھا۔

“No , she is not my sister . she is my princess  
“

ارسم نے فوراً سے پیشتر دلیل دی تھی۔

(میری بیوی کو میری بہن بنانے پہ تلے ہو اور اپنی دفعہ

No , she is my princess )



آہل نے نور کو دیکھتے سرگوشی کی تھی۔ اور اس کی سرگوشی پہ نور نے اپنا قہقا بمشکل  
روکا۔

"ایسے ہی شایان میرا بھائی ہے اور آپ کی ماما میری بہن نہیں ہے" آہل نے دانت  
کچاتے اسے وضاحت دی۔

"اوکے ویسے میں نے تو ایسے ہی بات کی تھی" ارسم کہتے شان بے نیازی سے ناشتہ

کرنے لگا۔

سب نے اس کی طرف دیکھ کے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ارسم اور اس کی  
ویسے ہی کی گئی باتیں۔ آہل نے نفی میں سر ہلایا تھا۔



دوسری طرف احمد ہاؤس جائیں تو وہاں بھی سب ناشتہ کر رہے تھے۔

ارمان سربراہی کر سی پہ بیٹھا تھا۔ ماہی اس کی دائیں طرف اور اس کی بائیں طرف  
حورین اور ذوہان بیٹھے تھے۔

ماہی ارمان کی پلیٹ میں وقفے وقفے سے کچھ ڈال رہی تھی۔

"یہاں تو بھئی ماہی کا مان اور مان کی ماہی ہیں۔ ہم غریبوں کو کون پوچھتا ہے"

حور نے آنکھیں گھماتے ماہی اور مان کو دیکھتے کمنٹ کیا۔ تو ماہی نے مان کی طرف دیکھ

کے مسکراہٹ دبائی۔

"ڈرامے بازی میں ماں پہ چلی گئی ہے میری پرنسز" ارمان نے حور کو دیکھتے کہا تو ماہی نے بے ساختہ ماشاء اللہ پڑھا۔

ارمان نے حیرت سے اسے ماشاء اللہ پڑھتے دیکھا۔ حور بھی مسکرائی۔

"میں ایک بات سوچ رہی تھی" ماہی نے میں جو س ارمان کے گلاس میں ڈالتے کہا تو ارمان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا میں بھی ڈرامے بازی کرتے اتنی پیاری لگتی ہوں۔ جتنی کہ حور؟" کہنی میز پہ ٹکائے ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھتے ماہی نے آنکھیں جھپکاتے ڈرامہ کرتے ارمان کو دیکھ کے کہا۔ تو وہ مان مسکرایا۔

ایک لمحے کے لیے مان کا دل کیا اسے بتا دے کہ وہ ڈرامہ کرتی کتنی پیاری لگتی ہے۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے دل کو ڈانٹ دیا۔ اور ماہی کو کو دیکھتے حورین کو دیکھا جو بالکل ماں کی طرح بیٹھی ارمان کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

"مجھے شایان کی بات مان کے ایک دفعہ سوچ لینا چاہیے تھا" ارمان نے چھت کی



طرف دیکھ کے افسوس کرتے کہا تو ماہی اور حور دونوں کا قہقا بلند ہوا۔  
ذوہان نے بھی اپنی آپی اور ماما کو دیکھتے اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں کی نمائش کی  
تھی۔



سالیوں کی آمد:

آج پورے چار سال کے بعد وہ ملی تھیں۔  
فاریہ، جنت، عرش اور نشاء کی آمد ہو چکی تھی۔ وقت تھا کہ پر لگا کر اڑا تھا۔  
ماہی کے کچن میں وہ ساتوں آج ایک ساتھ موجود تھیں۔

چار سال، پورے چار سال ملنے کے بعد بھی ان کا وہی حال تھا۔ "نور ہٹا اس کو جلدی" ماہی نے ہاتھ میں پکڑے دونوں باؤل لیے نور سے کہا جو مصروف سی چولہے کے پاس کھڑی دیکھی میں چیخ ہلا رہی تھی۔

نور نے ایک دفعہ ماہی کو دیکھا۔ چہرے پہ بالوں کی لٹیس، ڈھیلی ڈھالی فراک پہنے ہاتھ میں دونوں باؤل لیے وہ رف سے حلے میں نور سے مخاطب تھی۔

نور نے کوئی نوٹس لیے بغیر دوبارہ اپنا دھیان چولہے کی طرف کیا۔

ماہی کا منہ کھل گیا۔ "اوہیلو مد رٹریسا میں تجھ سے مخاطب ہوں" ماہی نے نور کی ٹانگوں پہ اپنا پیر مار کے دوبارہ اسے متوجہ کیا تھا۔ اور نور میڈم کے کانوں پہ جوں تک نہ رہی۔

"عرش ادھر آنا زرا" عرش جو کہ فریج سے کچھ نکال رہی تھی ماہی کی بات پہ مڑی اور اس کی طرف آئی۔

"یہ پکڑ" ماہی نے باؤل اسے پکڑا دیئے اور اپنے بازو اوپر چڑھا لیے تاکہ نور کی اچھے سے خبر لے سکے۔ اس سے پہلے کہ وہ نور کو کچھ کہتی نینا نے اسے سائیڈ پہ کیا۔

"ماہی یار پرے ہو، کام بھی کر لینے دے۔ تیرے ڈرامے ہی ختم نہیں ہوتے" ایننانے  
اسے سائیڈ پہ کرتے آٹانکالا اور جگ میں پانی بھرتے ماہی کو سنا دیا۔ عرش نے اس کی  
بے عزتی پہ قہقہا لگایا۔

"ماہی کر لے فیل ہو گئی ہیں تیری" فاریہ نے ماہی کو محسوس کروانا فرض العین سمجھا  
تھا۔

"یہاں میری ٹکے کی عزت نہیں ہے نشاء" ماہی نے شیف کے پاس کھڑی نشاء کے  
کندھے پہ سر رکھے ڈرامے بازی کی۔

نشاء نے اس کے کندھے کو تھپتھپایا۔

"مجھے پتا ہے" اس کے اس الفاظ پہ ماہی نے سراٹھا کے "تم بھی یار" والی نظروں سے  
اسے دیکھا۔

"جنت اٹھ میرا سامان پیک کر۔ میں جا رہی ہوں یہاں سے تم لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے  
لیے چھوڑ کے" ماہی نے پانی پیتی جنت کو کہا۔

"خود پیک کر لو اپنا سامان نو کر نہیں ہوں تیری" جنت نے ہمیشہ کی طرح سڑا ہوا  
جواب دیا تھا۔

"پھر سے بے عزتی" نور نے پھر ماہی کو محسوس کروائی تھی۔ ماہی نے منہ بسور کے ان  
کی طرف دیکھا جو کہ مصروف سی کام کرتے بھی اس کی بے عزتی پر مسکراہٹ دبا رہی  
تھیں۔

"میں جا رہی ہوں یہاں سے۔ عزت ہی نہیں ہے" ماہی پکن کے دروازے کی طرف  
بڑھی۔ کسی نے بھی اس کی ڈرامے بازی کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ "روک لو ظالموں مجھے"  
ماہی نے منہ کے زاویے بگاڑتے کہا۔ لیکن سب پھر بھی اپنے کاموں میں مصروف  
رہیں۔

"دفعہ! میں کیوں جاؤں۔ میرا پکن ہے" ماہی واپس آتی منہ بسور تے کر سی پہ بیٹھ گئی۔  
باقی سب کا قہقہا بلند ہوا۔ وہ ساری ماہی کے گھر پارٹی کا رتیج کر رہی تھیں۔

انہوں نے اپنے گروپ کے لیے کھانا پکایا تھا۔ بچے سارے لان میں کھیل رہے تھے۔  
لیکن کچھ بن بلائے مہمان بھی ان کی پارٹی میں آنے کی تیاری کر رہے تھے۔

-----  
-----  
"چلیں بھائی لوگ میں تیار ہوں" وہ نک سگ سا تیار آہل کے کمرے میں داخل ہوا۔  
جہاں وہ چھ بھی تیار ہو رہے تھے۔

شایان نے باری باری سب پہ نظر ڈالی۔

حماد جنت کا شوہر اور روزم فاریہ کے گھر والا ان سے پہلی دفعہ مل رہے تھے۔

باقی شاہ میر، سعد آہل اور مان بھی تقریباً تیار ہی تھے۔ ان سب نے بلیک جینز پہ بلیک

شرٹ ساتھ بلیک ہی جو گرز، بالوں کو جیل لگا کے سیٹ کیا تھا۔

حماد اور روزم ان پانچوں کی نسبت ذرا خاموش طبع تھے۔

“Are you sure

کہ ہم انوائیٹیڈ ہیں؟ "آہل نے کوئی دسویں مرتبہ شایان سے پوچھا تھا۔

شایان نے شاہ میر کو دیکھا اور سر اثبات میں ہلادیا۔ شاہ میر نے بے ساختہ تھوک نکلا تھا۔

اب توجو ہو گا دیکھا جائے گا۔ وہ ساتوں آفندی ہاؤس سے ماہی کے گھر کے لیے نکلے تھے۔



ان سب نے بچوں کو کھانا کھلا کے گیسٹ روم سلا دیا۔ ملازمہ کو ماہی نے کمرے میں بچوں کے پاس بٹھا دیا۔

اب وہ تھیں۔ اور وقت ہی وقت تھا۔ وہ ساری ماہی کے کمرے میں فریش ہونے لگیں۔

وہ جیسے ہی سارے ارمان کے گھر داخل ہوئے ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔  
 کہیں بھی پارٹی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ ارمان آگے تھا اور وہ سب پیچھے۔  
 اور شایان سب سے آخر میں۔

"یا الہیٰ خیر" شایان نے اندر قدم رکھتے دعا کی تھی۔ اور ارمان کو اپنے گھر میں داخل  
 ہوتے مہمان والی فیلنگ آئی تھی۔

وہ سب جا کے لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھ گئے۔

ملازمہ جو کہ کچن سے SSG کے لیے کولڈ ڈرنک لے کے جانے لگی تھی اس نے  
 جب ان سب کو بیٹھے دیکھا تو ان کی طرف لے کے بڑھ گئی۔

ملازمہ نے ان کو کولڈ ڈرنک پیش کی۔ سب نے گلاس اٹھالیا۔ "مطلب ہمارے لئے ہے انتظام" سب کو تھوڑا اطمینان ہوا تھا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے شایان کو دیکھا۔ وہ سارے اب اپنی بیویوں کا انتظار کر رہے تھے۔

"ماہی کولڈ ڈرنک نہیں آئی" نور نے بالوں کو برش کرتے ڈریسنگ کے مرر سے ماہی کو دیکھ کے کہا۔ جو کہ جو تا پہن رہی تھی۔

"میں دیکھتی ہوں" ماہی بولتی باہر کی طرف بڑھی۔ تو وہ بھی چونکہ تیار ہو چکی تھیں۔ اسے لئے ماہی کے پیچھے ہی باہر نکلیں۔

ماہی سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی مڑی۔

تو ان سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا بھوت دیکھ لیا کیا؟" نشاء نے آگے بڑھتے کہا۔

"ان سب کو کس نے بلایا؟" وہ ساری لائن میں کھڑی ہو کے اپنے مجازی خدا کو دیکھنے لگیں۔



"ہائے کتنے پیارے لگ رہے ہیں سارے" جنت نے ماہی کے کندھے کے اوپر سے منہ نکال کے سب کو دیکھ کے کمنٹ کیا۔

"مان کو مت دیکھ" ماہی نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری۔ "آہل کو بھی" نور نے باقاعدہ اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔

وہ اب سات کی سات سیڑھیوں سے اترتے ان کی طرف بڑھنے لگیں۔

"ویسے آپ لوگوں کو کس نے انوائٹ کیا؟" شایان نے عین ٹائم پہ بمب پھوڑا تھا۔

"واٹ۔۔۔" شاہ میر کے علاوہ سارے کے سارے چلاتے کھڑے ہوئے تھے۔

تب تک ایس ایس جی ان تک آچکا تھا۔

"روزم اور حماد نے تو شایان کو کچھ نہیں کہا لیکن آہل اور ارمان غصے سے اس کی طرف بڑھے۔

"بھائی مطلب کے ہم انوائٹڈ تھے۔

نہیں مطلب کے۔۔۔۔۔" وہ دونوں غصے سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے جب وہ

ہکلاتے اپنی صفائی دینے لگا۔

آہل اور ارمان نے اسے پکڑ کے صوفے پہ لٹالیا۔ آہل نے اس کا گریبان پکڑا تھا اور ارمان نے اس کی ٹانگیں۔

"سالے تو نے کہا تھا ہم انوائٹڈ ہیں" آہل نے دانت کچاتے کہا تو روزم بولا۔ "بھائی گالی تو مت نکالیں" آہل نے اچھنبے سے شایان کو چھوڑ کے اسے دیکھا۔ "بھائی میں گالی نہیں نکال رہا۔ یہ سالہ ہی ہے میرا" آہل نے تحمل سے کہا تھا۔

جب کہ وہ ساتوں ہنستی ہوئیں ان تک آچکی تھیں۔ "بھائی ڈونٹ وری آپ invited ہی تھے۔ میں نے ہی شایان بھائی سے کہا تھا۔

ماہی نے شایان کی طرف دیکھتے آہل سے کہا تو آہل کو سکون آیا تھا۔ ان کے گروپ نے حیرانگی سے ماہی کو دیکھا۔ "اوکے یہ سرپرائز تھا" ماہی نے ان کی طرف دیکھتے ہاتھ اٹھاتے بتایا تھا۔ وہ چھ کی چھ ماہی کی طرف دیکھ کے دانت کچاتے مسکرائیں۔ "مطلب تو اکیلے میں مل ہمیں"۔

سربراہی کر سی پہ آہل آفندی بیٹھا تھا۔ اس کی دائیں طرف شایان، شایان کے ساتھ سعد اور حماد اور بائیں طرف ارمان، ارمان کے ساتھ شاہ میر اور روزم بیٹھے تھے۔

وہ ڈاننگ ہال میں موجود تھے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کی کرسیوں سے کچھ فاصلے پر وہ سات کی سات کھڑی تھیں۔ آہل کی کرسی کی دائیں طرف دو قدم کے فاصلے پہ نور، ارمان کی کرسی کے پاس ماہی، شایان کی کرسی کے پاس نینا اور اسی طرح باقی سب کی زوجہ بھی ان کی کرسی سے دو قدم پیچھے کھڑی تھیں۔

وہ سارے رغبت سے کھانا کھا رہے تھے۔

"ان سب کا ہمیں مار کے بھاگنے کا ارادہ ہے کیا؟" شایان نے جب ان سب کو مسکراتے اتنے سکون سے کھڑے دیکھا تو اسے یہ سکون ہضم نہ ہوا۔ اس نے آہل کی طرف

تھوڑا سا جھک کے سرگوشی کی تھی۔

آہل نے اس کی سرگوشی پہ مسکراہٹ دبائی۔

"نینا شایان کچھ کہہ رہا ہے" آہل نے نینا کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے کہا تو شایان جلدی

سے سیدھا ہوا اور گڑ بڑا گیا۔

"نہیں تو۔ ہاں وہ میں کہہ رہا تھا کھانا بہت اچھا بنا ہے" شایان نے فوراً سے پیشتر بات

بدلی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں جی ہم نے اتنی محنت جو کی ہے" ماہی نے فوراً گریڈٹ کا سہرا اپنے سر سجایا تھا۔ اور

ان چھ نے حیرت سے ماہی کو دیکھا جس نے کچن میں ڈرامے بازی کے علاوہ کچھ نہیں

کیا تھا۔

ارمان ماہی کی بات پہ مسکرایا کیونکہ وہ جانتا تھا اپنی بیوی کی محنت کو۔

"ہاں تو نے ہی تو ساری محنت کی ہے۔ ہم تو جھک مار رہے تھے۔" نینا نے طنز کا پہلا تیر

چلایا تھا۔

"ہاں جی بالکل یہ کوفتے، بریانی، کڑاہی گوشت سب آپ کی ہی تو محنت ہے" نور کیوں پیچھے رہتی۔

"ہاں ہم صرف دیکھ رہے تھے۔ ماہی بیچاری صبح سے کام کر رہی تھی۔" انشاء نے صبح کو لمبا کھینچتے ماہی کی کلاس لی تھی۔

"بالکل ماہی بہت محنتی ہے نا" عرش نے دانت کچاتے اس پہ طنز کا نشتر پھینکا۔

"ہم تو مہمان ہیں۔ میزبانی تو ماہی کی ہی تھی" فاریہ کیوں پیچھے رہتی۔

"بس ہو گیا نہ؟ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے نہ" جنت نے ماہی کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

ماہی کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے۔ صرف ایک جملہ ہی تو کہا تھا بیچاری نے۔

کیسے ساری اس کے پیچھے ہی پڑ گئی تھیں۔ سارے شوہروں کے سامنے اس کی مٹی پلٹ کر رہی تھیں۔

"اللہ ایسے دوست کسی دشمن کو بھی نہ دے" ماہی نے زیر لب کہتے ان کی طرف دیکھ کے جبری مسکراہٹ چہرے پہ سجائی۔

اس کی نانی کی بھی توبہ وہ اب بول گئی تو۔ نانی نے قبر میں لیٹے ہی توبہ کر بھی لی ہوگی۔  
کیونکہ ماہین سیال کی زبان کو تالا لگنے سے رہا۔

شوہر کھانا کھا کے آٹھ چکے تھے۔ اب اپنے شوہروں والی جگہ پہ وہ ساتوں بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھیں۔ شوہر شریفوں کی طرح لاؤنج میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق استوار کر رہے تھے۔

"سنا ہے جھوٹا کھانے سے پیار بڑھتا ہے" نور نے آہل کی پلیٹ میں سے کھاتے کہا۔  
"بس کر بہن تین بچے ہیں تیرے اور کتنا پیار بڑھانا ہے؟ نینا نے اس کی بات کا جواب دیا۔ توباتی سب کا قہقہ بلند ہوا۔

"جاہل عورت وہ والا پیار نہیں" نور نے شرم سے سرخ ہوتے اپنی صفائی دی تھی۔



-----

-----

ماہی نے دودھ کا گلاس حماد کی طرف بڑھایا۔ تو سارے شوہر حیرت سے ماہی کو دیکھنے لگے۔ حماد نے جنت کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو جنت نے مسکراتے سر جھکا لیا

"غریب پھنس گیا سالیوں کے چنگل میں" شایان کی زبان پہ کھجلی ہوئی تھی۔ وہ سارے لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھے تھے۔ بیویاں ساری کھڑی تھیں۔

"بھائی آپ کو یاد ہو گا آپ کی شادی پہ ہم نے دودھ پلائی کی رسم نہیں کی تھی" نور نے آگے آتے وضاحت دی تو حماد نے اس کی بات پہ سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اور بھائی آپ" انینا نے روزم کی طرف اشارہ کیا تو روزم بھی جو کہ تب سے نظریں نیچے کئے بیٹھا تھا ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کی شادی پہ چونکہ آپ سندھ رہتے ہیں تو ہم ولیمے پہ نہیں جا پائے تھے تو جو تا



چکائی والی رسم pending ہے۔" نینا نے وضاحت کی تھی۔

روزم اور حماد نے باقی پانچوں کو دیکھا جو کہ بیچاری نظروں سے ان دنوں کو دیکھ رہے تھے۔ ترس بھری نظریں۔

حماد دودھ کا گلاس پکڑ چکا تھا۔ تو جنت کے علاوہ وہ ساری اس کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔

آہل، ارمان اور شایان کو اپنی دودھ پلائی کی رسم یاد آئی تھی۔ "حماد بیچارا" شایان نے تاسف سے سر ہلایا۔

حماد نے ڈرتے ڈرتے گلاس پکڑے رکھا۔ پینا شروع نہیں کیا تھا۔ "دیکھیں بھائی! ڈریں مت۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ مطلب آپ جنت کو برداشت میرا مطلب ہے کہ جنت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں تو آپ کو بخشنا ہم نے" ماہی میں سخاوتی انداز سے کہا۔

"جی بالکل۔ بس یہ کہ دودھ کچا ہے۔ مطلب ہم نے بوائے نہیں کیا" نور نے آگے بات بڑھائی۔

"اب یہ کہ اگر آپ پورا گلاس پیتے ہیں تو بیس ہزار نہیں پیتے تو چالیس ہزار" نشاء نے وضاحت کے ساتھ ساتھ ڈیمانڈ بھی کر دی تھی۔

"کچا دودھ" حماد نے جنت کی طرف دیکھ کے منہ کے زاویے بگاڑے۔

مطلب سالیاں جانتی تھیں کہ اسے کچے دودھ کے مہک سے ہی الرجی تھی۔ کہاں جا کے ڈاکہ ڈالا تھا انہوں نے۔ اور شرافت کا مظاہرہ ایسے کر رہی تھیں جیسے الگ سے شرافت کے جہان کی شہزادیاں ہی وہی ہیں۔

جنت نے حماد کی نظریں اگنور کر دی تھیں۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 باقی سارے شوہر حماد کی مدد کے لیے جنگ کرنے میدان میں اترنے کی تیاری کرنے لگے۔ "دیکھو سالیو! یہ تو غلط بات....." شایان نے سب سے پہلے میدان میں قدم رکھا تھا۔

"شایان اگر آپ کچھ بولیں تو۔۔۔۔" نینا نے اس کے قریب جاتے دھمکی دی۔

"تو؟" شایان نے آبرو اچکاتے سوال کیا۔

"اگلا پورا ہفتہ کمرے میں آپ اکیلے رہیں گے" بالکل اس کے قریب جا کے نینا نے

دھمکی دی۔ تو شایان نے سب کو دیکھا کیونکہ دھمکی صرف ان کو ہی سنائی دی تھی۔

"تو کچھ کہہ رہا تھا" آہل نے مسکراہٹ دباتے اس سے پوچھا۔

"ہاں میں کہہ رہا تھا حماد دے دو۔ 40000 سالیوں کو۔ ان کا حق ہے۔" وہ پارٹی

بدل چکا تھا۔ سب شوہر اس کے پارٹی بدلنے پہ ہی چپ ہو گئے تھے۔

اور پھر حماد نے آفیشیلی 40000 نکال کے سالیوں کو دیئے۔ اور جن سالیوں کے

قصے وہ سنتا تھا۔ آج باقاعدہ ان کے عذاب تلے آ گیا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب روزم کی طرف بڑھی تو وہ جلدی سے کھڑا ہوا۔ "آپ پیسے بتادیں" وہ ہاتھ کھڑا

کر کے بولا تھا۔ شاہ میر نے اسے باقاعدہ آگے بڑھ کے گلے لگایا۔ "بھائی آپ عقلمند

ہیں۔ میں متاثر ہوا آپ سے" اس سے ہاتھ ملاتے شاہ میر نے کہا۔ سالیوں نے اچھی

خاصی بھاری رقم نکلوائی تھی۔

اب وہ سارے کپلز ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے میچ دیکھ رہے تھے۔ یہ شام وہ سارے ایک دوسرے کے ساتھ وقت بتا رہے تھے۔ کیونکہ باقی چاروں کی واپسی ہو جانی تھی۔ سارے شوہر صوفوں پہ بیٹھے تھے جب کہ ان کا گروپ نیچے قالین پہ کیشن گود میں رکھے جڑ کے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

"اللہ کرے عماد و سیم تو آؤٹ ہی ہو جائے" نور نے ٹی وی سکریں پر دیکھ کے منہ میں پاپ کورن ڈالتے بددعا دی تھی۔

"بکواس بند کر" عرش نے فوراً اس کی بددعا پہ اسے چاٹا مارا۔ شاہ میر نے مڑ کے حیرت سے عرش کا غصہ دیکھا۔

"اللہ پلیز عماد نہ آؤٹ ہو" ماہی نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کے دعا کی تھی۔ تومان نے بھی اس دفعہ ٹی وی چھوڑ کے اس کے اٹھے ہاتھ دیکھے اور پھر ٹی وی سکریں پر بیٹنگ کرتے عماد کو گھورا تھا۔

"وہ شادی شدہ ہے ماہی" نینا نے ماہی کی دعا پہ اسے بتانا فرض سمجھا۔

"تو؟ میں کونسا شادی کرنے جا رہی ہوں اس سے" ماہی نے منہ بسورتے جواب دیا۔

ارمان ڈھیلا ہوا تھا۔

مجھے تو یہ زہر لگتا ہے" نور نے تبصرہ کیا تو آہل کادل و دماغ شاد شاد ہوا۔

شکر ہے اسے عماد نہیں پسند۔" مجھے تو ڈیوڈ پسند ہے" نور کے اگلے جملے پہ آہل نے اسے

گھورا۔

مگر وہ ساری سکریں پر دیکھ رہی تھیں۔ آہل کو اب ڈیوڈ زہر لگ رہا تھا۔

"مجھے تو ڈیرن سیبی پسند ہے" جنت نے کہا۔" مجھے بھی" عرش نے بھی فوراً سے پیشتر

مدعا بیان کیا۔

حماد نے شاہ میر کو دیکھا جو بالکل اس کے پاس بیٹھا تھا۔" اپنے جیسے کرکٹر پسند ہیں" شاہ

میر نے زیر لب ڈیرن سیبی کی شان میں گستاخی کی۔" مجھے وہ نہیں پسند" حماد نے دل

کی تسلی کے لیے کہہ دیا تھا۔

وہ ساری کرکٹرز پر تبصرہ کر رہی تھیں۔ اور نشاء منے کے زاویے بنا رہی تھی۔ اسے

کرکٹ کبھی پسند نہیں رہی۔ ابھی بھی وہ زبردستی ان کا ساتھ دینے کے لئے بیٹھی تھی۔ اس کے منہ کے زاویے دیکھ کے سعد کو دلی سکون ملا۔ شکر ہے اسے کوئی نہیں پسند۔ ان کے تبصرے پہ شایان آفندی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو اس نے اٹھ کے ٹی وی بند کر دیا۔

"یہ کیا، یہ کیوں، لگاؤں اسے، یہاں سے دیکھنے والا تھا" وہ ساری شروع ہو چکی تھیں۔ جبکہ سارے شوہروں نے شکر کیا نشاء نے بھی۔

پورا ایک دن گروپ کے ساتھ گزار کے انہوں نے ہمیشہ کی طرح اسے یادگار بنا دیا تھا۔ شوہروں نے ایک دوسرے کے ساتھ ہی زیادہ وقت گزارا اور پھر وہ گھروں کو لوٹے تھے۔

وہ بچوں کو سلا کے ان کے کمرے میں اچھی طرح کبیل ڈال کے اپنے کمرے کی طرف

بڑھی۔ جہاں ہمیشہ کی طرح سعد اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سعد نے اسے دیکھا جو چہرے سے ہی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ وہ لوگ لندن سے واپسی پہ اپنے پہلے والے گھر ہی رہ رہے تھے۔

لندن کے ماحول نے سعد اور نشاء کی خوبصورتی میں اضافہ کیا تھا۔

"یشفہ۔۔۔" سعد نے اسے بیڈ پہ لیٹے ہی پکارا۔ وہ جو ڈریسنگ کے پاس کھڑی اپنے جھمکے اتار رہی تھی مرر سے ہی اس نے سعد کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ ذسے یشفہ ہی بولتا تھا۔ نشاء کو اس چیز سے کبھی کوئی پروہلم نہیں ہوئی۔

"ادھر آؤ" پیار سے درخواست کی گئی تھی۔ وہ آرام سے اس کی طرف بڑھی۔ سعد بیڈ پر چت لیٹا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر نشاء کو اپنے قریب بٹھالیا۔ نشاء نا سمجھی سے اس کے پاس بیڈ سے نیچے ٹانگیں کیے بیٹھ گئی۔

"واپسی کا ٹکٹ کروالوں" وہ فرمانبرداری سے پوچھ رہا تھا۔

نشاء حیران ہوئی۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ پورا مہینہ رہیں گے یہاں "وہ اس کا وعدہ یاد

کرواتے بولی تھی۔

"دوستوں سے مل تو لیا ہے تم نے"۔ وہ ابھی بھی نرمی سے بات کر رہا تھا۔

"ایک دن ہی گزارہ ہے ان کے ساتھ" نشاء نے دلیل دی۔ (ایک دن میں ہی ادھا

خون جلا دیا میرا) سعد نے یہ جملہ دل میں بولا تھا۔

"ہم پورا مہینہ یہاں ہی رہیں گے" نشاء نے ضد کی۔

"تم مجھے اپنی دوستوں کے ہوتے اگنور کرتی ہو" بالآخر سعد مدعے پہ آیا تھا۔

نشاء نے اس کے منہ بنانے پہ قہقہا لگایا۔

"یا اللہ! سعد پورے چار سال بعد ملی ہوں ان سے میں۔ آپ میری دوستوں سے

جیلس ہو رہے ہیں؟" نشاء نے مسکراہٹ دباتے اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں ہر وہ شخص جس پر تم مجھے چھوڑ کے توجہ دو مجھے اس سے جیلسی ہوتی ہے" وہ

صاف گوئی سے متوجہ ہوا۔

تو نشاء کو بے ساختہ اس پہ پیار آیا تھا۔ نشاء نے بیٹھے ہی اس کے سینے پہ سر رکھا تھا۔ اور

سعد صاحب کی بولتی بند ہو گئی تھی۔



وہ کمرے میں داخل ہوئی تو آہل بیڈ پہ لیٹا تھا صرف منال آہل آفندی کو نور کے ساتھ سونے کی عادت تھی اس لئے وہ بھی بیڈ پہ لیٹی سوچکی تھی۔ آہل نے اپنا ایک بازو آنکھوں پر رکھا ہوا تھا۔ نور نے پانی کا جگ ٹیبل پر رکھا اور اپنی سائیڈ پہ لیٹنے لگی جب آہل نے بازو ہٹایا سنجیدگی سے اس نے نور کی طرف دیکھتے کہا۔

"آج کے بعد ڈیوڈ کا نام نہ سنو میں تمہارے منہ سے "نور اس کے بات پہ حیران ہوئی۔"

"کون ڈیوڈ؟" نور نے معصومیت سے سوال کیا۔

اس کی بلا سے کون ڈیوڈ کہاں کا ڈیوڈ۔

اور آہل آفندی کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ دن میں وہ کیسے کہہ رہی تھی مجھے تو ڈیوڈ پسند

ہے۔ اور اب محترمہ کو پتہ بھی نہیں تھا کہ کون ڈیوڈ۔

اور آہل آفندی ادھا ہو گیا ڈیوڈ کے بارے میں سوچ سوچ کے۔

"کبھی تمہیں عمران خان پسند ہے، کبھی ڈیوڈ، کبھی بلال عباس کچھ کبھی کچھ، ایک

آخری بات میں تمہیں سمجھا دوں۔ تمہاری سوچ صرف مجھ سے شروع ہو کے مجھ پہ

ختم ہو یہ ڈیوڈ، عمران خان، بلال عباس فلاں فلاں کچھ نہیں " آہل بھرپور سنجیدہ تھا۔

اور نور دیدے پھاڑے کے اس کا غصہ دیکھ رہی تھی۔

"یہ کوئی غصہ کرنے والی بات ہے؟ آپ تو ویسے ہی بس شروع ہو جاتے ہیں " نور نے

اسے ابھی بھی سنجیدہ نہیں لیا تھا۔ اور لیٹ گئی۔ پھر کچھ یاد آنے پہ اٹھی۔

"اور ہاں سچ آپ کو کس نے کہا مجھے بلال عباس پسند ہے وہ نہیں پسند مجھے " وہ ہاتھ

ہلاتے منہ بناتے آہل سے کہہ رہی تھی۔

"ہائے مجھے نافیروز خان پسند ہے وہ خدا اور محبت سین 3 میں آتا ہے نہ وہ " جوش سے

نور آہل کو بتا رہی تھی۔

وہ جو اس کے بلال عباس کو ناپسند کرنے پر خوش بھی نہیں ہوا تھا اس کے اگلے انکشاف پر بری طرح چڑا۔

یا تو وہ فیروز خان کو کچھ کرے گا یا۔۔۔۔۔ آگے کچھ نہیں سوچا تھا۔

"فائن میری بلا سے تم ہو لی وڈ بولی وڈ کے سارے ہیر وز پسند کر لو میں تو بکو اس کرتا ہوں نہ؟" وہ غصے سے بولتا لیٹ کر دوسری طرف کروٹ لے گیا۔

نور نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا۔ جو لیٹ گیا تھا۔ "یہ ایک ہی پیس میرے لئے بنایا ہے نا آپ نے ایسا" نور نے چھت کی طرف منہ کر کے اللہ سے کہا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"یہ تم مجھے کہہ رہی ہو؟" وہ اٹھ کے لڑنے کو تیار بیٹھا تھا۔

"آپ کا دل کر رہا ہے مجھ سے لڑنے کو" نور بھی باقاعدہ اس کی طرف گھومی تھی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں تم سے ہمیشہ لڑتا ہوں؟" آہل نے اس کی بات کا اپنا ہی مطلب نکالا تھا۔

اور نور سمجھ گئی کہ اس کا موڈ کچھ زیادہ ہی خراب ہے۔ جب بھی آہل کو غصہ آتا یا اس کا

موڈ خراب ہوتا۔ وہ ایسے ہی بی ہو کرتا تھا۔

"مجھے نیند آرہی ہے آپ بھی تھک گئے ہونگے سو جائیں صبح سہی" نور نے جمائی روکتے کہا اور لیٹ گئی۔

جانتی تھی اب جو بھی بولے گی بات بڑھے گی ہی۔ اور آہل بھی خراب موڈ کے ساتھ لیٹ گیا۔



وقت کا کام ہے گزرنا۔ اور وقت پر لگا کے گزر نہیں بلکہ اڑ رہا تھا۔

ماہی اپنے کمرے میں تصویریں بکھیرے اکیلی بیٹھی تھی۔ وہ ہر تصویر اٹھا کے دیکھتی اور مسکراتی۔

ہر تصویر میں پوری ایک داستان رقم تھی۔ ماہی نے وہ ساری تصویریں دیکھیں اور پھر

اسے ایک آئیڈیا آیا۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے اٹھی تھی۔ حورین اور زوہان تو ارمان کے ساتھ باہر گئے تھے۔ وہ اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے جان نہیں پائی تو البم کھول کے بیٹھ گئی۔

چار سال کے بعد وہ ساری ملی تو گزرا ہر لمحہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ ماہی نے اٹھ کے گروپ میں سب کو میسج کیا تھا۔

پچھلے ہفتے کے بعد وہ ساری اپنی روٹین میں ایسی مصروف ہوئیں کہ چاہتے ہوئے بھی مل نہیں پائیں۔

ماہی کے میسج کے کچھ دیر بعد ہی ان سب کا رپلائی آ گیا تھا۔ ماہی ہنستے ہوئے اٹھی تھی۔ ایس ایس جی کے ساتھ وقت گزاری کا سوچ کے ہی خوشی چہرے پر واضح ہو جاتی تھی۔

تقریباً سارے انتظامات مکمل تھے۔

ماہی نے ایک دفعہ ٹی وی لاؤنج میں نگاہ دوڑائی۔ اس نے سات کیشن نیچے قالین پہ رکھ

کے سامنے LED پہ نگاہ دوڑائی۔

اور پھر وقت دیکھا۔

وہ ساری پہنچنے والی ہی ہو گئی۔

یہ سوچتے ہی وہ فریش ہونے لگی۔

تقریباً تین گھنٹے بعد وہ ساری آگئی تھیں۔

"کیا بہانہ بنایا؟" ماہی نے آ کے قالین پہ اپنی جگہ پہ بیٹھتے ان سب سے پوچھا۔

"تو بس مرنے کے قریب ہے ہم تیری عیادت کے لیے آئی ہیں" نور نے ماہی کی طرف دیکھ کے جواب دیا۔ "لعنت" ماہی نے دونوں ہاتھوں سے لعنت اس کی طرف پھینکی۔

"دفعہ" نور نے "ہنہ" کرتے سر جھٹکا۔

نینا نے اٹھ کے LED کا بٹن آن کیا اور پھر وہ سامنے ایل ای ڈی پہ مناظر دیکھتی کھو سی گئیں۔

ایل ای ڈی (LED) پہ مناظر چلنے لگے۔ ان کے گروپ کو عادت تھی۔ جب بھی وہ ساتھ ہوتیں ویڈیو بنالیتی۔ تاکہ یادگار رہے۔ اور پھر ماہی نے اس سب ویڈیوز کو ملا کے ان کے ساتھ گزارے لمحوں کو فلم کی شکل دے دی تھی۔ آج وہ ساری پچھلے وقت یاد کرنے کے لیے اکٹھا ہوئیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(ماضی):

یہ ان دنوں کی بات ہے جب نشاء کو سعد کے سنگ رخصت ہوئے، ماہی کو مان اور آہل اور شایان کے سنگ نور اور نینا کو رخصت ہوئے کچھ ماہ ہی گزرے تھے۔ اور وہ ساری ساتھ ساتھ پڑھائی کرتے آج بھی ایک دوسرے کے اتنی ہی قریب تھیں۔ جتنی کہ پہلے دن۔

وہ ساری یونی کے گارڈن میں موجود تھیں۔

"تیرے مسٹر شاہ کو کیا آگ لگی ہے اتنی جلدی شادی کی؟" ماہی کمر پہ ہاتھ رکھے لڑا کا عورتوں کی طرح کھڑی نیچے گھاس پہ بیٹھی عرش سے مخاطب ہوئی۔

"جو تیرے مان کو لگی تھی وہ" جواب جنت کی طرف سے آیا تھا۔

"تو فکر نا کر تیرے بھی حماد کو لگنے ہی والی ہے" نینا نے ماہی کا دفاع کیا تھا۔

"لگی پڑی ہے ان کو بھی۔ ڈونٹ وری" جنت کے ہاتھ اٹھا کے کہنے پہ وہ ساری جنت کی طرف گھومیں۔ عرش کی پریشانی وہی کی وہی رہ گئی تھی۔

"اپنے حماد جی سے بول۔ تھوڑی دیر انتظار کر لیں۔ تو کہیں اڑی تھوڑی جا رہی ہے"

نشاء نے جنت سے کہا۔



"یار میں بتا رہی ہوں اب کوئی شادی کا ہنگامہ انور ڈ نہیں" فاریہ نے منہ بناتے کہا۔ "اور کیا پہلے ہم چار کی پر موشن ہوئی۔ اب تم تینوں کی جان نکلی جا رہی ہے۔ نینا نے کہا۔

"ہاں یار چار کی اکٹھی ہو گئی۔ ایسے مزا نہیں آتا۔ تھوڑا بریک لگاؤ" نور نے پاس بیٹھی جنت کے چاٹا مارتے ایسے کہا جیسے وہ تو ابھی شادی کرنے جا رہی ہے۔

"تو تم کیا چاہتی ہو ہم کنواریاں مر جائیں" تھوڑی دیر پہلے والا عرش کا بیان تبدیل ہو چکا تھا۔

"لوجی کر لو گل" نشاء بھی بیٹھ چکی تھی۔ "تم ایک بات پہ رہا کرو" فاریہ نے اس کو ڈانٹا۔

"شکر کرو روزم حسین کو جلدی نہیں شادی کی" ماہی نے رخ فاریہ کی طرف کیا۔ "وہ بہت معصوم ہیں ڈونٹ وری" فاریہ کی حمایت پہ سب نے "اووو۔۔" کیا تو وہ شرمائی۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا" فاریہ نے صفائی دی۔ "پتہ ہے ہمیں تمہارا مطلب" سب  
اسے چڑانے لگی۔



NEW ERA MAGAZINE (حال):  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماہی عرش کی مہندی والی ڈسک ہے۔ وہ لگا۔" پہلی ویڈیو ان کی یونی میں بیٹھ کر آپس  
کی گفتگو جنت کی ریکارڈ کی گئی تھی۔ وہ دیکھنے کے بعد ماہی نے ڈسکس کے ڈھیر میں  
سے کوئی اور ڈھونڈنا شروع کی تو نینا نے اسے عرش کی مہندی والی لگانے کا بولا۔  
"او کے مل گئی" ماہی نے اوپر کر کے دکھاتے لگائی۔ اور واپس آ کے اپنی جگہ پہ بیٹھ  
گئی۔ اب LED پہ عرش کی مہندی کے مناظر چل رہے تھے۔

(ماضی):

وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ براؤن بال سٹریٹ کر کے کمرے پہ ڈالے، ہاتھ میں گلاب کے گجرے، اورنج اور سیلو کنڑ اس کا لہنگا زیب تن کئے دونوں ہاتھوں سے لہنگا اوپر کیا وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔

کیونکہ وہ لیٹ ہو چکی تھی۔ اور باقی سب نے اس کا قتل کر دینا تھا۔ اگر وہ اب بھی جلدی نہ کرتی۔ جیسے ہی اس نے عرش کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ ایک کشن اڑتا ہوا اس کے منہ پہ لگا تھا۔ ماہی نے اپنا سر پکڑ لیا۔

ماہی نے ماتھے پہ مہندی سے بھرے ہاتھ رکھ کے سامنے والے کو غصے سے دیکھنا

چاہا۔ لیکن عرش کے خونخوار تیور دیکھ کے وہ کھسیا ناسا مسکرائی۔

عرش شاہ میر کے گھر سے آئے سبز رنگ کے گرارے جس پر گوٹو سے کام کیا گیا تھا زیب تن کیے، چٹیا کندھے پہ ڈال کے اس میں پھول لگائے، ڈوپٹہ ابھی سیٹ نہیں کیا گیا تھا۔ مہندی سے بھرے ہاتھ اور اس میں پیلی چوڑیاں، چشمہ کے پیچھے کالی آنکھوں میں غصہ لیے ماہی کا قتل کرنے کو تیار کھڑی تھی۔

"ہائے میری جان! ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہو" ماہی نے اس کی طرف بڑھتے دونوں ہاتھوں سے اس کی بلا لیتے اس کے غصے کو نظر انداز کرنا چاہا۔  
"اب بھی کیا ضرورت تھی نہ آتی نا" عرش نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"عرش مت لگا اس کو منہ۔ عین رسم کے ٹائم پہنچ رہی ہے میڈم" نور آہل آفندی ماہی کے خلاف تیلی نا لگائے ہو ہی نہیں سکتا۔

ماہی نور کی طرف گھومی تھی۔ جو کہ بلیک کلر کے لہنگے جس پہ گولڈن کام کیا تھا، بالوں کا جوڑا بنائے اپنے میک اپ کو ڈریسنگ کے سامنے آخری ٹچ دے رہی تھی۔  
"تو اپنا منہ نا کھولا کرا اگر کوئی اچھی بات نہیں کرنی ہوتی" ماہی نور کو انگلی دکھاتے بولی

تھی۔

"عرش میری جان قسم سے میں جلدی آنا تھا مان نے لیٹ کر دیا۔ یقین کر میرا " ماہی عرش کے پیچھے پیچھے پھرتے اسے منار ہی تھی جب نینا اور نشاء آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئیں۔

نینا نے گرین کلر کی پیروں تک آتی فرائگ جس کے صرف گلے اور گھیر پہ گولڈن کام کیا گیا تھا، زیب تن کیے، فل میک اپ میں نور کی طرح ہی بالوں کا جوڑا بنائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

جبکہ نشاء نے ماہی کی طرح سیلو اور اورنج کلر کا لہنگا پہن کے بالوں کو سٹریٹ کیا تھا۔ سیلو چوڑیاں پہنے، پھولوں کی جیولری پہنے وہ بھی کمال لگ رہی تھی۔

"یہ تم دونوں کی شکل دیکھی دیکھی لگ رہی ہے " ماہی عرش کو چھوڑ کے ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"آتے ہی شروع ہو جا بس " نینا نے ہاتھ جھلاتے ماہی کو دیکھ کے کمنٹ کیا۔

اور نینا اور نشاء نے آگے بڑھ کر عرش کا دوپٹہ سیٹ کیا۔

رسم کا وقت ہو رہا تھا۔

"جنت اور فاریہ کدھر ہیں؟" ماہی نے نشاء سے پوچھا۔ "ہم یہاں ہیں" تبھی وہ دونوں بھی کمرے میں داخل ہوئیں۔ فاریہ نے ہمیشہ کی طرح گاؤن پہن کے حجاب لیا تھا۔

اور جنت نے اسکن کلر کی کرتی، نیچے ریڈ شرارہ، ریڈ ڈوپٹہ ہی گلے میں ڈالے ٹیل پونی کر کے بال کندھے پہ ڈالے ہوئے تھے۔

"شیطان کا نام لیا شیطان حاضر" نور نے کمنٹ کیا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"آج تو سب کی چھپ ہی نرالی ہے یا میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں" ماہی نے ایک ہاتھ فضا میں گھما کے کہا۔

"بوڑھی ہو رہی ہو تم ماہی" فاریہ بولی تھی۔

"او۔۔۔ بہن 21 سال میں کون بوڑھا ہوتا ہے" ماہی تپ گئی تھی۔

"ماہی 21 سال نو ماہ" نشاء نے تصحیح کی تھی۔ "ایک تو دشمن بڑے ہیں" ماہی باز نہیں آئی تھی۔

دوسری طرف شاہ میر کے کمرے میں شاہ میر، آہل، ارمان، شایان اور سعد موجود تھے۔ شاہ میر نے وائٹ کرتا شلو اور گلے میں لال پٹی ڈالی تھی۔

جبکہ ان چاروں نے بھی وائٹ کرتا شلو اور پہن کے پیلی پٹیاں گلوں میں ڈالی ہوئی تھیں۔

ارمان ماہی کو کال ملاتے کمرے سے باہر نکلا۔ ماہین نے کال رسیو نہیں کی تھی۔ "ماہی نے میری کال کاٹ دی" ارمان صدمے سے سکریں کو دیکھتا بڑبڑایا تھا۔

"میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا سوچ لو" شایان نے اس کے پاس سے گزرتے اپنی نصیحت یاد کروائی تھی۔

ارمان نے اسے گھورا تو اس نے دانتوں کی نمائش کر دی۔

شاہ میر بھی تن فن کرتا ارمان کی طرف بڑھا۔ "کیا۔۔؟" ارمان نے آبرو اچکاتے پوچھا۔

وہ شاہ میر کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑے تھے۔ شاہ میر نے ادھر ادھر دیکھا اس کا بازو پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گیا۔ شایان بھی واپس کمرے کی طرف آیا تھا۔

"آپ کی کال آپ کی بیوی نہیں اٹھا رہی۔"

اوکے۔ میری بیوی کو بھی اٹھانے نہیں دے رہی یہ سالیاں "ارمان کو دیکھتے اگلی بات اس نے شایان، آہل اور سعد کو دیکھتے کہی۔"

"بھائی صبر تیری بیوی وہ کل بنے گی" آہل نے شاہ میر کو حوصلہ دیا۔

ارمان تو شاہ میر کو گھور رہا تھا۔

"اوکے کل بننے والی بیوی ہی صحیح" شاہ میر ڈھیٹ ہوئے بغیر بولا۔

"ہوا کیا ہے؟" شایان نے پوچھا تھا۔

"میں کال کر رہا ہوں۔ آگے سے میسج آیا ہے بھائی صبح چچاس ہزار روپے دودھ پلائی کے



لے کے آنا۔ اور ابھی صبر کر لیں۔ کل تک۔

Regards:

آپ کی سالی:

شامیر منے بنا کے انہیں بتا رہا تھا۔ ان سب نے مسکراہٹ دباتی۔ "آپ کی سالیاں  
"شاہ نے آہل کی طرف دیکھ کے کچھ کہنا چاہا۔

اچانک یاد آیا تھا سالیاں یہاں موجود لڑکوں کی گھر والیاں بھی ہیں۔ اور خود اس کے  
گھر والی بھی آہل کی ہی سالی ہے۔

اسی لیے سب کی نظروں سے خائف ہو کے وہ جملہ پورا نہیں کر پایا تھا۔

"ہاں کر دے گستاخی لیکن میرے والی کو نکال کے " آہل نے دل کی گہرائیوں سے  
سالیوں کی شان میں گستاخی کی اجازت دے دی تھی۔

"میرے والی کو بھی نکال کے " ارمان بھی فوراً بولا تھا۔ "نہیں تو کیا میرے والے

سوتیلی ہے؟ اس کو بھی کچھ نہیں کہنا۔ برداشت نہیں کروں گا میں " شایان کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔

ان سب کے دیکھنے پہ شایان کو احساس ہوا لیکن شرمندہ ہونا تو شایان آفندی نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

"بھائی میرے والی بھی مجھے بہت عزیز ہے" سعد نے بھی سینے پہ ہاتھ رکھ لیا تھا۔  
 "نہیں بھائی لوگ میں رہنے ہی دیتا ہوں پھر" شاہ میر نے عقلمندی سے کام لیا تھا سب نے مسکراہٹ دبائی۔

NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(حال):

ایل ای ڈی پہ عرش کی رسم ہو رہی تھی۔ ماہی یہاں سے گزار دے وہاں سے لگا جہاں ہم نے ڈانس کیا تھا۔ نور نے ماہی کو مشورہ دیا تو ماہی سر ہلاتی آٹھ کے ریموٹ سے آگے کرنے لگی۔

"آریوشیور؟ وہ جو تم لوگوں نے کیا تھا وہ ڈانس تھا" طنز عرش کی طرف سے آیا تھا۔ ماہی نی ریموٹ چلاتے مسکراہٹ دبائی۔

"نہیں وہ مجر تھا" نینا نے سکون سے جواب دیا۔ "استغفر اللہ بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو" جنت نے نینا کی طرف دیکھ کے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ نینا نے جنت کی طرف دیکھا۔

"کہہ دیکھو کون رہا ہے جو خود بولنے سے پہلے سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہ کرے" نور چپ کیسے رہ سکتی تھی۔

"ماہی تو یہ بند کر دے۔ ہم ان کی بکو اس سن لیتے ہیں" فاریہ نے ان سب کو بولتے دیکھ طنزیہ کہا۔

"آئیڈیا اچھا ہے" نور بولی تھی۔ ان پر اثر ہوتا ہی نہیں تھا۔ وہ ایک دوسرے کی

بے عزتی کو عزت سمجھتی تھیں۔

"بس یہی سے ماہی" نشاء نے ماہی سے کہا تو وہ ریموٹ رکھتی واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔

اب ایل ای ڈی پہ ڈانس کے مناظر چل رہے تھے۔ "یہ کیا ہو رہا ہے" فاریہ نے مسکراہٹ دباتے ایل ای ڈی پہ ڈانس کے مناظر کو دیکھتے طنزیہ پوچھا۔

"ڈانس" نور نے یک لفظی جواب دیا۔ کیونکہ وہ بھی ماہین، نشاء اور نینا کے ساتھ عرش کو درمیان میں کھڑے کیے پتا نہیں کیا کر رہی تھی۔ کیونکہ ایل ای ڈی پہ مناظر چلتے کچھ بھی ہو سکتا تھا بہر حال وہ ڈانس کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔

"ڈانس کی توہین ہو رہی ہے" جنت کی زبان بند رہی نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ خود اس توہین کا حصہ نہیں تھی۔

"یار ہم کر تو دیکھو کیا رہے ہیں" نشاء نے ہنستے تبصرہ کیا۔ "میں دیکھو بالکل پاگل لگ رہی ہوں" ماہی نے خود کو فوکس کرتے کمنٹ کیا۔

"لگنے سے کیا مراد ہے تمہاری؟" نینا نے بھرپور سنجیدگی سے اس کے لئے۔

سب کا قہقا بلند ہوا۔ "دفعہ" ماہی نے دل پہ لینے کی غلطی نہیں کی تھی۔

اور ارمان احمد حور اور ذوہان کو لیے کچھ فاصلے پہ ماہی کو دیکھ رہا تھا۔ جو اپنی دوستوں کے ساتھ چہک رہی تھی۔ ارمان مسکرایا۔ ذوہان سوچکا تھا اور حور کو بھی نیندا رہی تھی۔ اس لئے اس نے ماہی اور سالیوں کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور وہ ان دونوں کو لے کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"ماہی فاریہ کے نکاح والی نکال" ماہی نے سی ڈی کے ڈھیر سے نکالی اور ایل ای ڈی پہ لگادی۔ ویڈیو کے مناظر تبدیل ہو چکے تھے۔

(ماضی):

وہ ساری فارسیہ کے کمرے میں کھلبلی مچا رہی تھیں۔ ماہی کی گود میں حورین تھی اور نینا کی گود میں کچھ ماہ کا حمین۔ جبکہ عمار آہل آفندی بھی اب دو سال کا ہو چکا تھا۔

وہ ساری آج پھر بہت عرصے کے بعد ایک ساتھ اکٹھی ہوئی تھیں۔ نشاء بھی expect کر رہی تھی اور عرش بھی۔ جنت بھی حماد کے سنگ رخصت ہونے کے لئے کچھ ماہ کی ہی مہمان تھی۔

ان سب نے خاص طور پہ فارسیہ کے نکاح کے لئے وائٹ کرتے اور پجائے ساتھ ریڈ ڈوپٹے، کرتوں پہ وائٹ کڑھائی تھی، بنوائے تھے۔

فارسیہ تیار ہو چکی تھی۔ حور، حمین اور عمار کو ان تینوں نے سلادیا تھا۔

چونکہ فارسیہ کی خواہش تھی کہ نکاح سادگی سے ہو۔ اس لیے زیادہ شور اور ہنگامہ نہیں

تھا۔

"بھائی لوگ آگئے" جنت نے کھڑکی سے باہر جھانک کے کہا تو وہ ساری بھاگ کے کھڑکی میں کھڑی ہو گئیں۔ جہاں گاڑی میں سے چند افراد اور روزم حسین وائٹ کلر کے شلوار قمیض اور براؤن واسکٹ پہنے براؤن ہی پشاوری چپل پہنے براؤن چادر کو گلے میں ڈالے شان سے گاڑی سے اترے۔

نور نے فاریہ کا بازو کھینچ کے لاتے اسے بھی دکھایا۔

روزم کی اچانک نظر سامنے اٹھی جہاں وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی دوستوں کے نرغے میں اسے دیکھ رہی تھی۔ منہ ہمیشہ کی طرح آج بھی ڈھکا ہوا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکراتا اندر کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف کھڑکی میں کھڑی فاریہ نے جب اسے مسکراتے دیکھا تو وہ کانوں تک سرخ ہوئی۔

جلدی سے جلدی وہ کھڑکی سے ہٹی اور اس نے ان چہ کو دیکھا جو اس کی حالت پہ اپنی ہنسی کو بمشکل روکے کھڑی تھیں۔

جنت نے ہاتھ میں پکڑے موبائل سے فاریہ کو فوکس کیا۔ جس کی حالت غیر ہو گئی تھی۔

"ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ فاریہ ریلیکس "نور نے ہنستے اسے چھیڑا۔ اور عرش نے پانی کا گلاس اسے تھمایا۔

وہ ایک ہی گھونٹ میں پانی پی گئی۔

"دل 120 کی سپیڈ سے دھڑک رہا ہے" اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے تبصرہ کیا۔ تو وہ چھ ہنس ہنس کے پاگل ہو گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری جان! ریلیکس" ماہی نے فاریہ کو پکڑتے بیڈ پہ بٹھایا۔

فاریہ ان سب کو گھور رہی تھی۔ اور وہ ہنسی جا رہی تھیں۔ "تیرا رات کو کیا ہوگا" نشاء نے تبصرہ کیا اور ان سب نے ایک دفعہ پھر تمنا لگایا۔

"مجھے نہیں پتہ بد تمیزیں، بے شرم دفع ہو جاؤ" فاریہ بیٹھے ہی کمر اٹھا کے منہ اس میں دے چکی تھی۔



(حال):

ایل ای ڈی پہ مناظر چلتے دیکھ ان سب نے پھر مسکراتی نظروں سے فاریہ کو دیکھا جو کہ پہلے تو ان کی نظریں اگنور کرتی رہی پھر "کیا ہے" کہتے اپنا منہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی۔

ان سب نے مسکراہٹ دانتوں تلے دبائی۔

"ویسے فاریہ بتانا ذرا اتنا کیوں شرم مار ہی ہو تم " ماہی نے جان بوجھ کے اسے تنگ کیا۔

"اب تم کیا چاہتی ہو سب تیری طرح بے شرم ہو جائیں " جنت نے ماہی کے تھپڑ

مارتے تبصرہ کیا۔

"تم نے مجھے، ماہین سیال کو تھپڑ مارا اور مجھے بے شرم کہا؟ " ماہی نے آنکھیں پھاڑے

جنت سے تصدیق چاہی۔

"ہاں جی" جواب فوراً سے پیشتر نور کی طرف سے آیا تھا۔

"یاد کرو وہ وقت جب تمہارے گھر والے حماد کے لیے مان نہیں رہے تھے اور میں نے سب سے زیادہ تمہاری غم خواری کی" ماہی نے سینے پہ ہاتھ رکھتے فل ڈرامے بازی کرتے کہا تھا۔

"غم خواری نہیں ماہی غم گساری" انینا نے تو صبح کرنا فرض عین سمجھا تھا۔

اور ماہی کی ڈرامے بازی پہ پانی پھیر دیا۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ ماہی" عرش نے ماہی کو محسوس کرنا فرض سمجھا۔

ماہی نے ان سب کو گھورا۔ "او۔ میرا بچہ" نشاء نے اسے دوسرے ہی پیار بھیجا تھا۔

اور پھر ایک دن اور یادگار بنا کے وہ الگ ہو گئیں۔ ملنا، ملانا، پچھڑنا، ہجر، وصل

خوشیاں، غم، ایک دوسرے کے ساتھ، ایک دوسرے کے بغیر، رہ کے انہوں نے

اپنی زندگی کو حسین ترین بنا لیا تھا۔

آج وہ بہت خوش تھی۔ آج اس کی امل سکول جانے کے قابل ہو گئی تھی۔ وہ امل کو یونی فارم پہنائے گود میں اٹھائے عمار لوگوں تک لائی۔

آغا جان خالق حقیقی سے جاملے تھے۔ اور ان تین چار سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔

"ایک منٹ یہ پرسنز کہاں جا رہی ہے؟" ارسم نے جب امل کو تیار ہوئے دیکھا تو وہ جو بیگ پہنے باہر کی طرف بڑھنے لگا تھا، بولا۔ "آپ کے ساتھ سکول" نور نے مسکراتے جواب دیا۔

ساری آفندی فیملی موجود تھی۔ سوائے آہل کے۔ جو کہ کل رات ہی تھکا ہار لندن سے آیا تھا۔ وہ کسی بزنس ڈیل کے لیے وہاں گیا تھا۔

ارسم نے بیگ صوفے پہ رکھا اور منے پھلائے بیٹھ گیا۔ "اٹل سکول نہیں جائے گی" اس نے بھرپور سنجیدگی سے اٹل کو دیکھتے کہا۔ باقی سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ ارسم آہل آفندی تھا۔ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ سب نے حیرت سے اس کی ضد دیکھی۔ شایان، نور، نینا، مسز سکندر، مسز جہانزیب، سب نے اسے اپنے طریقے سے پوچھا۔ وہ ٹس سے مس نہ ہوا اور ایک بھی لفظ منہ سے نکالنے کو تیار نہ تھا۔ نور نے رو ہانسی ہو کے نینا کو دیکھا۔ وہ سب جانتے تھے۔ ارسم آہل آفندی مسئلہ تھا تو اس کا حل صرف آہل آفندی تھا۔ اگر آفندی ہاؤس میں ارسم کو کوئی قابو کر سکتا یا سمجھ سکتا وہ آہل آفندی ہی تھا۔

وہ آہل کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ باقی سب ارد گرد کھڑے تھے۔ وہ سکول سے

لیٹ ہو چکے تھے۔ لیکن ارسم تھا کہ ہل ہی نہیں رہا تھا۔ آہل کے کمرے میں وہ دونوں باپ بیٹا بیڈ پہ بیٹھے تھے۔

"پرنس" آہل نے اسے پیار سے پکارا۔ ارسم نے آہل کو دیکھا اور پھر ان سب کو۔ وہ سب سمجھ داری کو مظاہرہ کرتے کمرے سے چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف ارسم اور آہل ہی تھے۔

"آہل کیوں ناجائز سکول؟" آہل نے نرم لہجے میں پوچھا۔ "وہ یونی فارم میں بہت کیوٹ لگ رہی ہے" ارسم نے سر جھکا کے ایسے کہا جیسے وہ کوئی گناہ کا اعتراف کر رہا ہو۔ آہل نے مسکراہٹ بمشکل روکی۔ کیونکہ اگر ارسم اس کی مسکراہٹ دیکھ لیتا تو وہ اسے کبھی نابتاتا۔

"تو۔۔؟" آہل نے اسے اکسایا کہ وہ پوری بات بتائے۔

"سکول میں اسے نظر لگ جائے گی۔ پھر وہ بیمار ہوگی۔"

And I can't afford that”

ار سم نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ سنجیدہ صرف امل کے معاملے میں تھا۔

"تو آپ اس کے گرد پروٹیکٹیو لیر ( protective layer) بنا دو۔ سورت

فلق، سورت الناس اور آیت الکرسی پڑھ کے۔ نظر نہیں لگے گی آپ کی پرسنسز کو"

آہل نے کہا تو ار سم نے اس کی طرف دیکھا۔



"کیا gurante ہے اس کی؟" وہ ابھی بھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"اس کی گیر نیٹی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہیں۔ اور کسی کی

گیر نیٹی کی ضرورت ہے؟" آہل نے سنجیدگی سے کہا۔ ار سم نے مسکراتے سر نفی میں ہلا

دیا۔

"گڈ بوائے" آہل نے اسے کہتے گود میں اٹھایا اور باہر لایا۔ پھر ار سم آہل آفندی نے

اپنی پرسنسز کے گرد پروٹیکٹیو لیر بنائی۔ سب مسکرائے تھے۔



“Champions , champions, champions”

پورے سٹیڈیم میں ایک ہی پکار گونج رہی تھی کراؤڈ چلا چلا کے ان چار چیمپیئنز کو داد دے رہا تھا جو ہمیشہ کی طرح آج بھی پورے گراؤنڈ میں چھا گئے تھے۔ جب کہ وہ تینوں، جنہیں اگر چیمپیئنز کی بیک بون کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، آج بھی سکون سے فرسٹ رو میں ایک ساتھ نشستوں سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔

وہ ہری وردی والی ٹیم کے چار ممبر۔۔۔

ذوہان، ارسم، حمین اور عمار۔

یوں تو ان کی ہری وردی والی ٹیم میں گیارہ ممبر مد مقابل سفید وردی والی ٹیم سے تھے۔

لیکن کراؤڈ کی نظریں ان چار چیمپیئنز پہ تھیں۔ وہ چاروں

Game changer

تھے۔



ہری وردی والی ٹیم کو جیتنے کے لیے ایک گول کی ضرورت تھی۔ اور وقت 30 سیکنڈ کا

تھا۔ حمین فٹبال کو پیروں کے گرد گھماتا آگے بڑھ رہا تھا۔ کراؤڈ کی نظریں اس کے

پیروں پہ تھیں۔ دس سیکنڈ گزر چکے تھے۔

صرف ایک گول۔۔۔ اور پھر وہ فاتح ہوتے۔ ابھی بھی 20 سیکنڈز موجود تھے۔

حمین گول کیپر کی طرف بھاگ رہا تھا۔ مد مقابل ٹیم کے لڑکے اس کے بھاگنے کی

کوشش کو ناکام بنانے کے لیے اس کو چاروں اور سے گھیرے میں لے رہے تھے۔



لیکن وہ آسان ہدف بالکل نہیں تھا۔

اس کی دائیں جانب اسی کی سپیڈ کومات دیتا رہا سم آہل آفندی بھاگ رہا تھا۔ جب کہ بائیں جانب عمار آہل آفندی بھاگ رہا تھا۔

ذوہان ارمان احمد بالکل اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ آخری دس سیکنڈ تھے۔ اور حمین فٹبال کو بالکل جالی کے قریب لے جا چکا تھا۔ اسٹیڈیم میں موجود شائقین کا جوش عروج پر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

“champions , champions “

کی آوازوں نے اسٹیڈیم کو سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ صرف ایک کک۔۔۔ اور وہ آسانی سے اس میچ کی ٹرافی اپنے نام کر لیتے۔ لیکن وہ چیمپیئنز تھے۔ کوئی بھی کام آسانی سے سر انجام دینا ان کی شایانِ شان نہیں تھا۔

آخری پانچ سیکنڈ۔۔ ٹائمر آن ہو چکا تھا۔ اور حمین نے فٹبال جالی کی طرف پھینکنے کی بجائے اپنی دائیں جانب بھاگتے ار سم کو دیکھتے آنکھ ونک کی اور فٹبال آگے کو پھینکنے کی بجائے اپنے پیچھے آتے ذوہان کی طرف پھینک دیا۔

ار سم اس کی اس ادا پہ مسکرایا۔

"اووووو۔۔۔۔۔" پورے کراؤڈ کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھا۔ کیونکہ اگلے ایک سیکنڈ میں وہ فاتح بن سکتے تھے۔ لیکن اب فٹبال ذوہان کے پاس تھا۔

مد مقابل ٹیم ذوہان کو گھیرے میں لے چکی تھی۔ کراؤڈ جو کہ ایک سیکنڈ پہلے ان کو داد دے رہا تھا۔ اب اگلے سیکنڈ ان کی عقل پہ ماتم کر رہا تھا۔ جوش سے جو لڑکے کھڑے تھے وہ اب سر پکڑے بیٹھے تھے۔

اور پھر وہ تینوں کھڑی ہوئیں۔ جب پورا کراؤڈ کھڑا تھا۔ تو وہ بیٹھی ہوئیں تھیں۔

اب پورا کراؤڈ مایوس ہو کے بیٹھ چکا تھا تو وہ تینوں کھڑی تھیں۔ ان تینوں کو کھڑے دیکھ پورا کراؤڈ ان کی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ تینوں میدان میں موجود چار چیمپئنز کو دیکھ رہی تھیں۔

صرف چار سیکنڈ تھے۔ حمین، ارسم، عمار اور ذوہان نے بیک وقت گردن موڑ کے ان تینوں کو دیکھا۔ صرف ایک سیکنڈ انہیں دیکھا اور پھر ذوہان نے فٹبال کو دائیں جانب ارسم کی طرف پھینک دیا۔ ارسم نے وہ فٹ بال لینے کی بجائے دائیں جانب آگے عمار کو پاس کیا اور عمار نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں گول کیا تھا۔

سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ نہ تو مقابل ٹیم کو سمجھ آئی اور نہ ہی وہاں موجود کراؤڈ کو۔ وہ جو چار سیکنڈ پہلے فتح سے شکست کی طرف آئے تھے آخری ایک سیکنڈ میں پھر فاتح ٹھہر چکے تھے۔

وہ تینوں جو کہ کھڑی تھیں مسکراتے سکون سے بیٹھ گئیں۔ جبکہ کراؤڈ اگلے ہی لمحے جوش سے چیخیں مارتا اٹھا تھا۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح آج بھی فاتح چیمپئنز ہی تھے۔

وہ سارے آفندی ہاؤس کے لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ گھر کے سب بزرگ انہیں جیت کی مبارکباد دے کے کمروں میں چلے گئے تھے۔ جبکہ شایان اور آہل اور وہ تینوں ابھی بھی

لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ خواتین مسکراتے چہروں کے ساتھ صوفے پہ باتوں میں مگن تھیں۔

ارسم نے کن اکھیوں سے حمین کو اشارہ کیا۔ حمین نے اس کا اشارہ سمجھتے سر اثبات میں ہلایا۔ اور پاس بیٹھے عمار کے گٹھنے پہ ہاتھ رکھا۔ عمار جو کہ شایان کی بات غور سے سن رہا تھا۔ بغیر حمین کی طرف دیکھے اس نے سر اثبات میں ہلادیا۔

جس کا مطلب تھا تم لوگ چلو میں آتا ہوں۔ حمین اس کا اشارہ سمجھتا اٹھ کھڑا ہوا۔ ارسم بھی کھسک چکا تھا۔

حمین کا نفرنس روم میں داخل ہوا۔

جہاں وہ تینوں ارسم، منال اور امل پہلے ہی موجود تھے۔

"او کے ڈیڈ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔ چلتا ہوں گڈ نائٹ" عمار نے جان بوجھ کے جمائی روکتے بھرپور ایکٹنگ کرتے آہل لوگوں کی طرف دیکھ کے کہا۔

آہل نے اس کی بات پہ سر ہلایا اور مبہم سا مسکرایا۔ شایان نے دل میں اس کی ایکٹنگ کو

داد دی تھی۔

نور لوگ ساری کیچن سمیٹنے لگ گئیں۔ اور عمار آنکھیں گھماتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔ جب کہ شایان آہل کی طرف دیکھ کے مسکرایا۔ وہ چیمپئنز تھے۔ تو سامنے بھی ان کے والدین تھے۔

وہ ہمیشہ یہ بات بھول جاتے تھے۔ شایان نے آہل کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا۔ عمار بھی کانفرنس روم میں داخل ہوا۔

وہ چاروں اس کا انتظار کر رہے تھے۔ عمار کنفرم کر کے آیا تھا کہ گھر کے بڑے اپنے کمروں میں جا چکے ہیں۔

انہوں نے کمرہ لاک کیا۔ یوں تو وہ گھر والوں کے ساتھ اپنی جیت کی خوشیاں منا چکے تھے۔ لیکن اب وہ چیمپئنز کے سٹائل منانا چاہتے تھے۔

سارا سیٹ اپ ہو چکا تھا۔ عمار نے لائٹ آف کی اور اپنی جگہ آ کے بیٹھ گیا۔ ارسم نے پروجیکٹر آن کیا۔ وہ ہارر مووی دیکھنے والے تھے۔ منال اور امل دونوں کا چہرہ سفید

پڑھنے لگا۔ لیکن اگر وہ اپنا ڈر ظاہر کر دیتی تو بزدلی کا لیبل لگ جاتا۔  
 عمار، حمین اور ارسم صوفی پہ موجود تھے۔ جبکہ وہ دونوں نیچے قالین پہ بیٹھی تھیں۔  
 جیسے ہی فلم آگے بڑھ رہی تھی وہ دونوں خوف سے کانپنے لگ گئیں۔ حمین نے دیکھا کہ  
 وہ مکمل طور پہ ڈر چکی ہیں تو اس نے ارسم کو اشارہ کیا۔ ارسم سر ہلاتا اٹھا۔

اور سائیڈ پہ پڑی سفید چادر سے اس نے خود کو ڈھک لیا۔ اس کی دوسری طرف ایک  
 اور انسان تھا جس نے بالکل ارسم والا عمل دہرایا تھا۔ لیکن ارسم اسے دیکھ نہیں پایا تھا۔  
 ارسم صوفی کے پیچھے سے ایک دفعہ گزرا۔ منال کو پرو جیکٹر کی روشنی میں ایک ہیولہ  
 نظر آیا۔ اس نے پاس بیٹھی امل کو زور سے پکڑ لیا۔

پرو جیکٹر پہ چلتے مناظر کی وجہ سے کمرے میں روشنی کے رنگ بدل رہے تھے اور باقی  
 پورا کمرہ اندھیرے میں نہلایا ہوا تھا۔

عمار تو چپ چاپ بیٹھ کے ہارر مووی دیکھ رہا تھا۔ ارسم پرو جیکٹر کی طرف سے نیچے بیٹھی  
 امل اور منال کے قریب بھوت بنا بیٹھ گیا۔ جبکہ ارسم کو محسوس نہ ہوا اس کے ساتھ  
 ایک اور وجود بھی آ کے بیٹھ گیا تھا۔

خود کو مکمل طور پہ ارسم نے چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ منال اور امل نے اس کی موجودگی کو محسوس کیا اور گردن موڑ کے دیکھ کے زور سے چیخیں ماریں۔

"آ۔۔۔۔۔ بھوت بھوت۔۔۔۔۔" وہ دونوں چلاتی ہوئی کھڑی ہوئیں تھیں اور ارسم نے اپنے ساتھ کسی اور کو بیٹھے محسوس کر کے اور ان دونوں کی چیخیں سنتے زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔

"آ۔۔۔۔۔ بھوت بھوت" وہ خود بھی اب ان دونوں کے ساتھ کمرے کے چاروں گرد گھومتے بھوت بھوت پکار رہا تھا۔

حمین نے اپنا ہاتھ سر پہ مارا۔ "ڈفر۔۔۔۔۔" ارسم کو دیکھتے اس نے کہا۔ عمار اٹھ کے لائٹ آن کر چکا تھا۔ جبکہ امل اور منال ارسم کو دیکھتی ابھی بھی چیخ رہی تھیں۔ منال اور امل اس سے ڈر کے آگے بھاگ رہی تھیں اور ارسم آہل آفندی خود پتہ نہیں کس سے ڈر کے ان کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ حمین اور عمار سکون سے صوفیہ بیٹھے مفت کا لائیو شواں جوائے کر رہے تھے۔

ارسم نے امل اور منال کو ڈرانا تھا۔ اور ان چکروں میں وہ خود بھی ڈر گیا تھا۔

"ڈفر چلانا بند کر۔ کدھر ہے بھوت؟" عمار نے ارسم کو پکڑا اور اس کے سر سے چادر اتارتے بولا۔

اور ارسم صاحب ابھی بھی آنکھیں بند کیے چلانے کا شغل فرما رہے تھے۔ امل اور منال تو اسے دیکھتے ایک جگہ جم کے کھڑی ہو کے اب ارسم کو گھور رہی تھیں۔

حمین آگے بڑھا۔ "سالے تجھے انہیں ڈرانا تھا۔ اور تو خود ڈر گیا۔ تف ہے تجھ پہ" حمین نے دونوں ہاتھوں سے لعنت اس کی طرف منتقل کرتے کہا۔

منال نے غصے سے حمین کو گھورا اور واک آؤٹ کر گئی۔ حمین نے اسے دیکھ کے دانت نکو سے۔

اور امل ارسم کے قریب آئی اور اس کے پیٹ میں زور سے مکا مارتی تن فن کرتی کمرے سے یہ جاوہ جا۔

ارسم نے دانت نکالتے حمین کو دیکھا۔ اور حمین کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے اوپر پہنچا دیتا۔ جبکہ ارسم کے کندھے پہ پیچھے سے کسی نے پھر ہاتھ رکھا۔ "بھوت۔۔۔" اس بار اس نے صدمے سے آنکھیں پھاڑے سامنے کھڑے حمین کو دیکھتے کہا۔



حمین نے اسے گھما دیا۔

شایان دانت نکالتے اسے دیکھ رہا تھا۔ "چھوٹے پاپا" ارسم نے منہ بناتے اس کے

کندھے پہ سر رکھ دیا۔

حمین اور عمار کمرے سے نکلنے لگے تو باہر آہل اپنی پینٹ کی جیب میں دونوں ہاتھ ڈالے

کھڑا نہیں گھور ہاتھا۔

وہ دونوں نظریں نیچے کئے شرافت سے وہاں سے کھسکے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں ٹریننگ کی ضرورت ہے چیم" شایان نے ارسم کی گال تھپتھپاتے کہا اور کمرے

سے نکل گیا۔ ارسم کمرے میں چاروں گرد نظر گھماتے سرپٹ دوڑا۔

وہ دونوں اپنے گھر کے گارڈن میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔

“Apo that’s not fair “

ذوہان نے رک کر کھڑے ہوتے منہ بنایا تھا۔ کیونکہ حورین ارمان احمد اسے کھیلنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔

وہ فٹبال کو اپنا پیروں کے درمیان مہارت سے گھماتی ذوہان کو تنگ کر رہی تھی۔

“Come on Cham”

حورین نے اس کے بات کو انور کرتے دوسری طرف فٹ بال لے جاتے اسے اکسایا۔

ذوہان نے اپنی پٹاخہ آپی کو دیکھا۔

اور گھوم کے اس کے آگے آیا۔ حور نے مہارت سے اس کے پیروں کے درمیان سے

فٹ بال کو آگے گزارا اور آگے بھاگی۔

وہ منہ بناتے مڑا۔ اور تبھی احمد ہاؤس میں ان تینوں کی بانٹیکس داخل ہوئیں۔

تینوں نے بلیک شرٹ پہ بلو جینز ساتھ بلیک جو گرز پہن رکھے تھے۔ انہوں نے گیراج میں بانیکس روکیں اور ہیلمٹ اتارا۔ پھر حور اور ذوہان کو دیکھا جو کہ گارڈن میں تھوڑے سے فاصلے پہ فٹ بال کھیل رہے تھے۔

عمار مسکراتا ان کی طرف بڑھا۔ حمین اور ارسم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اس کے پیچھے ہی گارڈن کی طرف بڑھے۔ عمار اپنی پٹاخہ کو دیکھ کے مسکرایا جو کہ فٹبال کو مہارت سے گھماتی ذوہان کو تنگ کر رہی تھی۔

تبھی حور نے نظر اٹھا کے ان کی طرف دیکھا۔ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس نے فٹبال کو ہوا میں اچھال کے سامنے سے آتے ارسم آہل آفندی کی طرف پھینکا۔

عمار تھوڑا سا سائیڈ پہ چل رہا تھا۔ اور حور نے پوری کوشش کی تھی کہ عمار بچ جائے۔ ارسم حمین سے ایک قدم آگے تھا۔ اس سے گردن موڑ کے بات کرتا جیسے ہی وہ سیدھا ہوا تو دیکھا کہ فٹ بال اڑتا اس کی طرف آرہا ہے۔ وہ ایک دم نیچے کو جھکا۔ اور فٹ بال اس کے پیچھے آتے حمین کو سلامی پیش کر گیا۔

حمین کے ماتھے پہ فٹ بال لگتا دیکھ حور نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ جبکہ ارسم، ذوہان اور عمار کا قہقہا بلند ہوا۔

حمین اپنا سر پکڑ چکا تھا۔ اس نے سر پکڑے ہی حور کو غصے سے گھورا۔ حور جلدی سے کانوں کو ہاتھ لگائی۔ ارسم نے حور کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔

"ابھی بچی ہو تم۔ تھوڑی اور پریکٹس کر لو۔ تاکہ نشانہ نہ چوکے" ارسم نے اس کے قریب ہوتے دانت نکالتے سرگوشی کی۔ کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ حور نے اس کا ہی نشانہ لیا تھا۔

“Oh you shut up “

حور کو پہلے ہی حمین کے لگ جانے کا دکھ تھا۔ اوپر سے ارسم آہل آفندی کا طنز۔ وہ جل بھن گئی۔

"زیادہ تو نہیں لگی؟" حور نے پریشان ہوتے حمین کو دیکھتے پوچھا۔ "نہیں یہ لو۔ دوبارہ مار لو۔ تاکہ سر پھٹ ہی جائے" حمین نے فٹ بال اٹھا کے اس کی طرف بڑھاتے طنز یہ کہا۔

"میں ٹرائے کرتا ہوں برو۔۔" ذوہان نے ہنستے اس سے فٹ بال لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ حمین نے اسے گھورتے فٹ بال پیچھے کیا۔

“Where is Mahi?”

عمار نے حور سے پوچھا۔ کل کی جیت کے بعد وہ ماہی سے ملنے آئے تھے۔ حورا نہیں لیے اندر کی طرف بڑھی۔

وہ احمد ہاؤس سے واپس لوٹے تھے۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 عمار کا چونکہ یونیورسٹی میں آخری سال تھا تو وہ اپنے فری ٹائم میں آہل کے آفس چلا جاتا تھا۔ واپسی پہ بھی وہ اپنے ڈیڈ کے آفس چلا گیا۔  
 حمین اور ارسم آفندی ہاؤس لوٹ آئے۔

وہ اندر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ حمین نے ہمیشہ کی طرح آج بھی دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے ہوئے تھے۔

اور ارسم سیٹی بجاتا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب سامنے سے منال آہل آفندی

سیڑھیاں اترتی نظر آئی۔

وہ شاید کہیں جانے کی تیاری میں تھی۔

بلوٹوپ پہ بلیک جینز شمال کو کندھے پہ رکھے بالوں کو ٹیل پونی میں مقید کیے ہوئے

تھی۔ موبائل پہ میسج ٹائپ کرتے وہ ان دونوں کی طرف بڑھی۔

ارسم تو آگے بڑھ چکا تھا جب کہ حمین اسے دیکھتے یک دم رکا۔

وہ آگے بڑھنے لگی تو حمین اس کے آگے آگیا۔

"کدھر کی تیاری ہے؟" حمین نے اس کی تیاری ملاحظہ کرتے پوچھا۔

وہ "تمہیں جو اب دے نہیں ہوں" والی نظروں سے دیکھتی آگے بڑھ گئی۔

حمین نے حیرت سے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ حمین شایان آفندی کو اپنا اگنور کیا جانا

ایک آنکھ نہیں بھایا۔

وہ اس کی طرف بڑھا۔ وہ جو مین ڈور سے نکلنے ہی لگی تھی حمین اس کے سامنے دیوار بن

کے کھڑا ہو گیا۔

منال نے غصے سے اسے دیکھا۔ لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔

"بتاؤ کہاں جا رہی ہو؟" حمین نے لفظ چباتے استفسار کیا۔

"نہیں بتا رہی" منال نے سینے پہ ہاتھ باندھتے سکون سے جواب دیا۔

"اوکے۔۔ جا کے دکھاؤ پھر" وہ بھی ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔ منال نے سامنے دیوار بنے

کھڑے حمین کو دیکھا اور پیر پختی واپس چلی گئی۔ حمین ہلکا سا مسکرایا تھا۔ اور اس کے

پیچھے ہی اندر کی طرف بڑھا۔

وہ سیٹی بجاتا اپنی دھن میں اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اہل کے کمرے کے

قریب سے گزرتے اس نے ہلکا سا جھک کے اس کے کمرے میں جھانکا اور یک دم

پیشانی پہ بل پڑے۔ کیونکہ وہ بیڈ کی بیک پہ ایک پیر رکھے دوسرا پیر کافی فاصلے پر بیڈ

کراؤن پہ رکھے بیڈ کے اوپر دیوار پر اپنی بنائی گئی پینٹنگ لگا رہی تھی۔

ار سم اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جو پینٹنگ لگانے میں مگن تھی۔ کسی کی

موجودگی محسوس کر کے اپنی سابقہ پوزیشن میں ہی اس نے گردن موڑ کے آنے والے

کو دیکھنے کی کوشش کی اور اسی دھن میں اس کا پیر پھسلا۔

ارسم نے تیزی سے آگے بڑھ کے اس کی کمرپہ دونوں ہاتھ رکھ کے اسے نیچے گرنے سے بچایا۔

امل کے دونوں پیر بیڈپہ تھے وہ ایسے ہی پیچھے کو گرتی۔ اس سے پہلے ہی آنے والے نے سہارا دے کے اسے گرنے سے بچایا تھا۔

امل نے آنکھیں کھول کے ارسم کو دیکھا جو کہ خفگی سے اسے گھور رہا تھا۔

اس نے سہارا دے کے اسے کھڑا کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ابھی چوٹ لگ جاتی" وہ ناراضگی سے گویا۔ امل نے اسے گھورا۔ اور دوبارہ اپنے کام میں مگن ہونے لگی۔

ارسم نے اس سے پینٹنگ چھین لی۔

"ہر دفعہ میں لگاتا ہوں۔ اس بار بھی لگا دوں گا" ارسم نے وہ پینٹنگ پیچھے کمرپہ کرتے کہا

۔ "ادھر واپس کرو ہماری پینٹنگ۔ ہم خود لگائیں گے" امل نے بیڈ سے اتر کے اس کی

کمر کی طرف جاتا غصے سے کہا۔



“oh really?”

وہ آبرو اچکاتے اس سے پوچھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ پینٹنگ چھینتی ار سم نے دونوں ہاتھوں سے اوپر کی طرف کر لی۔

"لے لو۔۔۔" ار سم نے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔

امل نے بے بسی سے سے دیکھا اور چھلانگ مار کے لینے کی کوشش کی۔

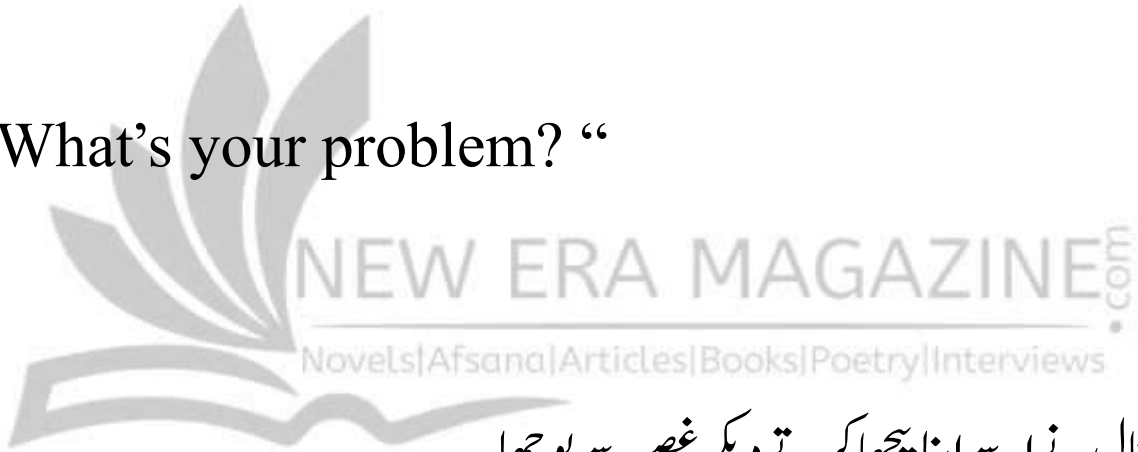
لیکن وہ کبھی ادھر کرتا اور کبھی ادھر۔ امل بیڈ پہ چڑھ کے اس سے چھیننے لگی تو وہ فوراً پیچھے ہٹا۔

اس سے پہلے کے وہ پھر نیچے گرتی ار سم کے ہاتھوں نے ہمیشہ کی طرح اسے سہارا دے کے بچایا۔

امل غصے سے بیڈ سے اتری۔ اپنا جوتا پیروں میں گھساتے اسے گھورتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ "اسے کیا ہوا؟" ار سم نے اس کی پشت کو دیکھتے سوچا تھا۔

وہ منال کے پیچھے ہی اندر کی طرف بڑھا۔ منال نے اسے اپنے پیچھے آتے دیکھا۔ تو وہ لاؤنج کی طرح بڑھی۔ حمین بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ بھی پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

“What’s your problem?”



منال نے اسے اپنا پیچھا کرتے دیکھ غصے سے پوچھا۔

“What?”

وہ معصومیت سے گویا ہوا۔

”تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟“ منال نے سیڑھيوں کے وسط میں کھڑے ہوتے

سینے پہ بازو باندھتے پوچھا۔

“For your kind information partner “

میرا کمرہ بھی اوپر ہی ہے "وہ سکون سے بولتا اسے تپا گیا۔ منال نے اسے گھورا۔ اور سائیڈ پہ ہوتے اسے اوپر جانے کی جگہ دی۔ جیسے کہہ رہی ہو۔ اپنا راستہ ناپو۔

حمین اوپر جانے کی بجائے اس کے سامنے ہی سیڑھیوں سے ٹیک لگا گیا۔ وہ حمین کو چھوڑتی اوپر جانے کی بجائے نیچے چلی گئی۔ حمین نے کندھے اچکائے اور گردن موڑ کے اسے جاتے دیکھا۔

گردن سیدھی کی تو سامنے سے امل بھی تن فن کرتی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ اور سیڑھیوں کے عین شروع میں ارسم پینٹنگ ہاتھ میں لیے معصوم سی شکل بنائے کھڑا تھا۔

حمین اور ارسم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ دونوں کیوں منہ پھلائے گھوم رہی ہیں۔

"او۔۔۔۔۔" دونوں نے ہونٹوں کو بیک وقت گول کیا۔ اور "اوووو" کی آواز نکالی۔

کیونکہ دونوں کو یاد آ گیا تھا کہ وہ دونوں رات کی وجہ سے ناراض تھی کیونکہ دونوں نے مل کے ان دونوں کو ڈرایا تھا۔

حمین تو لا پرائی سے کندھے اچکاتے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتا اوپر کی طرف بڑھ گیا جب کہ ارسم کا سکون غارت ہو گیا تھا۔

"مسز ارمان، مسز ارمان" وہ چلاتی ماہی کے کمرے میں داخل ہوئی۔ "میں یہ گھر چھوڑ کے جا رہی ہوں" وہ ماہی کے پیچھے کھڑی ہوتی بولی۔

“Are you sure?”

ماہی مسکراتی پلٹی تھی۔ لون کے سوٹ میں ڈوپٹہ کندھے کے ایک طرف ڈال کے بالوں کا جوڑا کیئے وہ کہیں سے بھی اٹھارہ سالہ حورین کی والدہ نہیں لگ رہی تھی۔

ماہی نے مسکراتے تائید چاہی۔

ذوہان جو کہ حور کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا ماہی کی بات پہ اس کا تمقا بلند ہوا۔  
 ذوہان کو ہنستے دیکھ اور ماہی کو مسکراہٹ دباتے دیکھ حور نے بے بسی سے دونوں کو  
 دیکھا۔

"آپ میری سگی ماں ہے نا؟" وہ بھرپور بے چارگی سے بولی تھی۔  
 "نہیں تو ہم نے تمہیں ایڈاپٹ کیا ہے" ذوہان نے ماہی کی گردن میں ہاتھ ڈال کے  
 کندھے کے ایک طرف سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے حور کو چڑایا۔  
 "تمہیں کس نے بتایا؟" ماہی نے گردن موڑ کے سنجیدگی سے ذوہان سے پوچھا۔  
 حور رونے والی ہو چکی تھی۔

“ ok let me call your husband”

حور نے اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے موبائل پہ مان کا نمبر ملاتے دھمکی دی۔

ماہی اور ذوہان دونوں مسکرائے۔

وہ اپنے آفس میں کام میں مگن تھا جب اس کا موبائل بج اٹھا۔ اس نے مصروف سے

انداز میں فائل پڑھتے ہی ہاتھ بڑھا کے موبائل اٹھا کے لیس کرتے کان سے لگایا۔

دوسری طرف حور نے بھرپور معصومیت طاری کرتے اسے پکارا۔

"ڈیڈ" ارمان احمد کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔ "جی ڈیڈ کی جان" اس نے اپنے جگر

کے ٹکڑے کو مخاطب کیا۔

"آپ کی بیوی ہے نا آپ کی دوسری نمبر والی اولاد کے ساتھ مل کر مجھے در بدر کر رہی

ہے" وہ ڈرامے بازی کرتے بولی تھی۔

ارمان نے بمشکل اپنا تقارو کا۔

کیونکہ یہ تو روز کی کہانی تھی۔ کبھی وہ ذوہان کا جینا حرام کر دیتی۔ اور کبھی ذوہان اس کی

ناک میں دم کیے رکھتا۔

فرق یہ تھا کہ ارمان اور حور کی ایک ٹیم تھی۔ تو ذوہان نے ماہی کو اپنی طرف کیا ہوا تھا۔

"میں بتا رہی ہوں ڈیڈ! اب آپ کی بیوی کے ساتھ گزارا نہیں ہے میرا" وہ ماہی کو

دیکھتے بولی تو ماہی نے اسے گھورا۔

"ڈیڈ کوئی گدھا ڈھونڈ کے اس کو چلتا کرو" ذوہان نے لقمہ دیا تھا۔

"دیکھا، دیکھا آپ نے میری قدر ہی نہیں ہے" حور کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ارمان کو  
موبائل سے نکال کے اپنے ساتھ کھڑا کر لیتی۔

"ذوہان" ارمان نے تنبیہ دینے والے انداز میں اپنے بیٹے کو پکارا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"Yes dad"

وہ فوراً فرمانبرداری سے گویا ہوا۔

"بہن کو سوری بولو" ارمان نے بات ختم کرنا چاہی۔ "سوری" ذوہان ارمان کی بات

ٹال جائے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

حور گردن اکڑاتے مسکرائی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ ماہی نے اسے دیکھ

ذوہان کی گال تھپتھپاتے تسلی دی۔

"کب تک موڈ دکھانے کا ارادہ ہے؟" وہ حسبِ معمول ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے سامنے کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا۔ انداز لاپرواہا تھا۔ منال جو کہ بیڈ پہ بیٹھی تھی اس نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔ اور اسکے سامنے کھڑی ہوتے بولی۔ "جب کوئی ناراض ہو تو اسے مناتے ہیں مسٹر" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"مناتو رہا ہوں" وہ جیسے احسان کر رہا تھا۔ "اچھا؟" منال نے سر ہلاتے کہا۔

“Then say sorry“

منال نے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا۔

حمین نے کندھے اچکائے۔

"حمین شایان آفندی اور۔۔۔ سوری؟ کچھ جچا نہیں" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا

تھا۔ ایسے جیسے وہ نہیں بھی مانی تو کوئی بات نہیں۔ ایسے جیسے اس کی ناراضگی میسٹر نہیں

کرتی۔ وہ اپنی انا نہیں چھوڑے گا۔



“ Ok you can leave then “

منال نے منے موڑتے اسے کمرے سے جانے کا کہا۔ اور وہ تو جیسے عاجز آیا کھڑا تھا۔ فوراً کھسکا۔ منال نے اس کی پشت دیکھتے بیڈ کی کراؤن سے ٹیک لگا کے آنکھیں موند لیں۔ اور حمین نے کمرے سے نکلتے ایک دفعہ مڑ کے اسے دیکھا جو کہ آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

وہ اس کے سامنے کان پکڑے کھڑا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ کینوس پہ رنگ بکھیرتے وہ خود بھی ارسم کو کسی رنگ کے مشابہ ہی لگی۔ وہ مغرور تھی۔ یا شاید ارسم آہل آفندی نے اسے کر دیا تھا۔

وہ اپنی پینٹنگ مکمل کرتی اپنی چیزیں سمیٹتی ارسم کو اگنور کرتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ ارسم وہیں گارڈن میں کھڑا رہ گیا۔

حمین اندر سے باہر آیا۔ ارسم تنک کے اس کی طرف بڑھا۔ "تم اور تمہاری بہن۔۔۔"

ارسم نے انگلی اٹھا کے اسے اشارہ کرتے کہا۔

حمین نے اسے آبرو اچکاتے دیکھا۔ "اپنا غرور ساتھ جہنم میں لے جانا" وہ اسے کہتا آگے بڑھ گیا۔ "جنت میں" حمین نے پیچھے سے تو صبح کی۔ خوش فہمی "ارسم نے ر کے بغیر اس کی بات کا جواب دیا۔

"اس کے سامنے چلتی نہیں۔ مجھے سنا کے چلا گیا" حمین نے ارسم کی پشت دیکھتے خود کلامی کی۔ "خود کون سا بہن سے کم ہے۔ باتیں سنانے میں ماہر۔۔" حمین جو کہ منال کے کمرے سے آیا تھا۔ منال اور ارسم دونوں کی شان میں گستاخی کرتا باہر کی طرف بڑھا۔

وہ آج بہت خوش تھی۔ کیونکہ اس کا عمار آج آفس جانے کے قابل ہو چکا تھا۔ وہ اسے خود تیار کر رہی تھی۔ اسے کوٹ پہناتے نور مکمل طور پہ جذباتی ہو گئی۔ کیونکہ اتنا اہم دن تھا اور آہل آفندی موجود نہیں تھا۔

نور کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔

اس کالا ڈلہ آج اپنی کامیابی کی سیڑھی پہ پہلا قدم رکھنے والا تھا اس لیے۔ یا آہل آفندی  
موجود نہیں تھا اس لیے۔

"او موم۔۔۔" عمار نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"برو۔۔۔" وہ جو آندھی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اندر کا ماحول دیکھ  
کے ایک دم رکا۔

"آپ نے میری ڈارلنگ کو رلا دیا۔ آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ آہل آفندی کو کیا منہ  
دکھاؤں گا میں" وہ فل ڈرامائی انداز میں بولتا نور کو عمار کے گلے سے الگ کر گیا۔  
نور اس کی بات پہ مسکرائی۔ اور اس کے سینے پہ ہاتھ مارا۔

"او ڈارلنگ ہنستی رہا کرو۔ اچھی لگتی ہو۔" ارسم نور کو اپنے ساتھ لگاتے بولا۔

عمار نے اس کے ڈرامے پہ نفی میں سر ہلایا۔

وہ بالکل شایان آفندی جیسا تھا۔ ہنس مکھ۔ آفندی ہاؤس کی جان۔

وہ جیسے ہی آفس میں داخل ہوا۔ سٹاف ایک دم الرٹ ہوا۔ وہ شان بے نیازی سے چلتا

رہا۔ کام کرتے ور کرز نے گرد نیں اٹھا کے آنے والے کو دیکھا۔ وہ بالکل آہل آفندی کی کاپی لگ رہا تھا۔ وہی شان۔ وہی رعب۔ مینینجر بھاگ کے اس کے قریب آیا۔ اور اسے گائیڈ کرتے آہل کے آفس تک لے گیا۔

"سر۔۔ سر کا حکم ہے۔ جب تک وہ واپس نہیں آجاتے آپ ان کے آفس میں ان کی جگہ پہ کام کریں۔"

مینینجر کی بات پہ اس نے اپنی ڈیڈ کی کرسی کو دیکھا اور سر ہلا دیا۔ مینینجر باہر چلا گیا۔ عمار آہل آفندی نے سامنے ٹیبل پہ "آہل آفندی" کے نام کی تختی دیکھی۔ اس کی کرسی پہ بیٹھتے اسے فخر محسوس ہوا۔ ہوتا بھی کیوں نا۔ آہل کی جگہ پہ بیٹھ کے کام کرنا اسے کے لیے اعزاز ہی تھا۔

وہ ائیر پورٹ سے اپنا سامان لیتا باہر نکل رہا تھا۔

بلیک جینز پہ بلیک شرٹ آنکھوں پہ سن گلاسز لگائے وہ کہیں سے بھی ایک جوان بیٹے کا باپ نہیں لگ رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے سامان گھسیٹتے دوسرا ہاتھ اس نے پینٹ کی جیب میں ڈالتے موبائل نکالا اور کسی کو کال ملاتے وہ باہر کھڑا ویٹ کرنے لگا۔



وہ آہل کے آفس میں مگن سا کام میں مصروف تھا۔ جب ٹیبیل پہ پڑا آفس کا فون بج اٹھا۔  
عمار نے مصروف سے انداز میں فون اٹھا کے کان کو لگایا۔

“Hi ! Son of Ahil afandi speaking . “

اس نے کرسی سے ٹیک لگا کے خود کوریلیکس کرتے کہا تھا۔  
اس کے اس جملے نے سامنے والے کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھیر دی۔

“Hi ! Dad of Amar afandi here “

آہل نے بھی آگے سے بالکل اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔ عمار کی مسکراہٹ گہری  
ہوئی۔ "ڈیڈ"  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

“How’s your day? “

آہل نے اس سے پوچھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اس کے شہزادے کا آفس کا پہلا دن تھا۔ تب  
تک اس کے پاس گاڑی آ کے رکی۔ ڈرائیور نے باہر نکل کے اس کا سامان ڈنگی میں  
رکھا۔ آہل آفندی بات کرتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

عمار اب اسے آج کی تفصیلات دے رہا تھا۔

وہ باہر لان میں چائے کا کپ لیے جھولے پہ بیٹھی تھی۔ ہلکا ہلکا جھولا جھلاتے وہ آسمان کو  
تکتی چائے پی رہی تھی۔ لان میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔  
اور یہ منال آہل آفندی کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ چائے پیتے آسمان کو تکتا۔

وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں جھکا کھڑا سے دیکھ رہا تھا۔ منال کی اس کی طرف پشت  
تھی۔ پھر بھی وہ جانتا تھا۔ وہ چائے پیتے اپنا پسندیدہ کام کر رہی ہے۔ ڈوپٹہ ہوا کی وجہ  
سے ڈھلک گیا تو حمین نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلہ۔ نظر سامنے اٹھی تو اس کی آنکھوں  
سے شرارے نکلنے لگے۔ کیونکہ سامنے چھت پہ کوئی بہت محویت سے منال کو دیکھ رہا  
تھا۔ وہ ایک بھی سیکنڈ ضائع کیے بغیر نیچے کی طرف بڑھا۔

تن فن کرتا وہ منال کے سامنے اس طرح کھڑا ہوا کہ منال حمین کی اوٹ میں پوری طرح چھپ گئی۔ حمین نے گردن موڑ کے سامنے چھت پہ نفوس کو دیکھا۔ وہ فوراً کھسکا تھا۔ منال نے گردن اٹھا کے حمین کو دیکھا۔

"اندر چل کے بیٹھو۔" حمین نے ہاتھ پا کٹس میں ڈالتے اسے حکم دیا تھا۔ منال نے اس کی بات نظر انداز کر دی۔

"منال آہل آفندی! اندر جاؤ" اور یہ تو آفندیز کی پرانی عادت تھی۔ وہ غصے میں سامنے والا کا پورا نام لے کے مخاطب کرتے تھے۔

"یہ رعب کسی اور کو جا کے دکھایا کرو۔ آجاتے ہو مجھ پہ حکم چلانے" منال اسے انگلی سے وارن کرتی مڑی۔ "عادت ڈال لینی چاہیے تمہیں اس رعب کی" وہ پیچھے سے بولا تھا۔ منال ایک دم رکی اور مڑ کے اسے دیکھا۔

لیکن حمین شایان آفندی اپنی بات کہہ کے گیٹ کی طرف بڑھ چکا تھا۔



وہ دوپہر میں سوچکی تھی۔ اب اٹھی تو فریش ہوتی باہر کی طرف بڑھی۔ دروازے سے نکلتے کسی چیز سے اس کا پیر ٹکرایا۔ اس نے جھک کے دیکھا تو کوئی گفٹ پیک کیا گیا تھا۔ اہل شایان آفندی کے لب مسکرائے۔ وہ جانتی تھی یہ کس کا کام ہے۔ کیونکہ بچپن سے ہی وہ اسے ایسے ہی مناتا آیا تھا۔

اس نے وہ پیکٹ اٹھالیا۔ اندر کمرے میں بیڈ پہ بیٹھے کھولا۔ تو اس کی پسندیدہ چیزوں، چوکلیٹ اور ایک کارڈ پہ بڑا سا سوری لکھا تھا۔ کارڈ پہ دیکھتی وہ مسکرائی۔ اتنا گنداسا کارڈ بنایا گیا تھا۔ اہل جانتی تھی اس کے متعلق وہ ہر کام خود کرتا تھا۔

“Not Bad “

ار سم کی ملکہ کو اس کا ادنیٰ گفٹ پسند آچکا تھا۔  
وہ اب اپنی چوکلیٹ کھانے میں مصروف تھی۔

ذوہان نے ادھر ادھر دیکھا۔ کوریڈور میں وہ کہیں بھی نہیں تھی۔ اس نے سکون کا  
سانس لیا۔ کل ماہی کے ساتھ مل کے اس نے حور کو تنگ تو کر لیا۔ لیکن اب وہ جانتا تھا  
کہ وہ بدلہ ضرور لے گی۔ اسی لیے کل سے وہ احتیاط کر رہا تھا۔

"آ۔۔" وہ سامنے دیکھتا چل رہا تھا جب کسی نے اس کے آگے پیر کیا۔ بے ساختہ اس  
کے منہ سے چیخ نکلی۔ "آہاں....." اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتا۔ حور نے  
بروقت اسے سنبھالا تھا۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا۔ ابھی چوٹ لگ جاتی" وہ اپنی بالوں کی لٹ جو کہ چہرے پہ

لٹک رہی تھی اسے گھماتی معصومیت سے گویا ہوئی۔ ذوہان جانتا تھا وہ اسے ڈرا رہی تھی۔

"آپو۔ پلیز۔۔ کل والا بس مذاق تھا آپ تو اچھی والی بہن ہونا۔۔" ذوہان نے اسی میں اپنی بھلائی جانی۔

"اچھی تو میں بہت ہوں" وہ گردن اکڑاتے بولی تھی۔ "تم نے کل کیا کہا تھا بھلا؟ آ ممممم۔۔" وہ سوچنے کی بھرپور اداکاری کرتے بولی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں۔ ڈیڈ کوئی گدھا ڈھونڈ کے چلتا کرو اس کو۔ یہی نا؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

(خود کیا کہا تھا۔ وہ نہیں یاد)" ذوہان دل میں بولا۔ کیونکہ ابھی حور سے پنگا لینا مہنگا پڑ سکتا تھا۔ وہ فوراً کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔

"شو۔۔۔۔۔ لی۔۔۔۔۔" وہ بھی اداکاری میں حور جیسا ہی تھا۔ پلج "وہ آنکھوں میں دنیا جہاں کی معصومیت لیے حور سے کان پکڑ کے سوری کر رہا تھا۔ جانتا تھا وہ ایسے تو کبھی نہیں بخشے گی۔

"اوکے۔ اوکے۔ بند کرو اپنی ایکٹنگ۔ زیادہ ہو رہا ہے" وہ ہاتھ جھلاتے بولی۔ "جاؤ معاف کیا۔ کیا یاد کرو گے۔ حورین ارمان احمد سے پالا پڑا تھا کبھی" وہ اپنے بالوں کو جھٹکا دے کے پیچھے پھینکتی آگے بڑھ گئی۔ "آج تک یاد ہی کر رہا ہوں۔ آپ سے پالا پڑا" ذوہان نے گردن موڑ کے اس کی پشت کو دیکھتے کہا اور اللہ کا شکر ادا کرتے وہ اپنی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔



آہل نے بے بسی سے سامنے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھے عمار کو دیکھا۔ اور پھر بیڈ کے پاس کھڑی نور کو۔ نور کو آہل کی حالت پہ ہنسی آئی۔ آہل نے اسے مسکراتے دیکھ گھورا۔ "وہ چھوٹی ہے ابھی عمار" آہل نے جواز پیش کیا۔

"اٹھارہ سال کی ہو چکی ہے" عمار نے جواز رد کر دیا تھا۔ "اٹھارہ سال کوئی زیادہ عمر نہیں

ہے "آہل نے اسے گھورتے کہا۔

"آپ نے بھی غالباً موم سے اسی عمر میں نکاح کیا تھا۔" صوفی نے بیٹھے عمار نے ٹانگ ہلاتے سکون سے جواب دیا۔

آہل جو کہ بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ بیڈ پہ اپنے سامنے کھڑی نور کو دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا ہو۔ اس کو کس نے بتا دیا۔ آہل کی نظروں کے جواب میں نور نے کندھے اچکا کے لاعلمی کا اظہار کیا۔

آہل نے عمار کو دیکھا۔ "ارمان نہیں مانے گا" کمزور سی دلیل پیش کی گئی تھی۔  
 "ان کو میں منالوں گا۔" عمار نے اتنے ہی سکون سے جواب دیا۔ "آپ کو وعدہ کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ خیر امید ہے کہ آپ جلدی فیصلہ کر لیں گے ٹیک کثیر "عمار اٹھتا بولا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"دیکھا، دیکھا۔ باپ کو سنا کے چلا گیا۔ پٹوائے گا یہ مجھے "آہل پریشانی کے عالم میں نہ جانے کیا کیا بولنے لگا۔ نور مسکراتی اسکے پاس بیٹھی۔

"اپنا وقت یاد ہے؟ سیم یہی سچویشن تھی۔ تن کے آغا جان کے آگے کھڑے ہو گئے

تھے آپ "نور نے اسے دیکھتے کہا۔ اور اٹھ کے کمرے سے باہر جاتی بولی۔  
"بالکل باپ پہ گیا ہے"۔ نور کے اس طنز پہ آہل نے پہلو بدلہ۔ کیونکہ وہ صبح کہہ رہی  
تھی۔



"تو شاعری ہے۔ میں غالب ہوں۔۔"

"اور میں میر تقی میر۔۔۔" ارسم نے ہمیشہ کی طرح کمرے میں داخل ہوتے اس کی

گنگناہٹ کی بینڈ بجائی تھی۔

حمین نے اٹھ کے بیٹھتے اسے گھورا۔ سامنے والے پہ اس کی گھوری کارتی برابر بھی اثر نہیں ہوا۔ وہ ڈھیٹ بنا اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔

"اپنی تشریف آوری کی وجہ بتانا پسند کریں گے آپ؟" حمین جانتا تھا کوئی بات ہے جو وہ اسے بتانے آیا ہے۔

ارسم اس کے سامنے صوفے پہ بیٹھتا سرگوشی میں بولنے لگا۔ "سنا ہے کہ عمار آفندی نے اپنا کیس دائر کر دیا ہے سپریم کوٹ میں" ارسم نے کوڈور ڈنگ استعمال کی۔ جو سیکنڈ سے بھی پہلے حمین کو سمجھ آئی۔

"نہ کر۔" وہ سیدھا ہوا تھا۔

"اور تو اور وکیل آہل آفندی اس کا کیس لڑیں گے" ارسم نے بھرپور مریج مسالہ لگاتے حمین کو بتایا۔

اٹل اور منال جو کہ باہر کان لگائے کھڑی تھیں انہیں ارسم کی بات کی زرا بھی سمجھ نہیں آئی۔

"اور سنوئی کب ہوگی؟" حمین نے سوال کیا۔

"بریکنگ نیوز کا اگلا حصہ کچھ دیر بعد۔۔۔ تب تک کے لیے اپنے اینکر ارسم آفندی کو دیکھئے اجازت۔ آفندیز نیوز۔۔۔ اللہ حافظ" وہ میلوڈرامہ کرتے بولتا جانے لگا تو حمین نے اسے پیچھے سے روکا۔

"ہو گیا؟ پوری بات بتا" اس نے ارسم کو پکڑ کے بیڈ پہ پھینکا۔

"قسم لے لے۔ اگلی بات کا مجھے بھی نہیں پتہ" ارسم معصومیت سے گویا ہوا۔ "لعنت" حمین نے اس کو دونوں ہاتھوں سے سلامی پیش کی۔ اور اسے باہر کا رستہ دکھایا۔ امل اور منال پہلے ہی ہٹ چکی تھیں۔ وہ اپنی شرٹ درست کرتا باہر کی طرف بڑھا۔ حمین پھر سے گنگنانے میں مصروف ہو چکا تھا۔

وہ ارمان کے آفس میں اس کے سامنے کرسی پہ تھوڑا سا آگے ہو کے جھک کے بیٹھا تھا۔



دونوں ہاتھ گھٹنوں پہ رکھ کے آپس میں پیوست کیے وہ شرافت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔  
 "حور کے لیے میرے پاس اور بہت بہتر آپشنز موجود ہیں۔ تم زرارو شنی ڈالو گے کہ  
 میں اپنی پرنسز کے لیے تمہیں ہی کیوں چوز کروں؟"۔ ارمان نے سنجیدگی سے عمار  
 سے پوچھا۔

۔ وہ دونوں ارمان کے آفس میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

اس کی بات پہ عمار نے نگاہ اٹھا کے دیکھا۔ ارمان ٹیبل پہ دونوں بازو رکھے اسے دیکھ رہا

تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمار نے پیچھے ہو کے کرسی سے ٹیک لگائی اور اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پہ چڑھالی۔

"حورین ارمان احمد کے لیے عمار آہل آفندی سے زیادہ بہترین کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپ

موقع دیں۔ ثابت کرنا میرا کام ہے" عمار کنفیڈینس سے گویا ہوا

مقابل متاثر ہوا تھا۔

"حور کو ذہان کی کوئی بات پسند نہ آئے تو وہ اسے اس کی نانی یاد کروادیتی ہے" عمار کو

دیکھتے ارمان نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگائی اور پیپر سیٹ گھماتے وہ اسے ڈرا نہیں رہا تھا۔

بلکہ اسے آگاہ کر رہا تھا۔

"مجھے اچھا لگے گا اپنی نانی کو یاد کرنا" عمار اس بار مسکرایا تھا۔

"وہ اپنی اسٹیڈیز پہ کپڑے نہیں کرے گی۔" ارمان نے دوبارہ تنبیہ کی۔

"میں کرنے بھی نہیں دوں گا" عمار ابھی بھی گھبرایا نہیں تھا۔

"اسے چوبیس میں سے بیس گھنٹے ڈرامے بازی کی عادت ہے" ارمان شاید اپنے سارے

خدشات آج ہی ختم کرنا چاہتا تھا۔

"دل سے اس کے نخرے اٹھانے کو تیار ہوں" عمار نے سکون سے جواب دیا۔

"اسے کتنا خوش رکھو گے؟" یہ وہ آخری وار تھا جو ارمان نے اس پہ کیا۔ عمار آگے کو ہوا

تھا۔

"جتنا خوش ارمان احمد نے ماہین سیال کو رکھا۔ اس سے زیادہ" عمار نے اس کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈالتے کہا۔ اور ارمان احمد کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

سامنے بیٹھے نفوس سے زیادہ اس کی لاڈلی کو کوئی خوش نہیں رکھ سکتا۔ اس بات پہ وہ

ایمان لے آیا تھا۔

"ماہی کے نام پہ مجھے بلیک میل کر رہے ہو؟" ارمان نے اسے چھیڑا تھا۔ "بالکل" وہ مسکراتا اعتراف کر گیا۔ ارمان مسکرایا تھا۔ اور عمار نے ہمیشہ کی طرح میدان میں قدم رکھتے ہی ایک معرکہ سر کر لیا تھا۔ لیکن ابھی بھی حورین ارمان احمد کی مرضی سے وہ ناواقف تھا۔



"مطلب وہ ٹینشن کی دکان اب بھابھی بن کے یہاں آفندی ہاؤس میں آجائے گی" ارسم نے کمرے میں چکر لگاتے کہا۔ کیونکہ سب جانتے تھے۔ گروپ میں اس کی حور سے نہیں بنتی تھی۔

"ایک اور دفعہ تو نے اسے ٹینشن کی دکان کہا تو

سیدھا ہسپتال جائے گا" عمار نے سنجیدگی سے دھمکی دی تھی۔ ارسم نے رک کے

صد مے سے اسے دیکھا۔

"ابھی تو وہ آئی بھی نہیں۔ اور ہم بھائیوں میں پھوٹ ڈلوادی اس نے۔ دیکھ رہا ہے نا تو۔  
خون پیلا ہو رہا ہے ان کا" وہ بھرپور ڈرامے بازی کرتا صوفی نے بیٹھے حمین کے ساتھ  
بیٹھ گیا۔

"خون سفید ہوتا ہے ارسم" منال نے اس کی توضیح کی۔ ارسم نے ہاتھ جھلاتے اسے  
دفعہ کیا تھا۔

منال اور امل دونوں نیچے قالین پہ بیٹھی تھیں۔ جبکہ عمار بیڈ کے کنارے پہ۔ ارسم اور  
حمین دونوں صوفی پہ براجمان تھے۔

"تو بتا سسر صاحب ٹوپی سے میٹنگ کیسی رہی؟" حمین نے موضوع سیریس ڈسکشن کی  
طرف موڑا۔ "پٹالیا" عمار نے آنکھ دباتے شرارت سے اسے جواب دیا۔

"لوگ لڑکی پٹاتے ہیں۔ انہوں نے لڑکی کا باپ ہی پٹالیا ہا۔" ارسم نے ہنستے کہتے  
ساتھ بیٹھے حمین کے ہاتھ پہ ہاتھ مارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ کیونکہ اس کی عادت  
تھی۔ سیریس موضوع پہ اس کے چھٹکے ہی ختم نہیں ہوتے تھے۔ عمار سمیت سب

نے اسے گھورا۔ حمین نے اس کا ہاتھ فضا میں بلند دیکھ کے اسے اگنور کر دیا۔ ارسم آہل  
آفندی نے اپنی بے عزتی کو ہمیشہ کی طرح اگنور کیا تھا۔

"اور سسر کی بیٹی؟" امل نے سب سے امپورٹنٹ سوال کیا۔ سب عمار کو دیکھنے لگے۔  
کیونکہ انہیں پتہ تھا حورین ابھی تک بے خبر ہی تھی۔

"سسر صاحب کو منالیا۔ وہ جانے ان کی بیٹی" عمار نے کندھے اچکائے تھے۔ اب ان  
سب کو بے صبری سے حور کے ری ایکشن کا انتظار تھا۔



ارمان، ماہین، حور اور ذوہان ڈنر کر رہے تھے۔

ارمان نے ماہی کی طرف دیکھ کے اشارہ کیا۔ ماہی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"حور۔۔۔" ماہی نے تحمل سے کھانا کھاتی حور کو مخاطب کیا۔ "جی۔۔۔ حکم کریں مان کی

ماہی "حور نے اس کے پیار سے مخاطب کرنے پہ اتنے ہی پیار سے جواب دیا۔ ماہی نے اسے گھورا۔ کبھی حورین ارمان احمد سیدھی بات کا سیدھا جواب دے دے۔ ارمان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

کھانا کھا کے کمرے میں ہماری بات سن کے جانا "ارمان تو اٹھ کے جا چکا تھا۔ تو ماہی اسے کہتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ملازمہ برتن اٹھانے لگی۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے دو تین دن سے ایسا کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا کہ موم ڈیڈ کی عدالت میں پیش ہونا پڑے" حور نے تھوڑی پہ اپنی شہادت کی انگلی رکھ کے بجاتے ڈنر ٹیبل پہ ہی بیٹھی سوچ رہی تھی۔ پھر ہاتھ جھاڑتے اٹھی۔

اب تو موم کے کمرے میں جا کے ہی پتہ چلنا تھا کہ کیا ہوا ہے۔

وہ دروازہ کھٹکھٹاتے اندر داخل ہوئی۔ ارمان بیڈ پہ ایک طرف لیٹنے کے انداز میں بیٹھا بیڈ  
 کراؤن سے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ اور ماہی صوفے پہ ناول لے کے بیٹھی صرف اس کی  
 ورق گردانی کر رہی تھی۔

حور مسکراتے اندر داخل ہوئی تو ارمان نے اسے دیکھ کے وہی نرم اور مخصوص  
 مسکراہٹ پاس کی۔ ماہی کے پاس سے گزر کے وہ ڈیڈ کی طرف بڑھی اور اس کے  
 ساتھ لیٹنے والے انداز میں بالکل جیسے ارمان بیٹھا تھا ویسے بیٹھ گئی۔

ماہی کو اپنی طرف مسکراتے دیکھ کے حور جلدی سے سیدھی ہو کے بیٹھی۔ "آپ ٹھیک  
 ہیں؟" وہ ماہی کی طرف بڑھتی اس کے ماتھے پہ ہاتھ لگاتے بولی۔ "آپ کی مسز ٹھیک  
 نہیں لگ رہی۔ یہ نامیری طرف دیکھ کے ہنس رہی تھیں۔" ماہی کو چیک کر کے حور  
 نے ارمان کو مخاطب کیا۔ ارمان اس کی نوٹنکی پہ مسکرایا۔

"لے۔ میں سچی کہہ رہی ہوں۔ دیکھیں ابھی بھی ہنس رہی ہیں" اس نے دیکھا کہ  
 ارمان نے اس کی بات کو سیریس نہیں لیا تو وہ دوبارہ ماہی کی طرف دیکھتے ارمان سے  
 بولی۔

"حور یہاں بیٹھو میری جان" ماہی نے اسے صوفے پہ اپنے ساتھ بٹھاتے کہا۔

"جان؟" دیکھا ڈیڈ۔۔۔ یہ یہ۔۔۔ آپ نے سنا؟ "موم آپ ٹھیک ہیں۔" حور نے تماشہ کرتے کہا۔ "پرنسز۔۔۔ موم کو بات کرنی ہے آپ سے" ارمان نے سنجیدگی سے کہا۔

ارمان کے کہنے پہ وہ ماہی کے ساتھ جڑ کے شرافت سے بیٹھ گئی۔ "تمہارے لیے رشتے آئیں ہیں دو تین" ماہی نے حور کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔ ماہی کے کہنے پہ حور نے ارمان کو دیکھا۔ اس نے تسلی بھری نظروں سے حور کو دیکھا۔

"ایک تمہارے ڈیڈ کے وہ دوست یاد ہیں مسٹر بھٹو۔" ماہی نے پوچھا۔ "وہ ڈیڈ کے دوست نہیں ہیں۔ بزنس پارٹنر ہیں" حور نے توضیح کی۔ ارمان مسکرایا۔ "اور ہاں ان کا جو بیٹا ہے چیکو ٹائپ ہے۔ سو ریجیکٹ۔۔۔" حور نے ماہی کے بولنے سے پہلے ہی بات ختم کر دی تھی۔

"ایک وہ ہم شادی میں گئے تھے۔ آنٹی آپ سے ملی تھیں۔ مسز شاہ... " ماہی نے دوسرا بتایا۔



"او۔۔۔ ہاں یاد ہے مجھے۔ ان کا بیٹا ڈیڈ۔۔۔ اسے زرا تمیز نہیں ہے۔ لائق ہے، ہینڈ سم

بھی۔ لیکن اسے عورتوں کی عزت کرنا بالکل نہیں آتی۔۔۔ ریجیکٹ"

حور نے ماہی کی بات سن کی ارمان کو صفائی دی تھی۔

"عمار آہل آفندی؟" ماہی نے آخر میں عمار کا نام لیا تھا۔ ارمان اس کی عقلمندی پہ مسکرایا

۔ پہلے والے دور شتے تو وہ پہلے ہی منع کر چکے تھے۔ لیکن ماہی نے پہلے وہ بتا کے حور کو

عمار کا بتایا۔

"عمار آہل آفندی ہے نا۔۔۔ وہ۔۔۔" حور جوش سے اسے بھی ریجیکٹ کرتے کرتے

ٹھٹکی۔ "عمار؟" حور نے گردن موڑ کے کنفرم کرنا چاہا۔ لہجے میں بے یقینی سی تھی۔

ماہی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

حور نے ارمان کو دیکھا۔ ارمان نے بھی سر ہلایا۔

حور کو چپ لگ گئی۔ ارمان اٹھ کے ماہی کے ساتھ بیٹھی حور کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"بڑی کی خواہش ہے کہ تم اس کی بہو بنو۔۔۔" ارمان نے حور کو دیکھتے پیار سے کہا۔ "نور

کی بھی" ماہی بھی فوراً بولی تھی۔ ان دونوں نے عمار کا نام نہیں لیا تھا۔ حور اب بھی چپ

تھی۔ "وہی ہو گا جو تم چاہو گی۔" ارمان نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے کہا تو وہ ارمان کے سینے لگ گئی۔

"وہ ہو گا۔ جو آپ دونوں چاہیں گے۔" وہ اس کے سینے میں منہ چھپاتے بولی اور ان دونوں کی طرف دیکھے بغیر کمرے سے نکل گئی۔ پیچھے ارمان نے ماہی کے گرد اپنا حصار باندھا۔ کیونکہ وہ جذباتی ہو چکی تھی۔

اور حورین ارمان احمد نے کمرے سے نکلتے دوہرایا۔

"عمار آہل آفندی۔" زیر لب اس کا نام لیتے پہلی دفعہ دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔

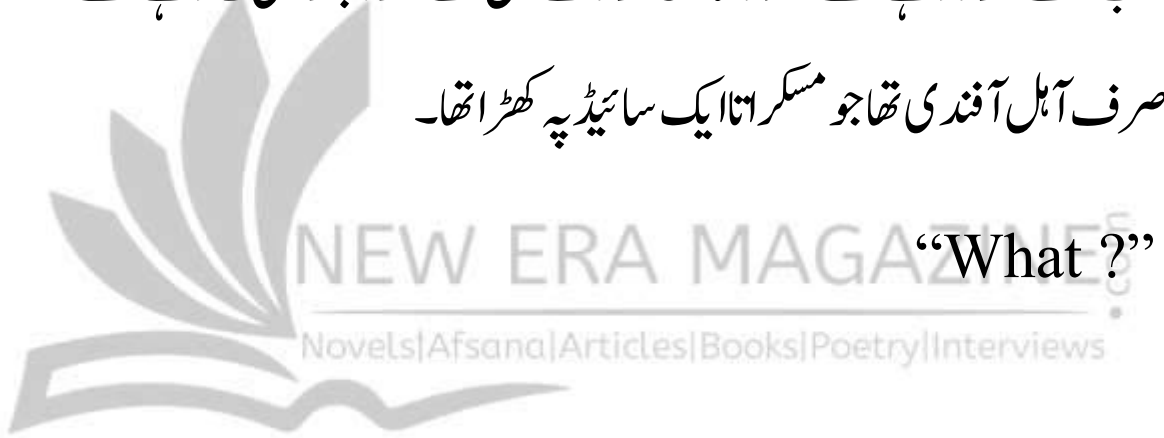
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ٹیرس پہ کافی کاگ لیے چکر لگاتے کافی پی رہا تھا۔ جب ایک دم سب نے وہاں انٹری ماری۔ عمار نے حیرت سے ان سب کو آتے دیکھا۔

ار سم، منال، حمین اور امل آگے تھے۔ ان چاروں کے پیچھے شایان، آہل، نور اور نینا آفندی تھے۔

ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالے، دوسرے میں مگ پکڑے وہ ان سب کو اپنے گرد حصار باندھتے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔

سب اسے گھور رہے تھے۔ اور ساتھ گھورتے اس کے گرد چکر بھی لگا رہے تھے۔  
صرف آہل آفندی تھا جو مسکراتا ایک سائیڈ پہ کھڑا تھا۔



“What?”

عمار نے ان سب کی نظروں کے جواب میں پوچھا۔

"برو مجھے آپ بہت یاد آؤ گے" سب سے پہلے ار سم اس دائرے سے باہر آتا عمار کو گلے لگاتا بولا۔

"اپنا بہت خیال رکھنا اوکے" ار سم کے پیچھے ہوتے نور نے عمار کا چہرہ ہاتھ میں لیتے اس

کی پیشانی پہ بوسہ دیتے کہا۔ عمار نا سمجھی سے سب کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا چیم۔۔ ان ہاتھوں نے تجھے کھلایا ہے۔ ہمیں بھول تو نہیں جائے گا" شایان نے اس کے سامنے آتے ہاتھ دکھاتے جذباتی ہوتے کہا۔

نینا نے بھی آگے آگے نور کی طرح اس کا ماتھا چوما۔ عمار کو لگا اس کے گھر والے پاگل ہو چکے ہیں۔ منال اور امل آگے آتی اس کے سینے لگ گئیں۔

وہ دونوں سائیڈ پہ ہوئیں تو عمار نے آہل کی طرف دیکھا۔

وہ آگے بڑھا۔ "بڑی نے رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے۔" آہل کے کہنے پہ عمار کے لب مسکرائے۔

"لیکن۔۔" آہل کے لیکن پہ وہ ٹھٹکا۔ "لیکن" عمار نے کسی خدشے کے تحت لیکن لفظ دوہرایا۔

"حور جو انٹ فیملی سسٹم میں نہیں رہنا چاہتی۔" آہل کی اگلی بات نے عمار کے لبوں سے مسکراہٹ چھین لی۔ "نو پرو بلم۔ لڑکیاں ایڈ جسٹ کر پاتی۔ تم الگ رہ لینا۔"

حمین نے ایسے سکون سے کہا جیسے یہ کونسا کوئی بڑی بات تھی۔

عمار نے سب کو ایک دفعہ دیکھا۔ "آپ منع کر دیں انہیں۔ میری وائف بن کے اس گھر میں وہ لڑکی آئے گی جس کے لیے میری فیملی بھی اتنی ہی اہمپورٹنٹ ہو۔ جتنا کہ میں "عمار سنجیدگی سے کہتا مڑا۔

"سوچ لو۔ حور دوبارہ نہیں ملے گی" حمین نے پیچھے سے اسے وارن کیا۔ "فیملی بھی دوبارہ نہیں ملے گی۔ اور اب میں حور کا نام بھی نہیں سننا چاہتا" وہ خود پہ کنٹرول کرتا غصے سے مڑا اور ٹیس سے ہی چلا گیا۔

پیچھے سب نے ارسم آہل آفندی کو غصے سے گھورا۔ ارسم بھاگنے کو پرتو لنے لگا۔ سب اس کی طرف غصے سے بڑھ رہے تھے۔ "میں نے تو صرف مذاق کرنے کو کہا تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا برو اتنا سیریس ہو جائیں گے" وہ پیچھے کو قدم بڑھاتا اپنی صفائی دینے لگا۔ اس سے پہلے کہ حمین اسے پکڑتا اور وہ سب اس پہ اپنا ہاتھ صاف کرتے۔ ارسم ان سب کو چکما دیتا بھاگ نکلا۔ سب اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ کام بگاڑا تھا تو اب سنوارنا بھی تھا۔

وہ کمرے میں آیا۔ مگ کو سائیڈ ٹیبل پہ پھینکنے والے انداز میں رکھتے اس نے پاکٹ سے فون نکالا۔ اور حور کا نمبر ڈائل کیا۔

دوسری طرف حور اپنے کمرے پہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

فون کی گھنٹی نے اس کا تسلسل توڑا۔ اور وہ سیدھی ہوتی موبائل اٹھا گئی۔ سامنے ہی عمار کا نمبر جگمگاتا دیکھ اس کے گال ایک دم شرم سے دھکے۔ کال اٹھانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ حور کو آج پہلی دفعہ اس سے شرم آئی۔

دوسری جانب وہ غصے سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔ تین دفعہ رنگ جانے پہ بھی حور نے اس کا فون نہیں اٹھایا۔ عمار کا غصہ تھوڑا اور بڑھا۔

“Pick up my call , damn it “

وہ سکرین کو کان سے ہٹاتے بولا اور دوبارہ کال ملائی۔

حور نے لمبی سانس خارج کرتے یس کیا۔

“ Miss Horain Arman Ahmad yes I love you  
but not more than my family”

حور نے فون کان کو لگایا تو وہ بولا نہیں تھا۔ پھنکارا تھا۔ حور نے کان سے ہٹا کے موبائل دیکھا۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ عمار بول رہا ہے۔ وہ تو اس کے نرم لہجے کی عادی تھی۔ وہ محبت کا اظہار کر بھی رہا تھا تو کس لہجے میں؟

"عمار۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی عمار بولا تھا۔" آپ شوق سے کسی ایسے انسان سے شادی کر سکتی ہیں جو آپ کے معیار پہ پورا اترے۔ اللہ حافظ۔۔۔" وہ بولتا کھٹاک سے فون بند کر گیا۔ اور حور کو ابھی تک اپنی سماعت پہ یقین ہی نہیں

آیا۔ وہ یہ کیا بول گیا تھا؟ ابھی تو وہ صبح سے خوش بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ فوراً بھاگتی ماہی کے کمرے کی طرف بڑھی۔



وہ حور سے بات کر کے پلٹا تھا۔ سب اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ اور شک نہیں یقیناً وہ سب سن چکے تھے۔ کیونکہ ان سب کے چہروں کا رنگ اڑ چکا تھا۔

“Leave me alone for some time

Please “

اس نے ان سب سے نظریں چراتے کہا تھا۔



آہل اگے ہوا تھا۔ "وہ سب مذاق تھا عمار۔۔۔" آہل کے کہنے پہ عمار کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

"کیا؟" کسی خدشے کے تحت اس نے پوچھا۔ دل سے دعائلی تھی کہ حور بے قصور نہ ہو۔

"حور نے ایسی کوئی شرط نہیں رکھی۔ ہم مذاق کر رہے تھے" ارسم نے اس کے بالکل قریب آتے نظریں نیچے کرتے انکشاف کیا۔ اور عمار آہل آفندی کو چپ لگ گئی۔ وہ سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ یہ کیا کر دیا اس نے۔ وہ پہلے ہی قدم پہ لڑکھڑا چکا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"موم۔۔۔" وہ ماہی کے کمرے میں داخل ہوتے بولی۔ ماہی اس کی آواز پہ پلٹی۔ وہ اسے موم صرف تب کہتی تھی۔ جب وہ پریشان ہوتی تھی۔ ارمان کمرے میں موجود

نہیں تھا۔ ماہی نے اس کے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھے اور سکون سے پلٹ گئی۔

"مجھے کچھ بتانا ہے آپ کو" وہ اس کے پیچھے آ کے کھڑے ہوتے بولی۔

ماہی الماری سے کچھ تلاش کر رہی تھی۔

"بات شیئر کرنی ہے کہ پریشانی؟" ماہی نے عام سے انداز میں پوچھا۔ "پریشانی" وہ فوراً

بولی تھی۔

"اللہ سے جا کے شیئر کرو حور۔۔۔" ماہی نے سکون سے جواب دیا۔

"موم پلیز۔۔ آپ غور سے سنیں گی۔" حور رونے والی تھی۔ "اللہ زیادہ غور سے

سنے گا" ماہی نے سکون سے جواب دیا اور بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ کے پاس حل ہوگا۔" وہ اس کے پیچھے آتے بولی تھی۔ "اللہ حل کر دے گا۔"

ماہی نے اس کی بات پھر رد کر دی۔

"وہ مجھے جواب نہیں دیتا۔ صرف آپ کو دیتا ہے" حور نے آنسو ضبط کرتے کہا۔ "اپنا

ایمان اور یقین کامل کرو حور۔ دل سے سناؤ گی تو وہ رد نہیں کرے گا۔" ماہی نے کہتے

حور سے منہ پھیر لیا۔

حور کمرے سے نکل گئی تھی۔ ماہی نے آنکھیں بند کر کے اللہ کو پکارا۔ اور وہ دل سے پکارنے والوں کی صدارت نہیں کرتا۔

باقی سب جا چکے تھے۔ آہل عمار کے ساتھ بیٹھا تھا۔ "میں نے ان سے کہا کہ میں ان کی پرسز کو خوش رکھوں گا۔ اتنا جتنا انہوں نے ماہی کو رکھا" عمار نے زمین پہ غیر مرئی نقطے کو دیکھتے بات شروع کی۔ آہل خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔

"میں پہلے ہی قدم پہ لڑکھڑا گیا ڈیڈ" وہ شرمندہ تھا۔ اس کا لہجہ صاف بتا رہا تھا۔

"ڈر گئے ہو؟" آہل نے پوچھا تھا۔ عمار نے سر اثبات میں ہلایا۔ "ہاں۔ ڈر گیا ہوں۔

خود سے۔" بات اتنی بڑی نہیں تھی۔ لیکن عمار کے لیے بہت بڑی تھی۔ اپنی ڈول کو

پہلی دفعہ ڈانٹا تھا۔ ڈانٹا نہیں تھا دھتکار دیا تھا۔

"وہ اب مجھ سے شادی کرنے کے لیے نہیں مانے گی" عمار کے لہجے میں ڈربول رہا تھا۔

"وہ مان جائے گی" آہل نے بھرپور یقین سے کہا تھا۔ "وہ لڑکی ہے عمار۔ صبر اور

برداشت کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے لڑکیوں میں۔" آہل بھی اب کسی غیر مرئی نقطے کو

دیکھتا بول رہا تھا۔

"تم اپنی فیملی کو چھوڑ نہیں سکتے اس کے لیے۔ وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کے آئے گی

تمہارے پاس" آہل کا مقصد اسے شرمندہ کرنا بالکل نہیں تھا۔ لیکن وہ ہو رہا تھا۔

"ٹینشن مت لو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس گھر میں حورین ارمان احمد ہی عمار آہل

آفندی کی بیوی بن کے آئے گی" آہل اسے آس تھماتا کمرے سے چلا گیا۔ پیچھے وہ بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگاتا آنکھیں موند گیا۔

وہ ماہی کی گود میں سر رکھے لیٹے تھی۔ "آپ سے میں نے کہا تھا نا۔ اللہ میری نہیں سنتے  
"وہ دل برداشتہ ہوتے بولی۔ ماہی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔ وہ ہنستی،  
کھلکھلاتی ہی پیاری لگتی تھی۔

"حورا بھی تو بس سنا کے آئی کو اللہ کو۔ صبر رکھو۔ وہ سب صبح کر دے گا۔" ماہی نے  
اسے سمجھانا چاہا۔

"آپ کہتی ہیں وہ قادر مطلق ہے۔ ہر چیز پہ قادر۔ آپ کہتی ہیں کہ وہ صرف کن کہتا  
ہے۔ ایک کن میں وقت ہی کتنا لگتا ہے موم؟" وہ ابھی بھی شاید اللہ سے ناامید ہی  
تھی۔

"بالکل۔ ایک کن میں وقت نہیں لگتا۔ لیکن وہ اللہ ہے حور۔ اسے پسند ہے اپنے  
بندوں کا اس سے مانگنا۔

اسے پسند ہے اس کے بندے اس سے آس لگائے۔ اسے پسند ہے صبر کرنے والے۔  
کامل یقین والے۔ ایک کن میں وقت نہیں لگتا۔ وقت ہمارے ایمان کو مضبوط ہونے  
میں لگتا ہے میری جان "ماہی اسے سمجھاتی اٹھی اور کمرے سے چلی گئی۔ کیونکہ نور  
اسے کال پہ ساری سچویشن کا بتا چکی تھی۔ وہ حور کو یہی بتانے آئی تھی۔ لیکن اب اس

نے حور کو کچھ نہیں بتایا۔ وہ چاہتی تھی کہ حور کو خود پتہ چلے۔



وہ چاروں احمد ہاؤس داخل ہوئے۔ سب غلط کیا تھا تو صحیح بھی وہ خود ہی کرنے آئے تھے۔ امل، منال آگے تھیں۔ ارسم اور حمین ان کے پیچھے۔ ماہی سے سلام لے کے وہ حور کے کمرے کی طرف بڑھے۔

"دیکھا۔ آپ نے نہیں سنی نامیری؟ آپ صرف مسز ارمان کی سنتے ہیں۔ ایک پورا دن گزر گیا۔ آپ نے کچھ بھی نہیں کیا" وہ بیڈ سے ٹیک لگائے اللہ سے شکوے کرنے میں مصروف تھی۔ جب وہ چاروں اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔

حورا نہیں دیکھتی سیدھی ہوئی۔ وہ چاروں آج شریف لگ رہے تھے۔ ورنہ وہ اتنی خاموشی سے کبھی نہیں آئے۔

وہ گاڑی میں بیٹھا ان سب کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ سٹیئرنگ کو ایک ہاتھ سے بجاتے دوسرے سے اس نے گھڑی پہ وقت دیکھا۔ ایک طرف ڈر بھی تھا کہ اگر وہ نا مانی تو؟ آج پہلی دفعہ تھا کہ وہ احمد ہاؤس آ کے اندر نہیں گیا تھا۔ وہ ان چاروں کو صرف چھوڑنے آیا تھا۔ لیکن دل تھا کہ یہاں سے ہلنے پہ راضی ہی نہیں تھا۔

منال اب خاموش نظروں سے حور کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے لفظ بہ لفظ اسے ساری

حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔ حور نے ارسم کو گھورا۔ ارسم نے مسکراہٹ پاس کی اور حورین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ اس نے بیڈ سے تکیہ اٹھا کے سامنے صوفے پہ براجمان ارسم آہل آفندی کو کھینچ کے دے مارا۔

"ذلیل انسان۔ تم تو ازل سے میرے دشمن ہو۔" ایک کے بعد ایک تکیہ وہ اسے مارتی اپنی ساری فرسٹریشن اس پہ نکال رہی تھی۔ امل نے جلدی سے موبائل نکال کے ویڈیو بنا شروع کر دی۔ جبکہ حمین اور منال سکون سے اسے پٹتا دیکھ رہے تھے۔

"کوئی بچاؤ۔ آئے لگ گئی۔ مار ڈالا مجھے۔"  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
 - ہائے۔ "ارسم کی ڈرامے بازی پیک پہ تھی۔"

"اور وہ تمہارا نکما، ناکارا، نکھٹو، نالائق بھائی" وہ اب منال کی طرف انگلی اٹھا کے دیکھتی بولی۔

"کچھ رہ گیا تو وہ بھی بول لو" حمین نے اسے اکسایا۔

"تم چپ کروا بھی" حور نے نیچے زمین پہ گرا تکیہ حمین کو دے مارا۔ حمین نے منہ بسورا۔ منال نے ہنسی دبائی۔ "بتا دینا اپنے بھائی کو۔ ہاں اس کی وجہ سے نہیں کی تھی



میں نے۔"

"میری وجہ سے کی تھی" ارسم فٹ بولا تھا۔

حور نے اپنی بات کاٹے جانے پہ تکیہ اٹھا کے اسے پھر دے مارا۔ "آفندی فیملی کی وجہ سے کی تھی" حور نے اسے گھورتے بات مکمل کی۔ ارسم نے گردن اکڑائی۔ آفندی فیملی میں وہ بھی تو آتا تھا۔



عمار ایک گھنٹے سے گاڑی میں بیٹھا ان کا ویٹ کر رہا تھا۔ گاڑی سے باہر نکلتے اس نے حمین کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ چاروں حور کو منا چکے تھے۔ مین ڈور سے گیراج میں آئے تو حمین کا فون بج اٹھا۔

"آرہے ہیں بھائی۔۔ ذرا صبر کر لے" اس نے عمار کو کہہ کے کال بند کی۔

"میں کیا کہہ رہا تھا۔ ہم برو سے کہیں گے کہ حور نہیں مانی۔۔ کیسا؟" ارسم نے انہیں مفید مشورے سے نوازا۔ ابھی اس کا کیا ہی وہ بھگت کے آرہے تھے۔ اور وہ پھر مزے سے انہیں مشورہ دے رہا تھا۔

"تونا۔ اپنی چونچ بند رکھا کر۔۔" حمین نے اس کی گردن سے پکڑتے اسے دبوچتے کہا تھا۔

"کل سے جتنا میلو ڈرامہ ہو چکا۔ تم تو اگلی کئی صدی اپنے فضول آئیڈیاز اپنے پاس ہی رکھنا" امل نے ہاتھ جھلاتے اس کو وارن کیا۔ اور وہ ارسم آہل آفندی کی کیا جو سمجھ جائے۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرتے صبر کا مظاہرہ کرتے ان سب کی بکو اس سن رہا تھا۔ جو کہ اسے

اصل بات بتانے کی بجائے اپنی ہی ہانکی جا رہے تھے۔

"میں ماہی ڈارلنگ سے ملا ہی نہیں آج" ارسم جو کہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا منہ بسورتا بولا۔ اس کی بات پہ عمار نے اسے گھورا۔ وہ اصل بات بتا کیوں نہیں رہے کہ حور مانی کہ نہیں۔

خود اس میں پوچھنے کی ہمت نہیں تھی۔ اور وہ تھے کہ ہر بات ڈسکس کر چکے تھے ایک اس بات کے علاوہ۔

"جگر میرے حصے کا آخری بسکٹ تونے کھایا تھا نا؟" حمین نے ارسم سے استفسار کیا۔ اور بس۔ عمار کی برداشت یہاں تک ہی تھی۔ اس نے پیچ سڑک میں گاڑی روکی۔ گاڑی کے ٹیر چرچرائے۔

سب نے اسے دیکھ کے مسکراہٹ دبائی۔ عمار نے سڑک کنارے گاڑی کھڑی کی اور ان سب کی طرف متوجہ ہوا۔

"حور مانی کہ نہیں" اس نے لفظ چباتے استفسار کیا۔ "کیا مطلب حور کو منانا بھی تھا؟" ارسم کے کہنے پہ عمار نے آگے بڑھ کے اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔ "اترو۔۔۔"

"اسے کہتے وہ پیچھے بیٹھے منال، امل اور حمین کی طرف متوجہ ہوا۔" اترو۔۔۔ ابھی کہ ابھی اترو۔۔۔ "اس کی ذہنی حالت کا ان میں سے کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ اس کو اتنا سیریس دیکھ کے ان سب نے جلدی جلدی اسے اصل بات بتائی۔ امل نے اسے اپنا موبائل پکڑا یا۔ جس میں اس کی ڈول رسم کی پٹائی کر رہی تھی۔ عمار کے لب خود بہ خود مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ اتنی بے چینی اسی لیے تھی کہ وہ اتنا قریب جا کے بھی اسے دیکھ کے نہیں آیا تھا۔"

امل کو واپس موبائل پکڑا کے اس نے ان سب کی طرف دیکھنے سے بھی گریز کیا تھا۔ اور گاڑی سٹارٹ کی۔

وہ ابھی دو نفل ادا کر کے اٹھی تھی۔ اس نے دیکھا تھا ماہی کو جب بھی وہ خوش ہوتی۔

شکرانے کے نفل ادا کرتی۔ آج حور نے بھی پہلی دفعہ فرض نماز کے علاوہ دو نفل ادا کیے۔ اور اللہ سے جو کل سے شکوے شکایت کی تھی۔ اس کی معافی بھی مانگی۔ جائے نماز کو طے لگا کے رکھتی وہ مڑی۔ تو اس کے موبائل پہ میسج ٹون بجی۔

منال کا میسج تھا۔ وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ گھر پہنچ چکے ہیں۔ حور اس کا رپلائی کرتے بیڈ پہ بیٹھی۔ اسی وقت اس کے موبائل پہ عمار کی کال آنے لگی۔ حور کی پیشانی پہ بل پڑے۔ اس نے کال منقطع کر دی۔

دوسری طرف عمار نے کان سے ہٹا کے فون کو دیکھا۔ اور لمبی سانس خارج کی۔ دوبارہ کال ملائی تو سامنے سے وہی عمل دوہرایا گیا۔

حور نے دوسری بار بھی کال منقطع کر دی۔ دو منٹ انتظار کیا۔ پھر دوبارہ کال نہیں آئی۔ حور کو ایک دم پھر غصہ آیا۔ اس نے سنانے کے لیے تو اتنی دفعہ کال کی تھی۔ آج منانا تھا تو صرف ایک ہی دفعہ میں وہ ہار گیا۔ وہ موبائل رکھتے مڑی۔ تبھی میسج ٹون بجی۔ اس نے کھول کے دیکھا۔ ایک ویڈیو تھی جو کہ عمار کی طرف سے اسے موصول ہوئی تھی۔

بس ایک معافی، ہماری توبہ کبھی جو ایسے ستائیں تم کو  
لو ہاتھ جوڑے، لو کان پکڑے، اب اور کیسے منائیں تم کو

(ویڈیو میں عمار نے ہاتھ بھی جوڑے اور کان بھی پکڑتے یہ جملہ کہا)



تمہارے آتے ہی اس نگر سے، ہمیں رقابت سی ہو گئی ہے  
میں یہ شرارت بھی کیسے سہ لوں کہ چھو رہی ہیں ہوائیں تم کو

تم آئینہ ہو اور سنگباری یہاں کے لوگوں کا مشغلہ ہے

ہر ایک پتھر سے ڈھال بن کر، بھلا کہاں تک بچائیں تم کو

جو سچ کہیں تو، تمہیں تو غصے نے اور دلکش بنا دیا ہے

ہمارے من کو تو سو جھتا ہے، اب اور غصہ دلائیں تم کو

تو کیا تم اب تک، ہماری نظروں کے سب تقاضوں سے بے خبر ہو؟

ہمیں محبت ہے تم سے پاگل، اب اور کیسے بتائیں تم کو

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بتائیں تم کو کچھڑتے لمحے، لبوں کی لغزش کا کیا سبب تھا؟

سنا تھا وقتِ قبولیت ہے، سودے رہے تھے دعائیں تم کو

وہ ویڈیو میں دل کش انداز میں اسے دیکھتا غزل سنا رہا تھا۔ حوریک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آس پاس ہی کہیں ہے۔ غزل ختم ہو چکی تھی۔ اور ویڈیو بھی بند ہو

چکی تھی۔ لیکن حور کو وہ اپنے سحر میں بری طرح جکڑ چکا تھا۔

وہ تینوں کانفرنس روم میں بیٹھے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی عمار آفس سے آیا تھا۔ باقی سب تو آن لائن پڑھ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس ایک معافی، ہماری توبہ کبھی جو ایسے ستائیں تم کو"

ارسم نے بیڈ پہ نیچے کوٹا نکلیں کیے لیٹے ٹانگیں ہلاتے غزل کی پہلی لائن پڑھی۔ عمار جو کہ سکون سے صوفے پہ لیٹا تھا اس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

حنین نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"برو۔۔ آپ کو یہ غزل آتی ہے؟" رسم نے اٹھ کے بیٹھتے براہ راست عمار کو مخاطب



کیا۔ عمار گڑ بڑا گیا۔

"مجھے آتی ہے" حمین نے اسے دیکھتے دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔

"پتہ ہے جب میری بیوی ناراض ہوا کرے گی نا۔

میں اسے اس غزل سے منایا کروں گا" ارسم نے آنکھوں میں شرارت لیے عمار کو دیکھتے کہا۔

"غزل پڑھتے ہوئے ویڈیو بنانا۔ وہ زیادہ اچھا لگتا ہے" حمین نے مفت کے مشورے سے نوازا۔ عمار نے اس دونوں کو دیکھا۔

"میں آتا ہوں۔ مجھے کام یاد آ گیا" عمار نے کھسکنے میں عافیت جانی۔ پیچھے ان دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

عمار کو پکا یقین ہو گیا تھا۔ حور نے وہ ویڈیو ان سب کو فارورڈ کر دی ہوگی۔ "اففففف" عمار کو ڈھیروں شرم آئی تھی۔

-----

"ار سم۔۔۔ سیدھے ہو کے بیٹھو۔۔۔" وہ کینوس پہ برش پھیرتی ار سم سے غصے سے بولی۔

ار سم جو کہ گھنٹہ ہو گیا اس کے حکم کی تکمیل کرتا اکر چکا تھا۔

وہ ار سم آہل آفندی کا پورٹریٹ بنا رہی تھی۔ اور ار سم کو اس نے اپنے سامنے گارڈن میں بٹھایا۔ گھنٹے سے اوپر ہو گیا وہ ار سم کو گردن تک ہلانے نہیں دے رہی تھی۔

"تم یہیں بیٹھو۔ ہلنا مت۔ میں ابھی آئی" وہ ار سم کو انگلی اٹھا کے وارن کرتی اندر کی طرف بڑھی۔

حمین اندر سے باہر کی طرف آرہا تھا۔ جب اس نے گارڈن میں مجسمہ بنے ار سم کو دیکھا۔

"ابے۔۔۔ او تجھے کیا ہوا۔ ایسے کیوں بیٹھا ہے" وہ اس کے قریب آتے بولا۔

لیکن ار سم ٹس سے مس نہیں ہوا۔ "اوہیلو۔۔۔" حمین نے اس کے چہرے کے سامنے

اپنا ہاتھ ہلاتے اسے مخاطب کیا۔ وہ تب بھی اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلا۔ "مر تو نہیں گیا؟" حمین نے اس کے ناک کے قریب دو انگلیاں رکھتے اس کی سانس چیک کرتے کہا۔

"دفعہ ہو۔۔۔" ارسم نے اس بار اس کی انگلیاں اپنے ہاتھ سے پرے کرتے غصے سے کہا۔ "او۔۔ شکر تو زندہ ہے۔ مجھے لگا لڑھک گیا" حمین نے آسمان کی طرف دیکھ کے شکر ادا کرتے کہا۔ ارسم جو کہ اکتا چکا تھا۔ اسے دھکا سے کے سائیڈ پہ کرتے اندر کی طرف بڑھا۔ حمین نے کندھے اچکاتے اسے اندر بڑھتے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپو۔۔۔" ذوہان نے منہ کے زاویے بناتے اسے کہا۔

"کیا ہے ایک چھوٹی سی خواہش پوری نہیں کر سکتے تم" حور نے اسے بلیک میل کرنا

چاہا۔

"میں لڑکا ہوں آپو۔۔۔" وہ اسے اپنی جینڈر بتانے لگا۔

"او۔۔۔ مجھے جیسے پتہ ہی نہیں تھا" حور نے ٹانگیں صوفیہ پہ رکھ کے الٹی پالتی مارتے

اس کا مذاق اڑایا۔

ذوہان اس کی بات اگنور کرتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"کسی کارزلٹ آیا ہے کل۔۔۔" حور نے پیچھے سے کہنے پہ اس کے قدم یک دم رکے

"آپ کو کس نے بتایا؟" وہ فوراً پلٹتے بولا تھا۔

حور نے مسکراتے ٹانگیں سیدھی کیں اور سامنے میز پہ رکھتے اپنی گردن کو دونوں

ہاتھوں سے پکڑتے ادھر ادھر کیا۔ اور ریلیکس ہو کے بیٹھ گئی۔ کیونکہ ذوہان اپنے

قدموں پہ واپس آچکا تھا۔

"او۔۔۔ یاد آیا۔۔۔ میں بھی نا کتنی بھولکڑ ہوں۔" وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے مسکراتی بولی۔

"مسز ارمان کو واٹس ایپ کرنا بھول گئی میں تمہارا رزلٹ" اس نے بولتے اپنا موبائل

اٹھایا۔

"آپو۔۔۔" ذوہان اس کے قریب بیٹھتا بے چارے لہجے میں بولا۔ اور اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ حور مسکرائی۔

اور اس نے موبائل سائیڈ پہ رکھتے اپنے پیچھے صوفے سے مہندی اٹھائی۔ اب وہ مسکراتے اس کے ہاتھ پہ نقش و نگار بنا رہی تھی۔

اور ذوہان منہ کے برے برے پوز بنا تا برداشت کی آخری حدود چھو رہا تھا۔ پتہ نہیں اللہ نے حورین ارمان احمد کو اتنا دماغ کیوں دے دیا تھا۔ کہ وہ اس کا جینا حرام کیے رکھتی تھی۔



صبح کا سہانا وقت تھا۔ سورج بھی اپنا مکھڑا دکھانے کے لیے بیدار ہو رہا تھا۔ وہ اپنے گرد شال لپیٹی ہلکا ہلکا چلتی صبح کی سیر کر رہی تھی۔

ویسے تو وہ اور امل دونوں ساتھ ہوتی تھیں۔ لیکن آج امل نے آنے سے منع کر دیا تو وہ اکیلی آگئی۔ لیکن امل کے بغیر وہ پارک نہیں گئی بلکہ گھر کے باہر قریب قریب ہی وہ اپنی دھن میں چلتی آرہی تھی۔ جب وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا۔

منال نے اسے دیکھ کے منہ بنایا۔

"آپ کی دوست نہیں آئی آج؟" وہ مسکراتا پوچھ بیٹھا۔ منال نے اپنی مثال درست کی۔ اور اس کی بات اگنور کرتے آگے بڑھنے لگی۔ وہ ڈھیٹ انسان ساتھ چلنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"Mr Asad ! If you don't mind please just stay away from me "

اس نے جتنے نرم لہجے میں کہا تھا۔ اتنے ہی اس کے الفاظ سخت تھے۔ مقابل کی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی تھی۔

وہ جانے کے لیے مڑی تو وہ ایک دم بولا۔ "سوری آپ نا جانے کیا سوچ رہی ہیں

میرے بارے میں۔ میں بس پوچھ رہا تھا۔ "وہ اپنی صفائی دینے لگا۔"

"آج کل کسی کے پاس بھی اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ کسی غیر کے بارے میں سوچے"

منال نے رک کے لفظ غیر پہ زور دیا تھا۔

حمین جو کہ مخالف سمت سے جو گنگ کر کے واپس آ رہا تھا۔ منال کو اسد کے ساتھ کھڑا

دیکھ کے اس کے ماتھے کی رگیں تن گئیں۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی ان کے سامنے والے گھر

میں شفٹ ہوئے تھے۔ اور حمین شایان آفندی کو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

منال بولتی آگے بڑھنے لگی اور ایک دم رکی کیونکہ سامنے ہی کچھ فاصلے پہ حمین سنجیدہ

نظروں سے اپنی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔

منال نے پیچھے مڑ کے اسد کو دیکھنا چاہا۔

"وہ جا چکا ہے" حمین کو اس کے گردن موڑنے پہ اتنا غصہ آیا کہ اس کے گردن

موڑنے سے پہلے ہی وہ بولا تھا۔

منال اسے اگنور کرتی گھر کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا کہہ رہا تھا وہ" حمین نے گیراج میں آتے ہی اس سے پوچھا۔ وہ مڑی تھی۔ "کچھ خاص نہیں" منال نے اسے نہیں بتایا۔ حمین کو وہ زہر لگتی تھی۔ جب وہ سے ایسے اگنور کرتی تھی۔

وہ ایک دم اس کے سامنے آ کے رکا۔ "تم مجھ پہ شک کر رہے ہو۔ صفائی مانگ رہے ہو میرے کردار کی؟" منال ایک دم غصے سے بولی۔

"تم جانتی ہو ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے دل کی تسلی کرو۔ اور جاؤ۔" وہ ابھی بھی سکون سے کہہ رہا تھا۔ ہمیشہ وہ یہی کرتا تھا۔ اپنے سکون، اپنی تسلی کے لیے وہ منال کو ہرٹ کر دیتا تھا۔ لیکن وہ بھی مجبور تھا۔ کاش منال اس کی حالت کا اندازہ کر سکتی۔

منال نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔ مطلب وہ آج نہیں بتائے گی۔ حمین نے اس کی طرف قدم بڑھایا۔ منال ڈرتی ایک قدم پیچھے ہوئی۔ اور گیراج میں کھڑی شایان کی گاڑی سے ٹیک لگا گئی۔

"کیا کہہ رہا تھا وہ" حمین نے ایک قدم کا فاصلہ برقرار رکھتے زہر خند لہجے میں پوچھا۔ "میں ملنے گئی تھی اس سے۔ وہ مجھ سے ملنے آیا تھا۔" منال نے اسے کے دل پہ آری چلا



دی۔

"منال۔۔۔" اس نے غصے سے اس کا نام پکارتے پیچھے کھڑی کار پہ مکارا۔ منال نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔

“ Just get out “

وہ پیچھے ہٹتا بولا۔ اور منال نے اس کے ہاتھ پہ خون کے قطرے دیکھے۔ منال نے پیچھے گردن موڑ کے گاڑی کا شیشہ دیکھا۔ اور پھر سے اس کا ہاتھ دیکھا۔

"حمین تمہارا ہاتھ۔۔۔" وہ اس کی طرف بڑھتے آنکھوں میں نمی لیے اس سے مخاطب ہوئی۔

"افسوس صرف ہاتھ کا درد نظر آرہا ہے" وہ اس کی طرف دیکھ کے طنزیہ ہنسا۔

"مجھے دیکھنے دو۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتی۔ وہ پیچھے کر گیا۔

“Don't touch me “

اس نے دوسرے ہاتھ کی انگلی اٹھا کے اسے وارننگ دی۔ اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔  
منال منہ پہ ہاتھ رکھتی کار کا سہارا لے گئی۔



وہ تیار ہو کے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ ماہی نیچے لاونج میں صوفے پہ بیٹھی تھی۔ اور اس کے ساتھ والے صوفے پہ ذوہان لیٹا تھا۔ "موم میں منال لوگوں کی طرف جاؤں؟"  
ماہی سے اس نے پوچھا تو ماہی نے حیرت سے سر اٹھایا۔

“No”

ماہی کے انکار پہ اس نے حیرت سے ذوہان کو دیکھا۔

پہلی دفعہ تھا وہ منع کر رہی تھی۔ ذوہان نے دانتوں کی نمائش کرتے اسے دیکھا۔

“Any reason?”

وہ ماہی کے قریب بیٹھتی پوچھنے لگی۔

”شادی سے پہلے لڑکیاں اپنے سسرال نہیں جاتی“ ذوہان نے بڑی اماں کی طرح اسے ٹوکا۔

ماہی اسے دیکھتی مسکرائی۔ ”یہ کیا بات ہوئی بھلا۔ اور ویسے بھی مجھے منال سے ملنا ہے۔ عمار سے نہیں“ ماہی کی طرف دیکھتے اس نے صفائی پیش کی۔ ”ہااا۔۔۔ کیسے نام لے رہی ہے اپنے ہونے والے مزاجی خدا کا۔۔۔ توبہ توبہ آج کل کی لڑکیاں“ ذوہان اسے زچ کرنے لگا۔

حور نے اسے گھورا۔ ”تو اور کیا کہوں؟“ وہ کندھے اچکاتے سوال کر گئی۔ دونوں بہن

بھائی ماہی کو تو بولنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے۔

"کوئی آپ، جناب، اے جی اوجی کہو۔" ذوہان شرارت سے اٹھ کے بیٹھتا بولا۔

"مجھے کون سا اپنے" اے جی "سے ملنے جانا ہے۔ اب صبح ہے۔؟ تم اب اپنی شکل گم

کرو" حور نے پہلی بات پہ مصنوعی سا شرماتے اگلی بات پہ ذوہان کو ڈانٹا۔ اس نے

صدے سے منہ کھول کے ماہی کو دیکھا۔ ماہی نے اس کو انگور کرتے حور سے کہا۔

"منال کو یہاں بلا لو۔۔" ماہی نے اس کی مشکل حل کی۔

“Good idea “

وہ بولتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"اس کی ساس کے دوسرے دن طعنے آیا کریں گے آپ کو۔ بتا رہا ہوں میں" ذوہان کو

اپنا انگور کیا جانا ایک آنکھ نہیں بھایا۔ "اپنی فکر کرو" حور نے سیرٹھیاں چڑھتے اسے

وارن کیا۔

"خوش قسمت ہوگی میری ساس۔۔ اتنا ہینڈ سم داماد ملے گا سے" وہ صوفے پہ کھڑا  
سیڑھیاں چڑھتی حور کو دیکھ ہاتھ ہلاتا بولا۔

حور نے دفعہ والے انداز میں اسے بغیر دیکھے ہی ہاتھ ہلایا تھا۔ جب تک وہ اوپر نہیں چلی  
گئی وہ ایسے ہی صوفے پہ کھڑا سے بولتا رہا۔ ماہی نے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔



حمین کے ہاتھ کی چوٹ کا گھر میں کسی کو علم نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی عادت تھی اپنے  
ہاتھ وہ اکثر بیشتر پاکٹس میں ہی رکھتا تھا۔ لیکن منال کو چین نہیں آ رہا تھا۔ وہ کمرے میں  
ادھر ادھر چکر لگاتے اس کے ہاتھ کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔

جب اٹل اسے کمرے میں بلانے آئی۔ اس وقت وہ سب عمار کی زیر نگرانی پڑھائی  
کرتے تھے۔

منال نے اس کے بلانے پہ سر اثبات میں ہلایا اور لمبا سانس خارج کرتی اپنی کتاب لیتے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ موبائل پہ حور کی کال آرہی تھی جو وہ کمرے میں ہی چھوڑ گئی تھی۔



وہ جب نیچے آئی تو ہمیشہ کی طرح وہ سب آج بھی لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھے تھے۔ عمار دائیں جانب سنگل صوفے پہ۔ اس کی مخالفت سمت میں حمین سنگل صوفے پہ۔ جبکہ ارسم اور امل ڈبل صوفے پہ اور درمیان میں اس کی جگہ خالی تھی۔ وہ اپنی جگہ پہ جا کے بیٹھ گئی۔ حمین کے علاوہ باقی سب نے اس کے آنے کا نوٹس لیا۔

لیکن حمین اپنا ہاتھ پاکٹ میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے سامنے گود میں رکھے لیپ ٹاپ میں مگن تھا۔

عمار آفس کا کوئی کام دیکھ رہا تھا۔ جبکہ ار سم ہمیشہ سے پڑھائی سے بیزار شکل لیے صوفے پہ دونوں ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھا تھا۔

حمین نے لیپ ٹاپ بند کیا اور پاس پڑا اپنا بیگ اٹھایا۔ اور اسے کندھے پہ رکھنے لگا جب اس میں سے اس کی ڈائری نیچے گری۔

ار سم نے فوراً جھک کے وہ ڈائری اٹھائی۔

وہ سب جانتے تھے۔ وہ ڈائری لکھتا تھا۔ لیکن ڈائری میں وہ کیا لکھتا تھا اس سے وہ نا واقف تھے۔



"واپس کرو" حمین نے ہاتھ ار سم کی طرف بڑھاتے کہا۔ منال نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔ جو بیزار سی شکل بنائے ار سم کو دیکھ رہا تھا۔ ار سم چھلانگ لگا کے صوفے سے دوسری طرف کود گیا۔ اتنی مشکل سے وہ ڈائری ہاتھ آئی تھی۔ ایسے تو وہ واپس نہیں کرے گا۔ حمین نے بیگ سامنے میز پہ رکھا اور اس کی طرف بڑھا۔ وہ گھوم کے دوسری طرف سے آگے آیا۔

"ارسم۔۔۔۔۔ واپس کر اس کو۔۔۔" وہ دانت کچاتے کہہ رہا تھا۔ ارسم آگے بھاگتا ڈائری کھول چکا تھا۔ امل اور منال کی گردنیں ان دونوں کے ساتھ ہی گھوم رہی تھیں۔ جب کہ عمار بھی اب ریلیکس سا صوفے سے ٹیک لگائے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"حمین شایان آفندی" ارسم نے ڈائری کا پہلا صفحہ کھول کے ان تینوں کو دکھایا۔ جہاں حمین نے بڑا سا کر کے اپنا نام لکھا تھا۔

حمین کے بھاگنے میں تیزی آگئی۔ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا کہ ارسم آگے والے پیج کھولے۔

ارسم نے اس کی سپیڈ دیکھ کے صوفے سے آگے کو چھلانگ لگائی۔

حمین کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر دیتا۔

"ارے۔۔۔ واہ اس میں تو شاعری ہے" ارسم آگے بھاگتا خوشی سے بولا۔ اور یہی وہ چیز



تھی جو حمین نہیں چاہتا تھا۔ حمین آگے سے ہوا تو ار سم مخالف سمت میں بھاگا۔  
 "ار سم۔۔۔ نہ کر میرا جگر نہیں ہے۔" حمین نے اسے پٹانے کی کوشش کی۔ "نابرونا  
 ۔۔۔ صبر کر۔ مجھے لاسٹ ون دیکھنے دے" ار سم اپنا بچاؤ کرتا ڈائری کا وہ صفحہ کھولا  
 جہاں آخری شعر تھا۔

"بس ایک دکھ جو میرے دل سے عمر بھر ناجائے گا"



اسے کسی کے ساتھ دیکھ کے میں مر نہیں گیا"

ار سم نے صوفے سے چھلانگ لگا کے اٹل اور منال کے سامنے آتے اونچی آواز میں  
 شعر پڑھا۔ اس کے شعر پڑھتے ہی حمین اپنی جگہ جم سا گیا۔ جبکہ عمار نے اپنی شہادت کی  
 انگلی لبوں پہ جمائے حمین کی پتلی ہوتی حالت ملاحظہ کی۔ منال نے تڑپ کے اس کی  
 طرف دیکھا۔ لیکن وہ کمال بے نیازی سے اسے اگنور کر گیا۔

ارسم اب پچھلے صفحات جوش سے پلٹ رہا تھا۔ امل بھی اب رسم کے ساتھ کھڑی اس کے ڈائری کو جھانک رہی تھی۔

عمار ابھی بھی حمین کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ اور منال کا بدن کاٹو لہو نہیں والا حساب تھا۔ وہ زمین پہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔

"آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں محسن نقوی صاحب کی غزل جو کہ حمین شایان آفندی نے قلم بند کی ہے" رسم نے میز پہ کھڑے ہو کے حمین کو دیکھتے جھک کے سلامی پیش کرتے کہا۔ جب کہ امل اب صوفے پہ بیٹھی رسم کے غزل پڑھنے کا انتظار کر رہی تھی۔

محبتوں میں ہوس کے اسیر ہم بھی نہیں

غلط نہ جان کہ اتنے حقیر ہم بھی نہیں

نہیں ہو تم بھی قیامت کی تند و تیز ہوا  
کسی کے نقشِ قدم کی لکیر ہم بھی نہیں

ہماری ڈوبتی نبضوں سے زندگی تو نہ مانگ  
سختی تو ہیں مگر اتنے امیر ہم بھی نہیں



کرم کی بھیک نہ دے، اپنا تخت بخت سنبھال  
ضرورتوں کا خُدا تو ہے تو فقیر ہم بھی نہیں

ہمیں بوجھادے، ہماری آنا کو قتل نہ کر  
کہ بے ضرر ہی سہی، بے ضمیر ہم بھی نہیں

ار سم نے دل کشی سے وہ غزل جھوم جھوم کے سنائی اور حمین جو کہ صوفی کی بیک پہ کھڑا تھا اس کے غزل ختم کرتے ہی وہ تیزی سے مڑتا سیڑھیاں چڑ گیا۔ اور منال کو ایسے لگا جیسے وہ اسے مخاطب کر رہا تھا۔ ار سم اس کے اوپر جاتے ہی شرافت کا مظاہرہ کرتے میز سے اتر اور اس کے بیگ میں ڈائری ڈال کے وہ اسے واپس کرنے کی غرض سے اس کے پیچھے گیا۔ کیونکہ حمین کے غصے سے وہاں موجود دہر شخص واقف تھا۔



وہ کب سے منال کا نمبر ٹرائے کر رہی تھی۔ اور وہ نا جانے موبائل رکھ کے کہاں بھول گئی تھی جو اس کا فون اٹھا نہیں رہی تھی۔ اس نے تھک ہار کے امل کا نمبر ملا یا۔ امل جو کہ ابھی بھی صوفی پہ بیٹھی تھی۔ حمین کے پیچھے ہی ار سم کے جانے کے بعد منال بھی اٹھ کے جا چکی تھی۔ وہاں بس اب عمار اور امل ہی تھے۔

امل نے حور کی کال آتے دیکھ عمار کو مسکراتی نظروں سے دیکھا۔ وہ جو اٹھنے کی تیاری میں تھا۔ امل کی نظروں کا مفہوم سمجھتے فوراً سے سیدھا ہو گیا۔

"لیس کرو۔۔" اس نے صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے امل کو حکم دیا۔ امل نے یس کر کے فون سپیکر پہ ڈال دیا۔

"کہاں بزی ہو تم لوگ۔ آدھی ہو گئی میں فون کرتے کرتے۔ منال کی بیچی کدھر ہے" فون سے اس کی چنگھاڑتی آواز پہ عمار کے لبوں پہ مسکراہٹ نے ڈیرا جمایا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دھیرج بھابھی صاحبہ۔۔ دھیرج۔۔" امل نے اسے چھیڑا۔ اس کے بھابھی کہنے پہ جہاں عمار کے دل کی دھڑکن بڑھی وہاں حور کو بھی ایک دم چپ لگ گئی۔

"خیریت ہے اتنی کالز کیں۔۔" امل اصل بات پہ آئی۔

"ہاں یار مانے آفندی ہاؤس آنے سے منع کر دیا۔ ان کے مطابق لڑکیاں شادی سے پہلے سسرال نہیں

جاتی" حور نے بیڈ پہ سکون سے بیٹھتے جواب دیا۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا

کہ فون سپیکر پہ تھا اور عمار امل کے پاس موجود تھا۔

عمار نے اپنی مسکراہٹ روکنے کے لیے اپنے ہاتھ کی مٹھی بناتے لبوں پہ رکھی۔

"کیوں؟" امل نے جان بوجھ کے اسے اکسایا۔

"میرے اے جی، اوجی ہونگے نا وہاں" حور کے شرما کے کہنے پہ امل کے ساتھ ساتھ

عمار کا بھی تمقابلند ہوا۔

دوسری طرف موبائل حور کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔ "امل۔۔۔۔۔ یہ عمار

۔۔۔۔۔ تم نے فون سپیکر۔۔۔۔۔ اللہ لڑکی۔ دفعہ ہو جاؤ۔۔۔۔۔ اپنی خفت مٹانے کو وہ پتہ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں کیا کیا بولتی کھٹاک سے فون بند کر گئی۔

جبکہ عمار اور امل ایک دوسرے کو دیکھ کے پھر زور سے ہنسنے۔ "اے جی، اوجی" امل

نے ہنستے ہوئے عمار کو دیکھتے چھیڑا تو وہ اس کے سر پہ چپت لگاتا مسکراتا اٹھ گیا۔

وہ حمین کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ اپنے ہاتھ کی پٹی اتار رہا تھا۔ اتار نہیں رہا تھا کھینچ رہا تھا۔ منال بھی نہیں جانتی وہ اتنا آووری ایکٹ کیوں کر رہا تھا۔

"میں اس سے ملنے نہیں گئی تھی۔" انگلیاں چٹکاتے منال نے اس کے قریب کھڑے ہوتے صفائی دی۔ ایک پل کے لیے حمین کا پٹی اتارنا ہاتھ رکا۔ لیکن اگلے ہی پل اس کے عمل میں شدت آئی تھی۔

"وہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا" منال نے اس کے پٹی والے ہاتھ کو روکتے بات جاری رکھی۔ حمین نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

“I said to him “ just stay away from me “

یہ وہ جملہ تھا جس سے ناصر ف حمین کے ہاتھ کی بلکہ دل کی جلن بھی کم ہوئی تھی۔ حمین نے اس بار گردن اٹھا کے اس کی طرف دیکھا۔ سکون کی ایک لہر تھی جو اس کے

رگ و پے میں سرایت کر گئی۔

“Now , I am saying to you , just stay away  
from me “

حمین کے دل کو شاید ابھی سکون نہیں آیا تھا۔ اسی لیے اس نے منال سے کہا۔ منال  
نے غصے سے اسے دیکھا۔

”ار سم صحیح کہتا ہے۔ اپنا غرور تم ساتھ جہنم میں لے جانا“ وہ پیر پھٹکتے اسے کہتی مڑی۔

”جنت میں“ حمین نے اس کی پشت دیکھتے مسکراتے اس کی تو صبح کی۔

”خوش فہمی“ منال نے بھی بغیر اس کی طرف دیکھے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔ پیچھے

وہ سکون سے آنکھیں موند کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔



آج سنڈے تھا۔ اس جمعے کو حور اور عمار کا نکاح ہونا طے پایا تھا۔ اور رخصتی دو سال بعد۔

آہل، شایان اور وہ تینوں عمار، ارسم اور حمین لاونج میں صوفے پہ بیٹھے تھے۔

آہل حمین سے خاص مہمانوں کی لسٹ بنوا رہا تھا۔

طے یہ پایا تھا کہ نکاح سادگی سے ہوگا اور رخصتی وہ دھوم دھام سے کریں گے۔

"ڈیڈ آپ کی سالیاں۔۔۔ رہ گئیں لسٹ میں ان کا بھی نام ایڈ کر لیں" ارسم نے دانت

دکھاتے آہل سے کہا۔

"تم سے کس نے مشورہ مانگا؟" آہل نے صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے اسے سے

پوچھا۔ حمین، شایان اور عمار تینوں نے اس کی بے عزتی پہ مسکراہٹ دبائی۔

"موم کو بتاتا ہوں آپ کا۔۔۔" ارسم نے اسے دھمکی دی۔ "ڈرتا نہیں ہوں تمہاری

موم سے" آہل نے بے ضرر لہجے میں کہا۔

“Are you sure dad?”

ارسم کو جیسے یقین نہیں آیا۔

“Damn sure “

آہل نے ٹانگیں ہلاتے اس کی بات کا جواب دیا۔ جبکہ باقی تینوں ان باپ بیٹے کی تکرار پہ  
مخفوظ ہو رہے تھے۔

"موم ڈیڈ کہہ رہے ہیں کہ SSG کو نہیں بلانا۔۔۔" ارسم نے نور کو مخاطب کیا۔ جو  
کہ بالکل اس کے پاس سے گزر کے جا رہی تھی۔ نور یک دم اس کی بات پہ رکی۔ نینا  
بھی آگئی تھی وہاں۔

آہل ویسے ہی سکون سے بیٹھا رہا۔

"میں نہیں شایان کہہ رہا ہے" آہل نے ٹانگ ہلاتے سارا الزام شایان پہ ڈال دیا۔

شایان نے صدمے سے اسے دیکھا۔ نیناب شایان کو گھور رہی تھی۔ "عمار نے ایسے کہا۔۔۔" شایان نے فوری طور پہ خود کو بچانے کے لیے پاس بیٹھے عمار پہ الزام لگا دیا۔

نور اور نیناب عمار کو گھورنے لگی۔ گڑ بڑانے کی باری اب عمار کی تھی۔

"مجھے یہ مشورہ حمین نے دیا تھا۔" عمار نے فوراً سامنے بیٹھے حمین پہ سارا الملبہ ڈال دیا۔  
حمین منہ کھولے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کہہ رہا۔۔۔۔۔" حمین نے فوراً ہاتھ کھڑے کرتے اپنی صفائی دی۔

"وہ نہیں آئیں گی تو ہمارا نام بھی لسٹ میں سے نکال دینا حمین۔۔۔" نور نے آہل کو

دیکھتے لفظ چباتے کہا۔ اور نینا تو شایان کو گھورتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

"نکال دے ان کا بھی نام لسٹ سے۔۔۔" آہل نے عاجز آتے کہا تو ان سب نے حیران

ہو کے اسے دیکھا۔

ار سم کا قہقا بلند ہوا۔

"ڈیڈ کا مطلب ہے کہ ان کی سالیوں کا بھی نام ایڈ کر لیں آپ" ار سم مذاق اڑاتا اٹھا اور

مڑا۔ اور حمین نے پاس پڑا کشن اٹھا کے زور سے اسے مارا۔

ار سم پھر ہنسا۔ وہاں موجود سب کو اس کا ہنسا زہر لگا تھا۔



اور پھر بھر پور تیار یوں کے ساتھ وہ دن بھی آپہنچا جب حور ارمان احمد کو عمار آہل آفندی کے نام کیا جانا تھا۔ آفندی ہاؤس کو انہوں نے دلہن کی طرح سجایا تھا۔ صبح صبح ہی آفندی ہاؤس میں چہل پہل ہو رہی تھی۔ آج ابھی صرف نکاح تھا۔ عمار سیڑھیاں اترتے لاؤنج میں آیا۔ گھر کے ملازم سامان اٹھائے گاڑیوں میں منتقل کر رہے تھے۔ عورتیں جلدی جلدی کام سمیٹ رہی تھیں کیونکہ انہیں پالر جانا تھا۔ جب کہ ار سم آہل آفندی کو عمار سے بھی زیادہ تیار ہونے کی پڑی تھی۔ وہ نور کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا۔

"ڈار لنگ میرا کرتا۔۔۔۔" ارسم نے نور کو پیچھے سے پکڑ کے روکا۔ وہ جو کیچن میں  
جانے لگی تھی اس کی طرف مڑی۔

"تمہارا کرتا، جوتا، پرفیوم

Everything is ready Arsam . Now leave me “



نور صبح سے اس سے عاجز آچکی تھی۔ وہ سرشار سامڑا۔

“Excuse me “

عمار کے قریب سے وہ گزر کے جانے لگا تو عمار نے اسے روکا۔ "آج میرا نکاح ہے"  
اس کی تیاری کے لیے تڑپ دیکھ کے عمار نے اسے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔ کیا پتہ اسے  
غلط فہمی ہو کہ اس کا نکاح ہے۔ "جی پتہ ہے آپ کا نکاح ہے۔ میرا ہوتا تو میں پالر میں  
ہوتا۔" ارسم نے عمار کو نیچے سے اوپر تک دیکھتے کہا۔ عمار نے اسے گھوری سے نوازا۔

"موم۔۔۔ میرے لیے آپ نے کرتا نکالا۔ میں نہیں پہنوں گا بتا رہا ہوں۔۔۔" حمین

تیزی سے سیڑھیاں اترتے نینا کو پکارتے بولا تھا۔ عمار چپ چاپ صوفے پہ بیٹھ کے

تماشہ دیکھنے لگا۔ جس کا نکاح تھا اس کے علاوہ سب کو اپنی اپنی پڑی تھی۔

آہل نک سک سا تیار ہو کے نیچے آیا۔ عمار نے حیرت سے آہل کی تیاری ملاحظہ کی۔ پھر

شایان، پیچھے ہی ارسم بھی شہزادہ بنا تر آیا۔ عمار شہادت کی انگلی لب پہ رکھے ان سب کو

دیکھ رہا تھا۔

مسز سکندر، مسز جہانزیب، مسٹر سکندر اور جہانزیب صاحب۔۔۔ گھر کی عورتیں۔۔۔

حتیٰ کہ ملازم تک تیار ہو چکے تھے۔ کسی نے بھی ہونے والے دولہا پہ دھیان ہی نہیں دیا

تھا جو کہ سکون سے لاؤنج میں بیٹھا بس ان سب کی تیاری ملاحظہ کر رہا تھا۔

وہ سب عمار کی طرف متوجہ ہوئے۔

"برو آپ تیار نہیں ہوئے ابھی۔۔۔" ارسم نے حیرت سے مڑ کے اسے مخاطب کیا۔

سب اس کو حیران نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"اب آپ لوگ کریں انتظار۔۔ میں تیار ہو کے آتا ہوں" اس نے سکون سے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے کہا اور سیڑھیاں چڑھ گیا۔ باقی سب اب اس کا انتظار کرنے لگے۔

وہ سب خاموشی سے لاؤنج میں بیٹھے دو لہے کا انتظار کر رہے تھے۔ جو کہ آج تیار ہونے گیا اور واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ تیاری میں تو آج وہ لڑکیوں کو بھی شاید مات دینے کے چکروں میں تھا۔

اور پھر پورے ایک گھنٹے اور دس منٹ بعد وہ سیڑھیوں سے اترتا دکھائی دیا۔

وائیٹ شلوار قمیض پہ بلیک جیکٹ، براؤن چادر کو گلے میں لٹکائے، بلیک پشاوری چپل پہنے، مونچھوں کے نیچے اس کے عنابی ہونٹ جس سے آج مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی، خوشبوؤں میں وہ نہاتا سیڑھیاں اترتا آیا تو بے ساختہ سب نے اسے دیکھ کے

ماشاء اللہ پڑھا۔

آہل نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگایا اور اس کا ماتھا چوما۔ وہ مسکرایا تھا۔ اور پھر وہ سارے احمد ہاؤس کے لیے روانہ ہوئے۔ کیونکہ نور، نینا، امل اور منال نے پالر سے ہو کے وہاں جانا تھا۔

حمین کی ذمہ داری تھی کہ وہ انہیں پک کر کے لاتا۔

اسی لیے وہ پہلے ہی نکل چکا تھا۔



اس پہ جھنجھلاہٹ سوار تھی۔ ناجانے کیوں۔ بار بار وہ گھڑی پہ دیکھتا گاڑی کے پاس کھڑا پالر کے باہر ان سب کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ چاروں تیار ہو کے پالر سے نکلنے لگی تو منال نے سر پہ ہاتھ مارتے "اوو" کہا۔



"میرا موبائل۔۔۔ اندر رہ گیا۔ میں لے کے آئی" وہ کہتی مڑی۔ نینا، نور اور امل تینوں حمین کی طرف بڑھیں۔ ان کو دیکھتا وہ مسکرایا۔ اور کار کا پچھلا دروازہ کھولا ان کے لیے۔ وہ تینوں وہاں بیٹھ گئیں۔

وہ پالر سے نکل رہی تھی۔ سامنے ہی وہ بلیو پینٹ کوٹ میں دوسری طرف رخ کیے موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔

منال اس کی پشت دیکھتی مسکرائی۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح اس نے اپنی ہی منوائی تھی۔ وہ کرتے نہیں پہنتا تھا۔ اور منال آہل آفندی کی حسرت ہی رہ گئی اسے کرتے میں دیکھنے کی۔

وہ فون پہ کسی سے بات کر رہا تھا۔ جب کار کے مرر سے منال پہ نظر پڑی۔ وہ چلتی ہوئی اس کی طرف آرہی تھی۔ وائٹ پیروں تک آتی فراک پہنے، بالوں کو سٹریٹ کیے سر پہ ڈوپٹہ نفاست سے سجایا گیا تھا۔ اور حمین آفندی کو اس کی یہ عادت بہت پسند تھی۔ وہ فنکشنز پہ بھی اپنے ڈوپٹے کو سر پہ ہی ٹکاتی تھی۔ اس نے منال کے چہرے پہ اتار چڑھاؤ دیکھے۔ وہ مرر سے ہی دیکھ رہا تھا وہ اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہو گئی تھی۔

وہ حمین کی پشت دیکھ رہی تھی۔ وہ پلٹتا اور اسے دیکھتا۔ لیکن حمین نے بغیر پلٹے ہی

فرنٹ سیٹ کا دروازہ اس کے لیے کھولا۔ موبائل ابھی بھی کان پہ تھا۔  
 منال نے غصے سے اسے گھورا۔ اور حمین کی نظروں سے مرر سے یہ منظر اپنی آنکھوں  
 میں قید کر لیا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔ منال بیٹھ گئی تو وہ گھوم کے فرنٹ سیٹ پہ آیا۔ اور  
 سنجیدگی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ منال نے دیکھا کہ اس نے ایک دفعہ بھی اس کی طرف  
 نہیں دیکھا تو وہ سر جھٹک کے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ منال جانتی تھی۔ وہ ایسا ہی تھا۔  
 بے نیاز۔۔



وہ گیٹ کے پاس ان کا انتظار کر رہا تھا۔ جب حمین کی گاڑی اس کے قریب آ کے رکی۔  
 حمین اور وہ سب گاڑی سے نکلے۔ ارسم نے آگے بڑھ کے ایک طرف نینا کو ساتھ لگایا  
 اور دوسری طرف نور کو۔ اور ان دونوں کے پھونک ماری۔ حمین مسکرایا تھا اس کے

بچنے پہ۔ یہ اس کی بچپن کی عادت تھی جب بھی گھر کی سب عورتیں تیار ہوتی وہ ان پہ خود دم کرتا تھا۔

ان دونوں کے بعد وہ منال اور امل کی طرف مڑا۔ امل نے منال نے جیسی ہی پیروں تک آتی فراک پہنی تھی لیکن اس کا رنگ بلیک تھا۔ لمبے بال کندھے پہ ایک طرف ڈالے ہلکے میک اپ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

ارسم نے فوراً نظر ہٹائیں تھیں۔ اسے ہمیشہ ڈر رہتا تھا کہ اس کی پرسنل کو اس کی نظر نہ لگ جائے۔

منال اور امل دونوں پہ پھونک مارتے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سب مسکراتی ان کے پیچھے ہوئیں۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی تھی۔ وائٹ کلر کی میکسی زیب تن کیے، بالوں کا جوڑا بنا کے  
چہرے پہ دو لٹیں لٹکائے، ہاتھ میں گلاب کے گجرے، فل میک اپ میں پارلروالی اس  
کا ڈوپٹہ اڑا کے اس کی تیاری کو آخری ٹچ دے رہی تھی۔ جب اہل اور منال دونوں  
کمرے میں داخل ہوئیں۔

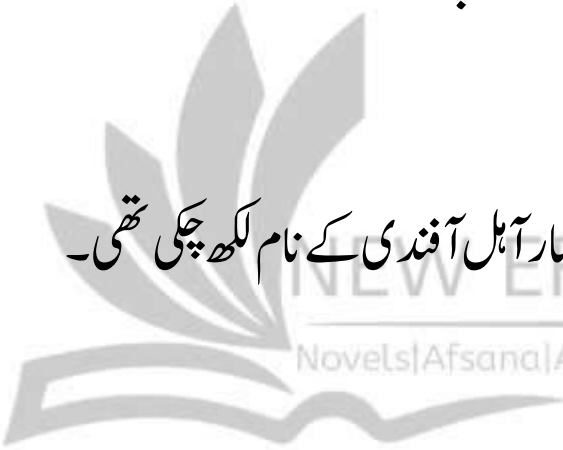
وہ ڈریسنگ مرر میں ہی ان دونوں کو دیکھ کے مسکرائی۔

حورین ارمان احمد کی چھپ ہی نرالی تھی آج تو۔ آج فرسٹ ٹائم اس نے میک اپ کیا تھا  
۔ ورنہ وہ میک اپ نہیں کرتی تھی۔ اس کا ڈوپٹہ سیٹ کر کے پارلروالی سائڈ پہ ہوئی تو وہ  
دونوں آگے بڑھی۔ دونوں نے اسے کھڑا کیا تب تک حمین، ذوہان اور ارسم بھی  
کمرے میں داخل ہوئے۔

"حورین ارمان احمد آپ کا نکاح عمار آہل آفندی سے بمعہ حق مہر دولا کھ روپے میں کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو منظور ہے؟"

قاری صاحب نے سامنے بیڈ پہ لال چنری اوڑھے ہاتھ گود میں رکھے حور سے پوچھا۔  
ارمان، آہل، ارسم، حمین، ذوہان سب موجود تھے۔ جبکہ ماہی، نور اور منال بھی اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھی تھیں۔ ماہی نے حور کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔ حور نے اثبات میں سر ہلادیا۔

تین دفعہ دلی رضامندی کے تحت وہ خود کو عمار آہل آفندی کے نام لکھ چکی تھی۔



وہ ان سب کے نرغے میں گھری سہج سہج کے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ لال چنری حور کے سر پہ تانے امل اور منال نے آگے والے سرے پکڑے تھے جبکہ ارسم اور حمین

نے پیچھے والے سرے۔۔ جبکہ ذوہان حور کے ساتھ چلتا اتر رہا تھا۔ ماہی اور ارمان نے اپنی شہزادی کو دیکھ کے آنکھوں ہی آنکھوں میں نظر اتاری۔

نکاح ہو چکا تھا۔ اسے لا کے عمار کے پہلو میں بٹھایا گیا۔ SSG کی باقی ممبر نہیں آپائی تھیں۔ کیونکہ covid کی وجہ سے ساری فلائیٹس بند تھیں۔

اسی لیے اس ایونٹ کی مکمل کوریج کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ یہاں سب موجود تھے تو عمار شریف بنا بیٹھا تھا۔

خوش گوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ اور شام کے 4 بجے کے قریب وہ واپسی کے لیے اٹھے۔

"برو چلیں۔۔۔" ارسم نے عمار کو مخاطب کیا۔ سب اٹھ چکے تھے وہ ابھی بھی صوفیہ پہ حور کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ "مجھے بھی واپس جانا ہے کیا؟" عمار نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "اوہیلو بھائی۔ تیرا نکاح ہوا ہے۔ حور نے گود نہیں لیا تجھے۔ مجھے بھی واپس جانا ہے کیا۔۔۔" حمین نے اسے لتاڑتے اس کی نقل اتاری۔ حور نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"آج میں بہت خوش ہوں۔ دوسرے کے منہ لگ کے موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا۔" عمار کھڑا ہوتا چادر کا سر آگے سے پیچھے پھینکتا بولا۔ حمین اور ارسم نے اس کی شوخی پہ ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نکاح کر کے پگلا گیا ہے یہ" حمین نے عمار کی طرف اشارہ کرتے ارسم کو دیکھتے کہا۔ اور اس کے پیچھے ہی وہ باہر کی طرف بڑھے۔



وہ ابھی بھی چینج کر کے واش روم سے نکلی تھی۔

ڈھیلی ڈھالی بلو فرائک ساتھ وائٹ پاجامہ پہنے وہ آج کے فنکشن میں بیٹھ بیٹھ کے تھک چکی تھی۔

بیڈ پہ آ کے بیٹھی تو موبائل پہ دیکھا۔ عمار کا کوئی میسج تھا۔

"چینج مت کرنا بھی" اس کا میسج دیکھ کے حور نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ کیونکہ وہ چینج کر چکی تھی۔ موبائل سائیڈ پر رکھتے وہ سونے کے لیے لیٹ گئی۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ احمد ہاؤس داخل ہوا۔ لاؤنج میں خاموشی تھی۔ اسی لیے وہ دبے پاؤں حور کے کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس نے ابھی سیڑھی پہ پہلا قدم رکھا تھا جب کسی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

وہ مڑا۔

"او۔۔ ماہی۔۔ جان نکال دی میری۔۔" وہ سینے پہ ہاتھ رکھے ماہی سے مخاطب ہوا۔  
ماہی اسے گھور رہی تھی۔



"کدھر؟" ماہی نے آبرو اچکاتے سوال کیا۔

"حور کو گفٹ دینا ہے۔" وہ مسکراتا ہاتھ بالوں میں پھیر گیا۔

ماہی سینے پہ ہاتھ باندھے اس کا کنفیڈینس دیکھ رہی تھی۔ وہ آگے بڑھا۔

"پلیز۔۔۔" ماہی کو گلے لگاتے اس نے ماہی کا ماتھا چوما۔ جیسے وہ ہمیشہ نور کا چومتا تھا۔

اور التجا کی۔

"یہ میری بیوی ہے عمار صاحب۔۔۔" ماہی کو بالکل اپنے ساتھ لگاتے ارمان نے سامنے

کھڑے عمار سے کہا۔ وہ وہاں تب آیا تھا جب عمار اس کی پیشانی چوم رہا تھا۔ عمار کا قہقہا

بلند ہوا۔ ماہی جھنپ گئی۔

"آپ کی ہی ہے۔ میں تو اپنی والی سے ملنے آیا

ہوں۔" عمار نے مسکراتے کہا۔ ارمان نے مسکراہٹ دبائی جبکہ عمار کا کنفیڈینس دیکھ

کے ماہی نے دل میں اسے داد دی تھی۔

"اگر میں ناملنے دوں؟" ارمان اسے تنگ کرتے بولا۔ ماہی کمرے کی طرف جا چکی

تھی۔

"ڈیڈ بتاتے ہیں کہ آپ بھی نکاح کی رات ماہی سے ملنے کھڑکی سے۔۔۔" عمار ارمان کی طرف جھکتا بولا۔

"اوکے جاؤ مل لو۔۔۔" عمار کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ارمان بولا تو عمار کا قہقہا بلند ہوا۔ وہ ارمان کی حالت سے محظوظ ہوتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

اور ارمان نے آہل کودل میں کوسا۔ وہ عمار کو یہ سب بتاتا رہا ہے۔۔۔ "ایڈیٹ۔۔۔" ارمان کو ناجانے کیوں شرم آئی۔ وہ آہل کو کوستا ماہی کے پیچھے ہی کمرے میں بڑھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اندر داخل ہو کے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ حور جو کہ ابھی کچی نیند میں ہی تھی اس کے دروازہ بند کرنے پہ دوسری طرف کروٹ لے

گئی۔ وہ بیڈ پہ سو رہی تھی۔

"کہا تھا چینج مت کرنا۔۔۔" عمار نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ وہ ہڑبڑا کے اٹھی۔

سامنے وہ اسے گھور رہا تھا۔

"چلو اب میرے" اے جی "مجھے کمرے میں بھی نظر آئیں گے۔" حورا سے دیکھتی مسکراتی بڑبڑائی۔

اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمار نے مسکراہٹ دباتے تھوڑا سا اس کی طرف جھک کے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ کا" اے جی "ہوں۔ سچی والا۔۔۔" وہ کہتا سیدھا ہوا۔ اور قہقا لگا گیا۔

حورا آنکھیں پھاڑے اسے صدمے سے دیکھ رہی تھی۔

جلدی سے بیڈ پہ پڑا پناد وپٹہ اٹھا کے شانوں پہ پھیلا یا تھا۔ وہ کنفیوژ ہو گئی تھی۔ حور نے بیڈ پہ بیٹھے ہی اپنے کمرے کی کھڑکی دیکھی۔ وہ بند تھی۔

"دروازے سے آیا ہوں" وہ بتاتا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کو دیکھتے اس کا ہاتھ پکڑا۔

جیب سے گولڈ کا یونیک سا بریسٹ نکال کے اس کی کلائی میں پہنایا۔ بریسٹ پہ ان دونوں کے نام کا پہلا حرف لکھا تھا۔

"نکاح مبارک ہو مسز عمار آہل آفندی۔۔" بریسٹ پہنا کے اس مبارک دیتا اٹھا۔ آنکھوں میں نرم تاثر لیے مسکرایا۔ حورا بھی بھی بیڈ پہ گنگ بیٹھی تھی۔

ایک قدم آگے بڑھانے پہ وہ مڑا اور جھک کے اس کی پیشانی پہ پہلا لمس چھوڑا تھا۔ حورا کی پلکوں کی جنبش اور چہرے پہ پھیلے حیا کے رنگ وہ پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔

اسے دیکھتے عمار کے دل کی دھڑکن بڑھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بے قابو ہوتا۔ اپنے دل کو سنبھالتا وہ مڑا اور دروازے کو اس کر گیا۔

حور نے اتنی دیر سے جو سانس روک رکھا تھا، خارج کرتے اس نے خود کو سرہانے پہ گرایا۔ اور مسکراتے اس کا لمس یاد کرتے آنکھیں موند گئی۔

"کہاں سے آرہے ہیں آپ؟" وہ لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھے سامنے کھڑے عمار سے پوچھ رہا تھا۔ عمار نے ارسم کو گھورا۔

"حور سے مل کے آئے ہونا۔۔۔" حمین نے تکالگایا۔ وہ دونوں لاؤنج میں عمار کے سامنے عدالت لگائے کھڑے تھے۔ باقی سب سوچکے تھے۔

"بالکل۔۔۔" عمار کندھے اچکاتا اعتراف کر گیا۔

"دیکھا۔۔۔ میں نے کہا تھا نا۔۔۔ ایک تو اکیلے نکاح کر لیا اور ہمیں پوچھا بھی نہیں۔ اب مل کے آرہے ہیں وہ بھی اکیلے۔۔۔" ارسم نے حمین کے کندھے پہ سر رکھتے مصنوعی روتے کہا۔

"اکیلے سے کیا مراد ہے تیری؟ اور تجھے ساتھ لے کے جاتا؟" عمار نے اسے گھورتے کہا اور ان دونوں کو چھوڑتے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"بے وفا تیرا چہرہ۔۔۔ بھول جانے کے قابل نہیں ہے۔۔۔" ارسم پیچھے سے عمار کو دیکھتے گنگنا یا اور حمین کو گلے لگانا چاہا۔

"دیکھ بھائی! اپنے جذبات کنٹرول کر۔" حمین نے اسے پیچھے کرتے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"بے وفاؤں کی لسٹ میں آج سے تو بھی شامل ہے حمین شایان آفندی۔۔۔" اس کے پیچھے سے ارسم نے آواز دی۔ "ڈرامے باز" حمین نے نفی میں سر ہلایا۔



وہ چاروں ریستورنٹ میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ یہاں عمار سے اس کے نکاح کی پارٹی لینے آئے تھے۔ آرڈر وہ دے چکے تھے۔ اب بس کھانا آنے کا ویٹ ہو رہا تھا۔

ارسم اور حمین ایک ساتھ بیٹھے تھے اور عمار اور ذوہان ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ذوہان انگلیوں سے ٹیبل بجا رہا تھا۔ اور ارسم حمین کو تنگ کر رہا تھا۔

ار سم کبھی اس کے چہرے پہ ہاتھ لگاتا، کبھی اس کے بازو پہ۔۔ وہ غصے سے اسے دیکھتا  
اس کا ہاتھ جھٹک دیتا۔ ذوہان اور عمار اس کی کیفیت سے محظوظ ہو رہے تھے۔  
"ان کو کنٹرول کر۔ ٹوٹ نا جائیں۔۔۔" ار سم کا ہاتھ پکڑ کے اسے وارنگ دیتا حمین  
بولتا تھا۔

"شیراں نال شیراں نے شکار کھینڈنا۔۔۔"



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

متر اں داشوق خاندانی ملیئے۔۔۔

ار سم گنگنا تا حمین کو تپا گیا۔ ذوہان ٹیبل، بجا رہا تھا۔ ار سم حمین کو دیکھتا گنگنا رہا تھا۔ عمار  
مسکراہٹ رو کے ان کے کارنامے ملاحظہ کر رہا تھا۔

لوکاں نوں تے سنیا بخار چڑھ دا۔۔۔۔۔

(ارسم نے حمین کی گال پہ ہاتھ رکھا۔ اس نے جھٹک دیا۔)

بھٹینڈے آلے چڑھے آسمانی بلیئے۔۔۔۔۔ (ارسم نے حمین کو دیکھتے دونوں ہاتھوں سے اوپر کو اشارہ کیا)

حمین پچھتا رہا تھا کہاں وہ ارسم کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ ذوہان نے ٹیبل پہ ٹون چنچ کی۔ اور ارسم نے حمین کو تپانے کو گانا بھی چنچ کر لیا۔

"میں تیرا، میں تیرا، میں تیرا، میں تیرا۔"

"میں تیرا، میں تیرا، میں تیرا۔۔۔۔۔"



ار سم نے حمین کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے جذباتی ہوتے گانا گایا۔ حمین نے بے بسی سے عمار کو دیکھا۔ عمار کندھے اچکا گیا۔ جیسے کہہ رہا ہو بھگت اس کے ساتھ بیٹھنے کا نتیجہ۔۔۔ نو ڈاٹ ار سم آہل آفندی کی آواز میں جادو تھا۔ وہ ہلکا سا صرف حمین کو چڑانے کے لیے ہی گار ہا تھا۔ لیکن اچھا خاصہ ماحول بن چکا تھا۔

ذوہان نے پھر ٹون چینیج کی۔ اور ار سم نے حمین کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچنے کا ناچینیج کیا۔۔۔

"تجھے کتنا چاہنے لگے ہم۔۔۔۔۔"

تیرے ساتھ ہو جائیں گے ختم۔۔۔۔۔

تجھے اتنا چاہنے لگے ہم۔۔۔۔۔

تجھے اتنا چاہنے لگے ہم۔۔۔

حمین کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔ ارسم نے حمین کو اور تپانے کو اس کے گال پہ بوسہ دیا تو حمین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

وہ فوراً اس سے دور ہوا۔

ارسم کی اس حرکت پہ ذوہان اور عمار نے قہقہے لگاتے ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔ اس سے پہلے کہ حمین کچھ کہتا وہاں لڑکیوں کے ایک ٹولے نے دھاوا بول دیا۔ وہ چھ سات لڑکیاں ایک دم ان کے ٹیبل کی طرف بڑھی تو وہ چاروں حیران ہوئے۔

"سر آپ کی وائس بہت پیاری ہے۔ پلیز ہم آپ کو جوائن کر لیں۔ کچھ سنا دیں۔۔۔"

ان میں سے ایک شوخ و چنچل لڑکی ارسم سے مخاطب ہوئی اور ارسم جو کہ دو منٹ پہلے تک چہک رہا تھا۔

ان لڑکیوں کو دیکھ کے اس کے چہرے کا رنگ اڑا۔ حمین کو شرارت سو جھی۔ اس سے پہلے کے عمار ان لڑکیوں کو منع کرتا۔ حمین نے ذوہان کو اشارہ کیا اور وہ دونوں کھڑے

ہوتے اپنی جگہ خالی کرتے لڑکیوں سے مخاطب کرتے بولے۔۔

"شیور سسٹرز۔۔ ارسم آپ کو سناتا ہے گانا۔۔ کیوں برو۔۔" ذوہان نے ارسم سے

براہ راست پوچھا۔ حمین کی جگہ پہ ایک لڑکی بیٹھ چکی تھی جبکہ ذوہان اور حمین نے

قریب کے ٹیبل سے کرسیاں وہاں رکھ دیں

۔ وہ لڑکیاں ارسم کے قریب بیٹھ کے اس کے گانا گانے کا انتظار کرنے لگی۔

ارسم نے رونی صورت بناتے عمار کو دیکھا۔ عمار بھی کھڑا ہو گیا۔ اب ٹیبل پہ لڑکیاں اور

ارسم ہی تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ حمین ارسم کو دیکھتا مسکراتا آنکھ ونک کر گیا۔ وہ چاروں نہیں جانتے تھے انہیں یہ

مذاق کتنا بھاری پڑنے والا تھا۔

"جگر شروع کر۔۔" حمین نے جان بوجھ کے ارسم کو اکسایا۔ وہ تینوں جانتے تھے کہ

حور، منال اور امل کے علاوہ وہ لڑکیوں سے بہت چالو تھا۔ وہ خاندان کی لڑکیوں تک

سے دور بھاگتا تھا۔

اس سے پہلے کہ ارسم گانا شروع کرتا وہ تینوں اس ریستورنٹ میں داخل ہوئیں۔ سب سے پہلے عمار کی نظر ان پہ پڑی۔

"او۔۔۔۔۔ شٹ۔۔۔۔۔" عمار کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ عمار کی نگاہ کے مرکز پہ حمین اور ذوہان نے ان تینوں کو دیکھا۔ وہ مسکراتی داخل ہو رہی تھیں۔

امل، منال اور حور۔ وہ چاروں یہ کیسے بھول گئے کہ حور نے بھی آج ہی اپنے نکاح کی پارٹی ان دونوں کو دینی تھی۔ اور یہ ریستورنٹ ان کا فیورٹ تھا۔  
 عمار جلدی سے اپنا رخ موڑ گیا جبکہ حمین اور ذوہان تو صدمے سے ان تینوں کو دیکھ رہے تھے جن کی نظر بھی ان پہ پڑ چکی تھی۔

تھوڑے سے فاصلے پہ رک کے تینوں نے ان چاروں کو دیکھا۔ لڑکیوں کے نرغے میں بیٹھا ارسم، اس ٹیبل کے قریب کھڑے وہ تینوں۔ ابھی وہ ان کی طرف دیکھ ہی رہی تھیں کہ دو لڑکیوں نے بے تکلفی سے عمار اور حمین کا بازو پکڑ کے انہیں اپنی طرف

متوجہ کرنا چاہا۔

وہ تینوں وہیں سے مڑ چکی تھیں۔ اور حمین اور عمار کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔



وہ چاروں بھاگتے ہوئے ریسٹورنٹ سے نکلے۔ عمار سب سے آگے تھا۔ وہ چاروں جانتے تھے وہ تینوں ان کے معاملے میں کتنی جزباتی تھی۔ گھر پہنچنے سے پہلے ان سے بات کلئیر کرنی تھی۔ ورنہ ایک حشر کا میدان ان کے لیے سچ جاتا۔ اگر بات آہل آفندی تک پہنچ جاتی تو۔

عمار فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا، ارسم اس کے ساتھ اور حمین اور ذوہان پیچھے۔ پریشان تو وہ سب ہوئے تھے لیکن عمار گھبرا گیا تھا۔ حور سے رشتہ بدل گیا تھا اس کا۔ اور اس رشتے

کی ناز کی سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔

کل تک وہ شوخیاں مار رہا تھا کیونکہ وہ نکاح شدہ ہو گیا تھا۔ اور وہ تینوں ارسم، حمین اور ذوہان منے بنائے پھر رہے تھے۔ آج عمار آہل آفندی کے چہرے پہ ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ اور وہ تینوں سکون سے بیٹھے تھے۔۔

"ہو۔۔۔ فیس بیوٹی دس دی آزوم کر کے۔۔۔"



دل دی بیوٹی گلاں دسدیاں نے۔۔۔۔

(ارسم نے پریشانی سے کارڈ رائیو کرتے دوسرے ہاتھ سے کان کو موبائل لگائے عمار کو دیکھ کے گنگنا شروع کر دیا۔

حمین اور ذوہان مسکرائے۔ وہ جانتے تھے وہ عمار کو زچ کرنے کے لیے گنگنا رہا ہے۔ اسی لیے ان دونوں نے بھی اس کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔

چرچے ہونڈے آساڈی یاری دے۔۔۔۔

جے ہندیال تعریفال تیری اکھ دیاں نے۔۔۔



(ارسم نے پیچھے گردن موڑ کے حمین اور ذوہان کو دیکھتے گایا۔)

اوسوری ساری، تھینکیو کدی نا آکھ دے۔۔۔

(حمین نے عمار کو دیکھتا گایا تھا۔۔۔ ارسم نے مسکراہٹ دبائی۔۔)

تے دو جی گل کدی کہندے ناپلیز نے۔۔۔۔

وے تیرے نال ریندے سارے بد تمیز نے۔۔

(یہ ذوہان نے ارسم کو انگلی کے اشارے سے گاتے کہا۔۔)



نا۔۔ نا۔۔ نا۔۔ یار میرے یار میرے سرا چیز نے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(یہ لائن ان تینوں نے مل کے گائی۔۔)

اور گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔۔ گاڑی کی بریک کے ساتھ ان تینوں کی زبانوں کو بھی  
بریک لگی۔



عمار نے غصے سے سٹیئرنگ پہ ہاتھ مارا۔ اور کار دوبارہ سٹارٹ کی۔ وہ آسمان سے ٹپک کے کھجور میں اٹک چکا تھا۔ کیونکہ کار نے بیچ سڑک میں چلنے سے انکار کر دیا تھا۔ عمار نے سامنے پڑی بوتل غصے میں ارسم کی طرف پھینکی۔ ارسم نے بمشکل کیچ کی۔

عمار کار سے نکلا اور زور سے دروازہ بند کیا۔ ناان تینوں کا فون لگ رہا تھا۔ اور نہ اب کار چلنے کے موڈ میں تھی۔ وہ اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتا کار سے ٹیک لگا گیا۔

وہ تینوں بھی شرافت سے کار سے نکلے۔ عمار ان کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

"گھر پہنچنے تک عدالت لگی ہوگی۔۔۔" ارسم جو کہ کار بونٹ پہ چڑ کے بیٹھ گیا تھا۔ عمار کو دیکھتا بولا۔ وہ سڑک کے کنارے کار کھڑی کیے کھڑے تھے۔ حمین نے اپنی کہنیاں بونٹ پہ رکھی تھی۔ اور سہارا لیے سکون سے کھڑا تھا۔ ذوہان پاس ایک بڑے سے پتھر پہ بیٹھا تھا۔ جبکہ عمار سڑک کے بیچ کھڑا ہو کے کسی کار کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"سزا کے طور پہ برورنڈوا ہو جائیں گے۔۔۔" عمار کو اپنی طرف آتے دیکھ ارسم نے کہا۔

"نا بھائی۔۔۔ حور ہوگی بیوہ۔۔۔" ذوہان نے پیشین گوئی کی۔

"پیدل چلیں؟" حمین نے اس کے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھتے کہا۔ عمار نے سر

اثبات میں ہلا دیا۔

اب وہ چاروں سڑک کے کنارے چل رہے تھے۔

"گھر جا کے کہیں گے کیا؟" عمار نے اس تینوں سے پوچھا۔ "میں سب سنبھال لوں گا۔"

ارسم نے سینے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ "آہو۔۔ ایڈالتوں ہاشم کارواد۔۔"

ذوہان نے طنز کیا۔ "سوچو۔۔ کچھ سوچو۔۔ ورنہ جو ایک کانکاج ہوا ہے نا۔۔ وہ

بھی خطرے میں پڑ جانا۔۔" حمین نے انہیں آگاہ کیا۔ وہ چاروں سوچتے

آفندی ہاؤس تک پہنچے۔

وہ تینوں صوفے پہ نظریں جھکائے بیٹھی تھیں۔ ہاتھ تینوں کے گود میں تھے۔ آہل

پینٹ میں ہاتھ ڈالے غصے سے چکر لگا رہا تھا۔ جبکہ شایان سنگل صوفے پہ بیٹھا تھا۔ نینا اور نور سائیڈ پہ کھڑی تھیں۔ جب وہ چاروں اندر داخل ہوئے۔

چاروں کے سر جھکے ہوئے تھے۔ سب سے آگے عمار پھر حمین اور اینڈ پہ ار سم اور ذوہان۔

آہل کھڑا ہو کے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اوو یلکم۔۔۔ اکیلے ہو تم لوگ؟ جن کے ساتھ لہج کر کے آرہے ہو۔۔۔ وہ نہیں آئیں تم لوگوں کے ساتھ؟" آہل نے دروازے کو دیکھتے پہلا طنز کیا۔

عمار، حمین اور ذوہان نے بیک وقت ار سم کو دیکھا۔ وہ تینوں جانتے تھے اگر کوئی اس سچویشن میں انہیں بچا سکتا تو وہ ار سم آہل آفندی ہی تھا۔

حمین، عمار اور ذوہان ماسٹر پیس تھے۔ لیکن ار سم آہل آفندی ماسٹر ماسٹڈ تھا۔

"ڈیڈ ان بہنوں کو ساتھ لے آتے لیکن انہیں یتیم خانے واپس جانا تھا۔۔۔" ار سم نے شکل پہ معصومیت طاری کرتے آرام سے کہا۔ یتیم خانے کے نام پہ سب نے ایک دم اسے دیکھا۔

"آپ کو کیا لگا؟ ہم لڑکیوں کے ساتھ لچ کرنے گئے تھے۔؟" اس نے آہل کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا۔ آہل نے حور لوگوں کو دیکھا۔ وہ بھی بے یقینی سے ارسم کو ہی دیکھ رہی تھیں۔ "وہ لڑکیاں نہیں بچیاں تھیں ڈیڈ۔۔ وہ بھی یتیم خانے کی۔ اور ہم نے صرف انہیں کھانا کھلایا۔۔۔ بس۔۔۔ آپ کو اپنی تربیت پہ یقین ہونا چاہیے نا۔۔۔" وہ آہل کو گلے لگا تا جذباتی ہوتا بولا۔۔ (اللہ جی وعدہ رہا۔۔ ابھی کھانا کھلا کے آؤں گا یتیم خانے کے بچوں کو۔ بس ابھی بچالو۔۔) آہل کے گلے لگے ہی ارسم نے دل میں اللہ سے مدد مانگی۔

آہل نے اس کی پیٹ تھپتھپاتے اسے الگ کیا۔ مطلب امل لوگوں کو غلط فہمی ہوئی تھی۔

"سوری بڑے پاپا۔۔۔" حمین اور ذوہان نے بھی آگے آگے آہل سے سوری کہا۔ آہل نے سر اثبات میں ہلاتے عمار کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ عمار آہل کا مطلب سمجھ چکا تھا۔

لیکن پھر بھی غلطی ان اپنی تو تھی لیکن حور لوگوں کو سبق بھی تو سکھانا تھا۔ اسی لیے وہ چاروں ان تینوں کو بلائے بغیر اوپر چلے گئے۔

-----  
-----  
"حور کو چھوڑ آؤ۔ بات بھی کلیر کر لینا۔۔" آہل نے سامنے کھڑے عمار کو مخاطب کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"اسے مجھ پہ بھروسہ ہونا چاہیے ڈیڈ۔۔۔"  
She knows me very well “

عمار نے آہل کو دیکھتے کہا۔ وہ دونوں سٹڈی روم میں کھڑے تھے۔

"لڑکیاں خود سے منسلک رشتوں کے لیے بہت جذباتی ہوتی ہیں عمار۔۔ تمہیں اسے وقت اور اہمیت دینی پڑے گی۔ صرف ایک دفعہ اسے خود پہ بھروسہ دلا دو۔ مر کے بھی ساتھ نبھائے گی وہ۔"

آہل نے عمار کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے سمجھایا۔

"اپنے کردار کی صفائی دینی پڑے گی کیا؟" عمار نے سوالیہ انداز اپنایا۔

"نہیں۔۔ اسے صرف اس کی اہمیت بتادو۔ اسے احساس دلاؤ کہ اس کی جگہ کوئی اور

نہیں لے سکتا"۔۔

"اور کیا کیا کرنا پڑے گا۔۔" عمار نے آہل کے کندھے پہ سر رکھتے منہ بناتے کہا۔ آہل

مسکرایا۔

"ابھی تو شروعات ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا" آہل نے اس کی پیٹ تھپتھپاتے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

-----  
-----

"میں چھوڑ آتا ہوں نا بھابھی کو۔۔" حمین نے آگے بڑھتے سینے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ عمار

نے اسے گھورا۔

"حور میرے ساتھ چلی جائے گی۔۔ ڈونٹ وری۔۔" ذوہان جو کہ بیڈپہ لیٹا تھا فوراً اٹھتا بولا۔

"ہاں تین بھائیوں کے ہوتے برو آپ کیوں تکلف کریں گے۔ ہم چھوڑ آتے ہیں۔۔" ارسم بھی میدان میں اتر آیا۔ عمار نے اسے گھورا۔

عمار نے ان تینوں کو گھورا اور بھاگ کے کمرے سے نکلا۔ ان تینوں نے حیرت سے اس کی سپیڈ ملاحظہ کی۔ اس سے پہلے کہ وہ سمجھتے عمار دروازہ لگا چکا تھا۔ وہ بھاگ کے دروازے کی طرف بڑھے۔

عمار نے لاک کر کے چابی ان کو دکھائی اور پاس پڑی ڈسٹ بن میں پھینک دی۔ کمرے کے اندر ان تینوں کے منہ کھل گئے۔

"ہم چھوڑ آتے ہیں۔۔۔" عمار نے ان تینوں کو دیکھ کے منہ بناتے کہا۔ "میں اکلوتا ہونے والا اس کا شوہر۔۔ نہیں سچ ہو چکا شوہر۔۔۔" عمار نے دروازے کے قریب

ہوتے ان تینوں کو دیکھتے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ "منکوح برو۔۔ شوہر نہیں" ارسم کو کرکیشن کی پڑ گئی تھی۔

"تو تو چپ کر۔۔" حمین نے اسے جھڑکا۔

"عمار آہل آفندی چھوڑ کے آئے گا سے" عمار نے مڑتے پیچھے دیکھے بغیر ہاتھ ہلاتے کہا۔

"اپنا سالا تولے جا۔۔" حمین نے ذوہان کو گردن سے پکڑ کے دروازے کے قریب کرتے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے کباب میں ہڈی بلکل نہیں پسند۔۔" عمار بولتا جا چکا تھا۔

"تجھے ہڈی بول لے گیا ہے" حمین نے دروازے سے پیچھے ہوتے ذوہان کو بتانا فرض سمجھا۔

"کہہ کے تو صبح گئے ہیں۔۔" ارسم نے ذوہان کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے اس کی صحت پہ طنز کیا۔ "دفعہ۔۔" ذوہان نے ہاتھ جھلاتے اسے دفعہ کیا۔ اب وہ سکون سے بیڈ پہ بیٹھ چکے تھے۔



وہ باہر سے ابھی ابھی آیا تھا۔ اندر کی طرف بڑھتے سے ڈرائنگ روم میں کسی کے ہنسنے کی آوازیں آئیں۔ وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا۔

اندر داخل ہوتے ہی سامنے جو شخص اسے نظر آیا۔ حمین کی پیشانی پہ بلوں کا اضافہ ہوا۔ حمین نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے سرسری سی نظر ڈرائنگ روم میں بیٹھے لوگوں پہ ڈالی۔

اسد اور اس کی والدہ سامنے ڈبل صوفے پہ بیٹھے تھے۔ سنگل پہ نور اور اس صوفے کے بازو پہ امل بیٹھی تھی۔ اسد مسکراتا اٹھا اور حمین کے سامنے آ کے ہاتھ نکالتے سلام لیا۔ حالانکہ وہ حمین کے تیور دیکھ چکا تھا۔

"جو لوگ مجھے پسند نہیں ہوتے میں ان سے ہاتھ نہیں ملاتا۔" حمین نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔ اسد نے بغیر شرمندہ ہوئے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اور جا کہ اپنی جگہ پہ

بیٹھ گیا۔

حمین ڈرائنگ روم سے نکلا اور سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا۔ تبھی منال اپنے کمرے سے نکلی۔ حمین ایک دم رک گیا۔ "کہاں؟" منال کا راستہ روکے وہ جم کے کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا وہ نیچے جائے۔

"نیچے موم بلار ہی ہیں۔ کوئی انٹی آئی ہیں۔۔۔" منال نے اس کے تیور دیکھ کے کہا۔ (ساتھ انٹی کا سپوت بھی ہے۔۔۔) حمین نے دل میں سوچا تھا۔

"یہ سولہ سنگھار کر کے نیچے جاؤ گی؟" وہ آبرو اچکاتے اس کا سر تا پا جائزہ لیتا بولا۔

منال نے اس کی بات پہ خود کو دیکھا۔ سمپل لان کے سوٹ میں، منہ دھوکے بس اس نے لپ گلوں لگایا تھا۔ بالوں کو ٹیل پونی میں مقید وہ کہیں سے بھی تیار نہیں لگ رہی تھی۔

حمین نے پاکٹ سے رومال نکالا۔ اور نرمی سے اس کے لبوں پہ لگے لپ گلوں کو صاف کر دیا۔

منال بالکل ساکت کھڑی تھی۔ حمین نے وہ رومال دوبارہ اپنی پاکٹ میں ڈالا۔

"پانچ منٹ بعد نیچے آنا۔ اور آٹٹی سے پانچ منٹ مل کے اگلا چھٹا منٹ کمرے میں ہو تمہیں..."

Is that clear ?”

اس نے حکم صادر کیا تھا۔ منال نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ اور سر اثبات میں ہلا دیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ضرور کوئی ایسا بندہ نیچے آیا ہے جو حمین شایان آفندی کو پسند نہیں۔ اور جو اسے پسند نہیں ہوتا تھا۔ اس کے سائے سے بھی وہ منال کو دور رکھتا تھا۔ یہ اس کی بچپن کی عادت تھی۔

وہ مڑا اور نیچے چلا گیا۔ منال نے گھڑی پہ وقت دیکھا۔ اب اسے پانچ منٹ بعد ہی نیچے جانا تھا۔

حمین ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ "آپ یہاں بور ہو رہے ہونگے عورتوں کی کمپنی

سے۔ آجائیں باہر ہم گارڈن میں چلتے ہیں۔۔ "حمین نے بھرپور خوش اخلاقی سے اسد کو مخاطب کیا۔ اسد کو اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہوا۔ ابھی کچھ دیر پہلا وہ اس سے ہاتھ بھی نہیں ملا رہا تھا۔ اور اب اسے اپنے ساتھ باہر آنے کی دعوت دے رہا تھا۔

اسد کی موم مسکرائی۔ تو اسد بھی جبراً مسکراتا حمین کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔ جب وہ دونوں گارڈن کی طرف جا رہے تھے حمین نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔ جہاں منال اب ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہی تھی۔

وہ اسد کے ساتھ گارڈن میں کھڑا تھا۔ وہ اس جگہ کھڑا تھا جہاں سے اسے ڈرائنگ روم نظر آتا۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد منال ڈرائنگ روم سے نکلی۔

حمین کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ وہ جانتا تھا اس کی بات کو وہ ہمیشہ ایسے کی اہمیت دیتی تھی۔ بغیر کسی سوال کے۔

جب تک منال سیڑھیاں چڑھ کے اوپر گم نہیں ہو گئی تب تک وہ اسد کو بولنے کا موقع دیتا رہا۔ اور خود ہو۔۔ ہاں میں سر ہلاتا رہا۔ اور جیسے ہی منال نظر آنا بند ہوئی۔ وہ اسد

سے معذرت کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

اسد کو وہ عجیب لگتا تھا۔ وہ بھی کندھے اچکاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ سیڑھیاں چڑھتا اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔ منال اپنے کمرے میں داخل ہوئی وہ بھی

اس کے پیچھے ہی داخل ہوا۔ "کیا کہہ رہی تھیں وہ۔" حمین کونا جانے کیوں ان

دونوں کا آنا چھان نہیں لگا تھا۔ اسی لیے وہ منال سے پوچھ گچھ کرنے پہنچ گیا۔

منال بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ حمین دروازے میں ہی کھڑا تھا۔ "کہہ رہی تھیں میں بہت پیاری

بچی ہوں۔" منال نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔ "نظر اور چوائس دونوں کمزور لگتی

ہیں ان کی" حمین کو برا لگا تھا لیکن وہ نا کبھی ظاہر کرتا تھا اور نا ہی اس نے آج کیا۔

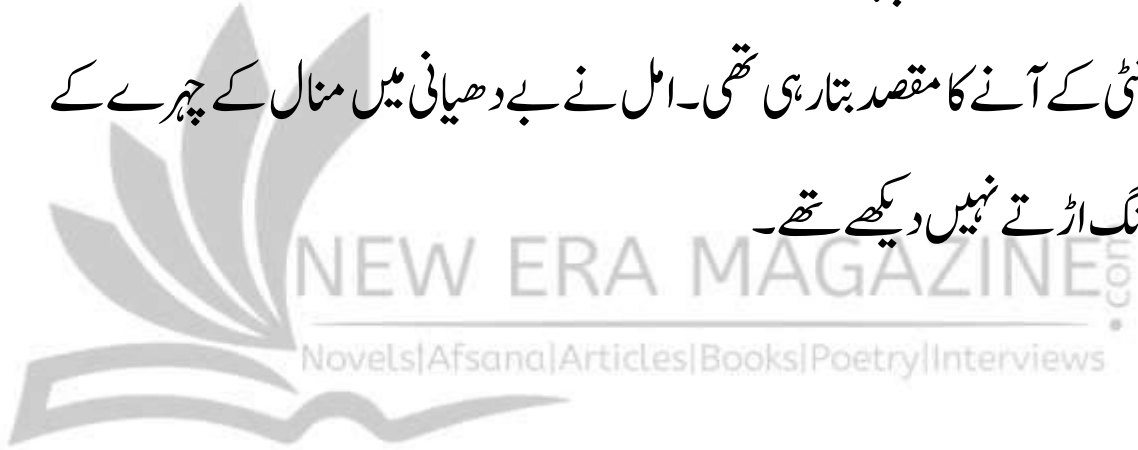
منال نے اسے گھورا۔ تو وہ کندھے اچکا گیا۔ حمین ابھی دروازے میں ہی تھا جب امل

داخل ہوئی۔

امل نے حمین کو دیکھا۔ جو کہ دروازے سے ایک کندھا لگائے دونوں ہاتھ پاکٹس میں

ڈالے کھڑا تھا۔

وہ اسے دیکھتی منال کی طرف بڑھی۔ حمین مڑ کے جا بھی چکا تھا۔ "تمہیں پتہ ہے وہ  
 آنٹی کیوں آئیں تھیں؟" امل نے منال کے گٹھنے پہ ہاتھ رکھتے اشتیاق سے پوچھا۔ منال  
 نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔ امل کی اگلی بات سن کے منال نے بے ساختہ دروازے کو  
 دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے حمین کھڑا تھا۔ اور پھر اس نے امل کو دیکھا جو جوش سے اسے  
 آنٹی کے آنے کا مقصد بتا رہی تھی۔ امل نے بے دھیانی میں منال کے چہرے کے  
 رنگ اڑتے نہیں دیکھے تھے۔



وہ احمد ہاؤس دے پاؤں داخل ہوا۔ حور کے حواس ٹھکانے لگانے تھے جو اس کی کال  
 پک نہیں کر رہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ذوہان سے بات ہوئی تو اس نے بتایا کہ موم

ڈیڈ کہیں گئے ہیں۔ اسی لیے وہ حور سے ملنے آپہنچا۔

سیڑھیاں چڑھ کے جیسے ہی وہ دائیں جانب مڑا سامنے دیوار سے ٹیک لگائے پاؤں پہ پاؤں رکھے وہ مسکراتا عمار کو دیکھ رہا تھا۔ عمار کا ہاتھ بے ساختہ بالوں تک گیا۔ وہ دھیما چلتا اس کے سامنے آیا۔

"مجھے پتہ تھا آپ ضرور آئیں گے جی جاجی۔۔۔" ذوہان نے دانتوں کی نمائش کرتے اسے ڈھیٹ کیا۔ لیکن مقابل ڈھیٹ نہیں ہوا تھا۔

"ارے موم آپ۔۔۔" ذوہان نے عمار کے پیچھے دیکھتے خوش ہوتے کہا۔ عمار نے فوراً مڑ کے دیکھا۔ ذوہان کا قبعا بلند ہوا۔ کیونکہ پیچھے کوئی نہیں تھا۔

عمار نے اسے گھورا۔ "آئیے ہم آپ کو آپ کی منکووحہ سے ملوادیتے ہیں۔۔۔" ذوہان نے ایک طرف ہوتے زرا سا جھک کے عمار کی خدمت میں حاضری دی۔

"ہم اپنی منکووحہ سے خود مل لیں گے۔۔۔ ہنہ۔۔۔" عمار نے اسے دیکھتے سر جھٹکتے کہا۔

جیسے کہہ رہا ہو اپنی خدمت اپنے پاس رکھو۔ ذوہان نے کندھے اچکائے۔ نسئیں تو نہ سہی۔

عمار حور کے روم کی طرف بڑھا۔ اس کا روم خالی تھا۔ وہ باہر نکلا۔ ذوہان اسے دیکھتا پر اسرار سا مسکرایا۔ عمار نے ذوہان سے حور کا نہیں پوچھا۔ آخر عزت نفس بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

عمار نے ذوہان کا کمر اچیک کیا۔ وہ بھی خالی تھا۔ عمار کے پیچھے پیچھے ذوہان تھا۔ عمار نے ماہی اور ارمان کا روم دیکھا، گارڈن دیکھ لیا، لاؤنج، کچن۔۔۔ پورا گھر چھان مارا۔ وہ کہیں نہیں تھیں۔

اس دوران ذوہان بڑے سکون سے لاؤنج میں صوفے پہ براجمان عمار کو گھر کی تلاشی لیتا دیکھ رہا تھا۔ اور ساتھ موبائل پہ کوئی گیم کھیل رہا تھا۔

ایک آخری جگہ بچی تھی دیکھنے والی۔ ٹیرس۔ اس سے پہلے کہ عمار ٹیرس پہ جاتا۔ ذوہان بولا۔

"ایک بات تو میں آپ کو بتانا بھول ہی گیا۔" موبائل پاکٹ میں ڈالتے صوفے سے اٹھ کے وہ عمار کی طرف بڑھتا سنجیدگی سے بولا۔ عمار جو کہ سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا اس کی بات پہ پلٹا۔

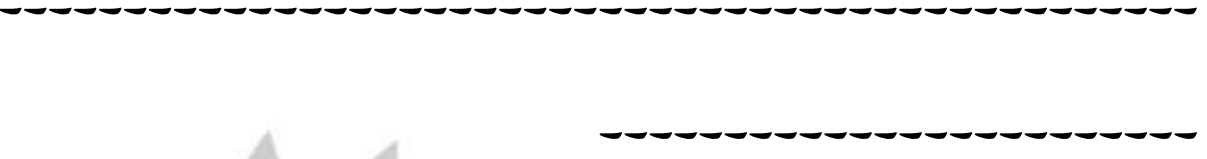


میں نے آپ کو بتایا کہ موم اور ڈیڈ گھر نہیں ہیں۔۔ "وہ عمار کی طرف بڑھتا بولا۔ عمار نے آبرو اچکاتے اسے دیکھا۔ "میں یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ آپ کی منکوہہ بھی ان کے ساتھ ہی گئیں ہیں۔۔" عمار سے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑے ہوتے ذوہان نے سکون سے عمار کو بتایا۔ عمار کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔ اتنی دیر سے وہ ذلیل ہو رہا تھا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ ایسی کوئی چیز جو وہ اس کے سر پہ دے مارے۔ عمار کا ارادہ بھانپتے ذوہان ہنستا ہوا باہر کی طرف بھاگا۔ عمار نے صوفے سے کٹھن اٹھا کے اسے دے مارا۔ ذوہان اپنا بچاؤ کرتا نیچے بیٹھا اور وہ کٹھن اندر داخل ہوتی حور کو لگا۔ حور نے اپنا سر پکڑ لیا۔ اور عمار جو کہ کھڑا تھا اور ذوہان جو کہ اپنا بچاؤ کرتے بیٹھا تھا۔ دونوں نے بیک وقت بلی سے بچنے کے لیے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ دونوں حور کو بہت اچھے سے جانتے تھے۔ ارمان اور ماہی حور کے پیچھے گھر میں داخل ہوئے تو ذوہان اور عمار آنکھیں بند کیے دیکھا۔

جبکہ حور سر کو پکڑے ان دونوں کو گھور رہی تھی۔ ماہی نے مان کو دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔ عمار نے آہستہ سے آنکھ کھولی۔ سامنے بیوی کے ساتھ سسر اور

ساس کو کھڑے دیکھ اس نے فوراً آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔ حور کو اس کے بچپنے پہ ہنسی آئی تھی۔ اس کو ہنستے دیکھ عمار نجل سا ہوا۔ اور ذوہان بھی کھڑا ہو گیا۔



وہ چاروں کانفرنس روم میں بیٹھے تھے۔ امل نے کھڑکی کے پاس کینوس رکھا تھا۔ اور وہ اس پہ کچھ پینٹ کر رہی تھی۔ جبکہ اس کے سامنے صوفے پہ حمین بیٹھا تھا اور حمین کی گود میں ارسم نے سر رکھا تھا۔ ارسم کی ٹانگوں کے پاس نیچے منال بیٹھی تھی۔ منال نے اپنی تھوڑی گٹھنے پہ ٹکائی تھی اور وہ کھڑکی سے باہر کے منظر دیکھ رہی تھی۔

حمین کافی دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔ وہ ادا اس ہے۔ لیکن کیوں؟ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی کہ وہ ایسے منہ بنائے بیٹھتی۔

"منال کل کیا پہنو گی تم۔۔۔" امل نے برش سائیڈ پہ رکھتے منال کے قریب بیٹھتے



وہ منال کی طرف بڑھا اور منال نے پیچھے کی طرف قدم لیے۔ منال ایک دم دیوار سے لگ گئی۔ حمین اس سے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا تھا۔

"کون آرہا ہے دیکھنے۔۔۔۔۔" حمین نے شعلہ انگلی نظریں اس پہ گاڑتے پوچھا۔

"ڈیڈ کے دوست۔۔۔۔۔" منال نے ہکلاتے جواب دیا۔

حمین نے خود پہ قابو پانے کے لیے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی تھی۔

"کب۔۔؟" اگلا سوال پوچھا گیا۔

"کل۔۔۔" سوال کی طرح جواب بھی یک لفظی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں لگ رہا ہے تمہیں کسی اور کو دیکھنے کی اجازت دوں گا میں؟" حمین نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی۔

"مس منال آہل آفندی۔۔۔ اپنے چھوٹے سے دماغ میں بٹھالو۔۔" وہ منال کی پیشانی

پہ شہادت کی انگلی سے وارن کرتے بولا۔ "تمہاری شادی کا مطلب۔۔ صرف اس

کمرے سے میرے کمرے میں منتقل ہونے تک کا ہے۔۔" وہ کہتا مڑا تھا۔ اسے بس یہی

آتا تھا۔ حق جمانا۔۔ زبردستی کرنا۔ منال کو بچپن سے وہ اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ حمین

نے کبھی اس سے اظہار نہیں کیا لیکن اظہار کی ضرورت کس کو تھی؟

اظہار وہاں کیا جاتا ہے جہاں اگلے بندے کی رضا سے فرق پڑے۔ اور حمین کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ منال اور اس کے گھر والے کیا چاہتے ہیں۔ اسے صرف اس بات سے فرق پڑتا تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اور وہ صرف منال آہل آفندی کو چاہتا تھا۔



وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں شیلف کے سائے میں کھڑا تھا۔ دیوار کے ساتھ ایک کندھا لگائے دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے بارش کی ٹپ ٹپ کو انجوائے کر رہا تھا۔ اسے بارش میں بھینکا بالکل نہیں پسند تھا۔ اسے صرف بارش دیکھنا پسند تھا۔ جبکہ بالکنی سے سامنے لان کا منظر نظر آرہا تھا۔ جہاں بارش کی دیوانی منال آہل آفندی ہاتھ پھیلائے گھوم گھوم کے بارش انجوائے کر رہی تھی۔ حمین اس کے بچپنے پہ مسکرایا۔ وہ جانتا تھا وہ بارش

کو دیکھ کے کر ریزی ہو جاتی تھی۔ امل اسے گھسیٹ کے اندر لے جا رہی تھی۔ کیونکہ امل کو بھی بارش پسند نہیں تھی۔

حمین ہلکا سا مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔ اب لان کا منظر اسے اچھا نہیں لگا کیونکہ جس کے لیے وہ وہاں کھڑا تھا وہ اندر جا چکی تھی۔ حمین بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ بیڈ پہ لیٹتے سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھے وہ ٹانگیں ہلا رہا تھا۔

آنکھیں بند کیں تو ذہن کے پردے پہ منال کا عکس لہرایا۔



حمین نے آنکھیں موندے ہی غزل کی پہلی دو لائنیں پڑھی۔

"اسے بارش پسند ہے۔۔۔"

مجھے بارش میں وہ۔۔۔"

"اور مجھے توں۔۔۔۔"

ہمیشہ کی طرح ارسم آہل آفندی نے اس کے رومانس کی دھجیاں اڑاتے انٹری دی تھی۔  
حمین نے اسے دیکھتے گھورا۔ "میرے پاس بریکنگ نیوز ہے" اس سے پہلے کے حمین  
اس کا سر پھاڑتا ارسم نے اس کے قریب آتے سرگوشی کی۔ حمین کے کان کھڑے  
ہوئے۔

"منال کا رشتہ آرہا ہے۔۔۔" ارسم نے بتایا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"پتہ ہے۔۔۔" حمین نے بیزاری سے جواب دیا۔

"میرا کیوں نہیں آرہا ہے۔۔۔" ارسم نے حمین کو گھیرے میں لیتے اس کی گردن  
میں سر دیا۔

"ذلیل انسان پرے ہو۔۔۔۔" حمین نے اسے سائیڈ پہ کیا۔ "مجھے بھی شادی کرنی  
ہے۔۔" ارسم مزید اس کے قریب ہوتے اسے تنگ کرنے لگا۔

حمین نے اسے زور لگا کے خود سے پرے ہٹایا۔ اور بیڈ سے کھڑا ہو گیا۔ "تجھے لڑکی کون

دے گا؟ "حمین نے اپنی شرٹ کندھے سے صیح کرتے اسے کہا۔

ارسم نے اسے گھورا۔

“Don't underestimate Arsam Ahil afandi “

ارسم نے شہادت کی انگلی اٹھاتے کہا۔ "لڑکیاں مرتی ہیں تیرے ویر پہ۔۔۔" ارسم نے فرضی کالر کھڑا کرتے شوخی ماری تھی۔ "کون سی لڑکیاں؟"

حمین نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالتے پوچھا۔ ارسم جوش سے کھڑا ہوا۔ "یونی کی تین لڑکیاں پر پوز کر چکی ہیں۔۔ ایک یہ کالونی کی لڑکی ہے آتے جاتے تاڑتی ہے۔ ایک لڑکی کا نمبر بھی ہے میرے موبائل۔۔۔۔" جوش سے وہ حمین کو بتا رہا تھا جب پیچھے سے کسی نے اس کو کندھے پہ تھپتھپا کے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ ارسم نے کندھے کو جھٹکادیتے اپنی بات جاری رکھی۔ کیونکہ اسے اپنا ٹوکا جانا پسند نہیں آیا تھا۔

"اور تو اور۔۔۔ ایک لڑکی نے مجھے۔۔" اس سے پہلے کے وہ بات پوری کرتا حمین اسکے



قریب ہوا۔

"پیچھے تو دیکھو۔۔۔" حمین کے کہنے پہ ارسم نے منہ بناتے گردن موڑی اور پیچھے آہل آفندی کو کھڑے دیکھ اس کی ساری شوخی ہوا ہوئی تھی۔

"تو کچھ کہہ رہا تھا کسی لڑکی کا نمبر ہے تیرے پاس۔۔۔" حمین نے ارسم کا بھانڈا پھوڑنا چاہا۔ جبکہ آہل کی نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ اس کی گوہر افشائیاں سن چکا ہے۔ ارسم نے حمین کو بولنے سے رکنے کے لیے اس کے لبوں پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔۔۔ کتنی لڑکیوں نے پرپوز کیا تمہیں۔۔۔؟" آہل جانتا تھا وہ مذاق کر رہا تھا لیکن آہل کو ایسا مذاق بالکل پسند نہیں تھا۔ یہ بات وہ دونوں جانتے تھے۔

"نہیں ڈیڈ۔۔۔ قسم سے۔۔۔ دنیا کی ساری لڑکیاں بہنیں ہیں میری... (امل کو نکال کے) پہلا جملہ آہل سے بولتے اگلا اس نے دل میں دل کی تسلی کے لیے بولا تھا۔

"او کے کم و دم حمین۔۔۔ مجھے کام ہے آپ سے" آہل حمین سے بولتا چلا گیا۔ ارسم نے حمین کو دبوچنا چاہا لیکن وہ بھاگ چکا تھا۔

"بچ گیا۔۔۔" ارسم نے بیڈ پہ بیٹھتے لمبا سانس خارج کیا۔

-----

-----

"ڈنر کے وقت میرے دوست آئیں گے منال کو

دیکھنے "آہل سیڑھیاں اترتے اپنے پیچھے آتے حمین کو بتا رہا تھا۔ حمین بھی تیزی سے اس کے ساتھ ہی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ وہ کم سے کم آہل کو بات کے درمیان ٹوک اور روک نہیں سکتا تھا۔ اسی لیے وہ سکون سے سن رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری اور عمار کی میٹنگ ہے۔ اور مہمان بھی خاص ہیں۔۔۔" آہل سیڑھیاں اتر کے اب لاؤنج سے گزر رہا تھا۔ (کچھ زیادہ ہی خاص ہیں۔۔۔) حمین نے غصے سے دل میں کہا۔ جبکہ آہل کے ساتھ چلتے اس نے صرف سر ہلا دیا کہ وہ سن رہا ہے۔

"میں اور عمار کو شش کریں گے جلدی آجائیں۔ تب تک آپ کو مہمانوں کو کمپنی دینی ہے۔۔۔" آہل اب گیراج تک آچکا تھا۔

“Is that ok ?”

آہل نے کار کا دروازہ کھولتے حمین سے پوچھا۔

اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

”کچھ کہنا ہے؟“ آہل نے اس سے پوچھا۔

”منال ابھی چھوٹی ہے....“ آخر کار حمین نے دل کی بات کر دی تھی۔

”وہ صرف دیکھنے آئیں گے۔۔۔“ آہل نے لا پرواہی سے کہا۔۔ (اور میں صرف دیکھنے

بھی نہیں دوں گا۔۔) حمین نے آہل کو کار موڑتے دیکھتے سوچا۔ اور اندر کی طرف بڑھ

گیا۔

اس کے سامنے ایک 22 سال کا لڑکا شرافت کا مظاہرہ کرتا اپنے والدین کے درمیان بیٹھا حمین کی خشمگنی نظروں کو خود پہ محسوس کر رہا تھا۔

حمین کے لیے یہ سب صرف تماشہ ہو رہا تھا۔ نور، نینا اور امل بھی بیٹھی تھیں۔ یہ تو طے تھا کہ اس کے ہوتے منال آہل آفندی ڈرائنگ روم تک نہیں آئے گی۔

کچھ دیر تک باتوں کو دور چلا۔ عمار اور آہل، شایان بھی آچکے تھے۔ "امل جاؤ بیٹا۔۔۔ منال کو لے آؤ۔" نینا کے کہنے پہ امل مسکراتی اٹھی تھی۔ حمین باہر لان میں فون سن رہا تھا۔

فون سن کے جب وہ اندر کی طرف آیا تو نظر سیڑھیاں اترتی منال پہ پڑی۔ وہ نروس ہوتی امل کے ساتھ اتر رہی تھی۔ امل اس کا ہاتھ دباتے اسے حوصلہ دے رہی تھی۔ حمین نے ایک دفعہ ڈرائنگ روم کو دیکھا۔ اور پھر منال کو۔ صرف دس قدم کے فاصلے پہ ڈرائنگ روم تھا۔ حمین ڈرائنگ روم اور منال کے درمیان میں کھڑا تھا۔ اس نے اپنے قریب پڑی بک شیلف کو دیکھا۔ دل زور سے دھڑکا تھا۔ منال اس کے قریب سے گزر کے آگے جاتی اس سے پہلے ہی حمین نے پاؤں اس انداز میں اس کے پاؤں میں پھنسا یا کہ منال کا سر بک شیلف کے کونے پہ لگا اور وہ ایک قدم گری۔ امل بوکھلا گئی

تھی۔ اور اس نے منال کو سیدھا کیا۔ منال کی پیشانی سے خون کی لائن اس کی گال تک بہہ گئی۔ آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھیں اٹھا کے اس نے سکون سے کھڑے حمین کو دیکھا۔ نینا جو کہ ابھی ڈرائنگ روم سے نکلی تھی بھاگ کے منال کی طرف بڑھی۔ منال اب باقاعدہ رونا شروع کر چکی تھی۔

نینا ایسے تو اسے مہمانوں کے سامنے نہیں لے جاسکتی تھی۔ اسی لیے اس نے امل کو نور کو بلانے بھیجا اور خود منال کو لیے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے حمین سکون سے کندھے اچکا گیا۔



منال بیڈ پہ آنکھیں موندے لیٹے تھی۔ جب وہ دستک دیتا اندر داخل ہوا۔ منال نے آنکھیں نہیں کھولیں تھیں۔ وہ بغیر دیکھے بھی جانتی تھی حمین ہی ہوگا۔ وہی ہو سکتا تھا۔

کیونکہ باقی سب تو اس کے کمرے سے ہی کچھ دیر پہلے گئے تھے۔

چوٹ لگنے کے بعد نینا سے کمرے میں لے آئی تھی۔

اٹل نے اس کے پٹی کی۔ آہل نے مہمانوں سے معذرت کر لی تھی۔

"پارٹنر۔۔۔" حمین نے نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔

حمین نے اپنا نچلا لب کاٹا تھا۔ وہ جانتا تھا منال کی کوئی غلطی نہیں تھی۔

غلطی حمین شایان آفندی کی تھی۔ اور پھر بھی وہ نادام نہیں تھا۔ "میں پٹی چینج کر

دوں؟" اس کے سامنے بیڈ پہ دراز ہوتے حمین نے سکون سے کہا۔

منال نے آنکھیں کھول کے اسے دیکھا۔

"زخم دینے والے مرہم نہیں رکھا کرتے حمین شایان آفندی۔۔۔" منال نے تلخی

سے کہا تھا۔

حمین کو جیسے اس کی بات سنائی نہیں دی۔ اس نے بیڈ پہ بیٹھے ہی دراز میں سے فرسٹ

ایڈ باکس نکالا۔ "منال آہل آفندی کو زخم دینے اور اس پہ مرہم رکھنے کا حق صرف

حمین شایان آفندی کا ہے" حمین نے اسے جتاتے آہستہ سے اس کی پٹی اتاری۔ زخم گہرا

نہیں تھا۔ زخم دینے والا بہت گہرا تھا۔ جو منال کی سمجھ سے پرے تھا۔

وہ بچپن سے یہی کرتا تھا۔ زخم دے کے مرہم رکھ دینا۔ خود کو جیسے بری الزمہ کرنے آتا تھا۔

منال نے لب بھینچ لیے۔ کچھ کہنے کا خاص فائدہ نہیں تھا۔

"کسی ایرے غیرے کو کوئی حق نہیں تمہیں دیکھے۔۔۔" منال کی پٹی کر کے اس نے فرسٹ ایڈ باکس سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے کہا۔

"حق تو حمین شایان آفندی کو بھی نہیں ہے۔۔۔" منال کے الفاظ پہ وہ یک دم مڑا تھا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 منال اٹھی اور اس کے سامنے آ کے کھڑی ہو گئی۔

"مجھے زخم دینے اور اس پہ مرہم رکھنے، یاد دیکھنے کا کوئی حق آپ کے پاس بھی محفوظ

نہیں ہے مسٹر حمین شایان آفندی۔۔۔ لیکن آپ ٹھہرے انا پرست، غیرت

مند۔۔۔ اب ڈیڈ کے دوست دوبارہ آئیں گے مجھے دیکھنے۔۔۔ اور میں آپ کو چیلنج

کرتی ہوں وہ مجھے دیکھ کے پسند کر کے انگھوٹی پہنا کے جائیں گے۔۔۔

“Go and do, whatever you can do ....”

منال کہتی غصے سے مڑی اور کمرے سے نکل گئی۔ حمین ہل نہیں پایا تھا۔



وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ سیڑھیاں اترتے ہی اس کی ٹکڑا رسم سے ہوئی۔ اس نے غصے سے اس کو دیکھا۔ "موم۔۔۔ میری بلو شرٹ نہیں مل رہی۔۔۔" وہ اس کو گھورتا کیچن کی طرف بڑھتا چلا یا تھا۔ لاؤنج میں بیٹھے آہل اور شایان نے حیرت سے گردن موڑ کے اس کا غصہ دیکھا۔

"وہ نہیں مل رہی تھی تو کوئی اور پہن لو۔۔۔" اینا نے کیچن سے نکلتے اسے حل پیش کیا۔  
"مجھے وہی پہننی ہے۔۔۔" حمین نے ضدی لہجہ اپنایا۔



نینا کے پیچھے چلتے ایک دم وہ سامنے سے آتے ملازم سے ٹکرایا۔ "اندھے ہو گئے ہو۔۔۔ سب کے سب۔" وہ بولتا مڑنے لگا تو سامنے سے ارسم آ رہا تھا۔ حمین کا سر ارسم کے سر سے ٹکرایا۔

"تجھے کیا مسئلہ ہے۔۔" حمین نے اپنا سر سہلاتے اپنی غلطی کا غصہ بھی ارسم پہ نکالا۔ ارسم کا منہ کھل گیا۔ باقی سب عجیب نظروں سے حمین کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ وہ بہت عجیب بی ہیو کر رہا تھا۔ اور ایسا وہ تب کرتا تھا جب کچھ اس کی مرضی کے خلاف ہوتا

نینا، آہل، شایان، امل اور ارسم کو خود کو گھورتے دیکھ ایک دم حمین پرزل ہوا۔ "کیا ہوا ہے؟" امل اس کے قریب آتے بولی۔

"چلو۔۔ اب بندہ اس گھر میں غصہ بھی نا کرے؟" اس نے سب کو دیکھتے کہا۔ سب کو اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہوا۔ "بخار تو نہیں ہے۔۔" ارسم نے حمین کی پیشانی چھوتے کنفرم کیا۔

"بی پی چیک کروالو اپنا مائی سن۔۔۔" شایان کہتا صوفی پہ بیٹھ گیا۔ "یہ لو پانی پی لو۔۔" منال نے کیچن سے باہر نکلتے اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا۔ حمین نے منال کو دیکھا

جو طنزیہ مسکرا رہی تھی۔ ایک دم غصے کا گراف اوپر گیا تھا۔ پاس کھڑے ارسم کو دھکے سے پیچھے کرتا وہ دوبارہ سیڑھیاں چڑھ گیا۔ ارسم نے اس کی پشت کو گھورتے منال کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا اور صوفی پہ بیٹھ کے پینے لگا۔ منال حمین کو غصے میں دیکھتی مسکرائی تھی۔



ارمان نے مسکراتے اسے دیکھا تھا۔ وہ اس قابل ہو گئی تھی۔ ارمان نے مسکراتے اس کی بات پہ سر اثبات میں ہلا دیا۔ "یا ہو و۔۔۔۔۔" حور نے ارمان کی اجازت ملتے ہی نعرہ لگایا اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

"کچھ سیکھ لو بہن سے۔۔۔۔۔" ارمان نے پاس کھڑے سیب کھاتے ذوہان سے کہا۔  
ذوہان نے آنکھیں گھمائی۔

"ابھی میرے کھیل کود کے دن ہیں ڈیڈ۔۔۔" وہ ڈنر ٹیبل سے ٹیک لگائے بولا۔ ماہی اس کی بات پہ مسکرائی۔ "تم سے صرف 4 سال ہی بڑی ہے وہ" ارمان نے کرسی کھینچ کے بیٹھتے کہا۔

"آپ کی بیٹی نے جادو کیا ہے آپ کے شوہر پہ۔۔۔" وہ ماہی کے سامنے ٹیبل پہ چڑھ کے بیٹھتے بولا۔

"اور تم نے میری بیوی پہ۔۔۔" ارمان نے دو بدو جواب دیا۔ ماہی مسکراتے ان دونوں کو بحث کرتے دیکھ رہی تھی۔ جب وہ تیار ہو کے ارمان سے مخاطب ہوئی۔ "چلیں ڈیڈ؟" حور نے ماہی کی گال کا بوسہ لیتے کہا تو ارمان اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیسٹ آف لک۔۔۔ چوہیا۔۔۔" ذوہان نے حور کو پیچھے سے وش کیا۔

"شکریہ مینڈک۔۔۔" وہ بھی اس کی بہن تھی۔ ماہی نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ میٹنگ روم کے باہر کھڑے تھے۔ حور نے لمبا سانس خارج کیا۔ "نروس ہو؟"  
 ارمان نے اس سے پوچھا۔ "تھوڑا سا۔۔۔" اس نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں اٹھاتے ان  
 کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھتے بتایا۔

“Close your eyes and take a long breath “

ارمان کے کہنے پہ حور نے اس کی بات پہ عمل کیا۔  
 "اب یاد کرو ماہی ایسے موقعوں پہ کیا کہتی ہے۔۔۔" اس کی بند آنکھوں کو دیکھ کے  
 ہی ارمان نے کہا۔

حور مسکرائی تھی۔ "ہم انسانوں کے ہاتھ میں صرف دو چیزیں ہیں۔ محنت اور توکل۔  
 پہلا قدم محنت کا ہوتا ہے اس میں کمی مت کرنا اور دوسرا توکل کا۔  
 اللہ پہ توکل کا۔ محنت کر کے اس پہ چھوڑ دو۔ وہ محنت ضائع نہیں کرتا۔۔" بند آنکھوں  
 کے پردے پہ ماہی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

ارمان نے اس کے آگے ہاتھ کیا۔ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے حور میٹنگ روم کی طرف بڑھی۔

جہاں اب ارمان کا ہی ویٹ ہو رہا تھا۔

جیسے ہی وہ دونوں داخل ہوئے۔ میٹنگ میں موجود لوگوں نے گردنیں موڑ کے ان باپ بیٹی کو دیکھا۔

گردن موڑ کے دیکھنے والوں میں عمار آہل آفندی بھی شامل تھا۔ جو کہ حور کو دیکھ کے ایک دم کھڑا ہوا۔ حور مسکراتی ارمان اور عمار کے درمیان رکھی کرسی پہ بیٹھ گئی۔ عمار کے لیے وہ ایک سرپرائز ہی تھا۔ اس میٹنگ کے لیے حور نے پورا ہفتہ محنت کی تھی۔

ابھی اس کی پڑھائی مکمل نہیں ہوئی تھی لیکن وہ پڑھنے کے ساتھ ارمان کے انڈر کام بھی کرنا چاہتی تھی۔ میٹنگ شروع ہوئی اور وہ سب غور سے سامنے کھڑے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے۔

وہ اپنے کمرے میں کرسی پہ بیٹھی سامنے میز پہ ٹانگیں سیدھی کر کے رکھے اس نے منہ پہ فیس ماسک لگایا تھا۔ اور آنکھوں پہ کھیرے رکھے وہ اپنی ٹانگیں ہلاتی ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔ جب وہ غصے سے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے منال کو غصے سے سیدھا کھڑا کیا۔



“What rabish ..... What’s wrong with you ?”

منال نے اس سے اپنا بازو چھڑوا یا۔ اور اسے دیکھا جو کہ ماتھے پہ لکیروں کا جال لیے اسے گھور رہا تھا۔ منال نے "او۔۔۔" کے انداز میں ہونٹ گول کیے۔ مطلب خبر اس تک پہنچ چکی تھی۔

"اسے دھوکے آؤ۔۔۔ مجھے بات کرنی ہے۔" وہ منال کے چہرے کی طرف دیکھتا

سنجیدگی سے بولا۔

"ارے نہیں۔۔۔ ابھی وقت پورا نہیں ہوا۔ گلو کیسے آئے گا میرے فیس پہ۔۔۔ اب وہ لوگ شام کو مجھے دیکھنے آرہے ہیں مجھے تیار بھی ہونا ہے پھر۔۔۔" منال نے اس کی آنکھوں میں لپکتے شعلوں کی پرواہ کیے بغیر کہا۔ حمین کی رگیں تن گئیں۔

منال اسے زچ کر رہی تھی اور وہ ہو رہا تھا۔

"ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری ان کے سامنے آئی تو۔۔۔" حمین نے انگلی اٹھا کے وارن کیا تھا۔ "توڑ دینا۔۔۔" منال کو اب اس کھیل میں مزا آنے لگا۔ وہ لاپرواہی سے بولی تھی۔ یہ حوصلہ، یہ ہمت منال آفندی کی نہیں تھی۔ یہ اہل اور حور کے لیکچر کا اثر تھا۔ وہ اب ڈٹ کے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"جن کے بل بوتے پہ اکڑ رہی ہو ان کو بتا دینا شادی کے بعد میرے ساتھ میرے کمرے میں اکیلی تم رہو گی۔۔۔ تمہاری گستاخیوں کی یہ جو لسٹ بڑھتی جا رہی ہے خمیازہ تمہیں اپنی چھوٹی سی جان پہ بھگتنا پڑے گا۔۔۔" حمین نے اس کے چہرے پہ آئے کچھ بال اپنی طرف کھینچتے اپنی انگلی پہ لپیٹتے اسے سنجیدگی سے دھمکایا۔ منال جی جان سے لرزی۔ کتنا کنفیڈینس تھا اس بندے میں کہ منال ہی اس کی بیوی بنے گی۔ منال کو

ایک دم خوف آیا۔

کچھ دیر پہلے حمین کو غصہ تھا۔ اب منال کو آ رہا تھا۔ حمین شایان آفندی بازی پلٹ دیتا تھا ہمیشہ۔

"میں سوچ رہا تھا۔۔۔" وہ چلتا اب بیڈ کے کنارے جا کے ٹک گیا۔ "کہ اب مجھے گھر والوں کو بتادینا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں"۔ وہ سکون سے اس کا سکون برباد کرتے بولا۔

"ہم نہیں صرف آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں" منال نے کریکشن کی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

“Whatever ....“

وہ ازلی لاپرواہی سے گویا ہوا۔ جیسے کہہ رہا ہو تم سے کس نے پوچھا؟

اس کا یہی ایٹیوڈ منال کو زہر لگتا تھا۔ منال کا دل کیا کوئی چیز اٹھا کے اس کے سر پہ دے مارے۔ آہ کاش وہ اپنی حسرتیں پوری کر سکتی۔

"اس کو اتار لو۔۔۔ یہ ناہو کہ گلو زیادہ ہی آجائے اور وہ تمہیں دیکھنے آئے انگھوٹی



پہنانے کی بجائے رخصتی ہی کروالیں۔۔۔۔ "منال کے چہرے کی طرف اشارہ کرتے  
حمین نے آنکھ و نک کرتے اس کا مذاق اڑایا۔ اور مسکراتا باہر نکل گیا۔ پیچھے منال پیر  
پٹختی و اش روم منہ دھونے چلی گئی۔

وہ سامنے کھڑی میٹنگ کے مین پوائنٹس بتا رہی تھی۔ وہ ہلکا سا کانپ بھی رہی تھی۔  
کیونکہ یہ اس کی پہلی کوشش تھی۔ حور نے بات کرتے ایک دفعہ بھی عمار کی طرف  
نہیں دیکھا۔ میٹنگ روم میں موجود لوگ اس کی طرف دیکھتے اسے غور سے سن رہے  
تھے۔

ارمان نے اپنی شہزادی کا کنفیڈینس دیکھا۔ وہ عام لڑکیوں سے ذرا ہٹ کے تھی۔  
کیونکہ وہ ارمان احمد کی بیٹی تھی۔

ساری ڈسکشن کے بعد اس نے سامنے بیٹھے سامعین کی طرف دیکھا۔

“Mam do you have any back up plan?” In case  
, if your idea doesn't work , what is your back  
up plan? “

فارن کمپنی کی سی ای او نے حور سے پوچھا۔ حور کارنگ ایک دم فق ہو۔ اس نے ارمان  
کی طرف دیکھا تھا۔ کیونکہ ساری تیاری کرنے کے بعد بھی وہ اس پوائنٹ کو نظر انداز  
کر گئی تھی۔ ارمان کرسی پہ بیٹھا اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔  
عمار نے حور کے چہرے کارنگ دیکھا۔ ایک سیکنڈ لگا تھا اسے سمجھنے میں کہ وہ اس سوال  
کے لیے ہرگز تیار نہیں تھی۔

“ Yes , we have a back up plan ...”

اپنی جگہ سے اٹھتے عمار نے اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے کہا اور حور کے ساتھ جا کے کھڑا ہو گیا۔ حور کی سانس واپس آئی تھی۔ اور ارمان کی چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ۔ کیونکہ اب عمار آہل آفندی بیک اپ پلان کا بتا رہا تھا۔ عمار نے بتانے کے دوران سامنے ٹیبل سے بوتل میں سے پانی گلاس میں ڈالا اور بغیر حور کی طرف دیکھے اس کی طرف بڑھاتے وہ اپنی بات کر رہا تھا۔ حور نے پانی پیا اور ارمان کو دیکھا۔ ارمان نے اسے آنکھوں سے ہی تسلی دی۔

اور پھر ارمان نے حور کے ساتھ کھڑے عمار کو دیکھا۔ عمار یہ ثابت کر رہا تھا کہ ارمان کی شہزادی کے لیے اس سے بیسٹ کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور حور نے فخر سے عمار کو بولتے دیکھا۔ وہ واقعی ہی کوئی عام لڑکی نہیں تھی کیونکہ اس کا شوہر عمار آہل آفندی تھا۔ عمار کے بات ختم کرتے ہی میٹنگ میں موجود لوگوں نے تالیاں بجائیں۔

عمار نے نرم سی مسکراہٹ لیے ساتھ کھڑی حور کو دیکھا۔ جس کا چہرہ خوشی سے ٹمٹما رہا تھا۔

وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔ ارسم نے اندر داخل ہوتے اس کا سر تا پیر جائزہ لیا۔ وہ بلو شرٹ پہ بلیک جینز کے ساتھ بلیک ہی جیکٹ پہنے، بالوں کو سیٹ کر رہا تھا۔

ارسم اس کی طرف بڑھا اور اس کے گرد چکر لگاتے اسے گھورنے لگا۔ حمین کا ہاتھ بالوں میں کنگھی کرتے رکا۔ اس نے ارسم کو گھورا۔

"کیا ہے۔۔۔" حمین نے تنک کے پوچھا۔

"کس خوشی میں اتنا تیار ہو رہا ہے؟ تیرا ولیمہ ہے کیا؟" ارسم کو اس کی تیاری ہضم نہیں ہوئی۔

"آہو۔۔۔" حمین نے بیزاری سے جواب دیا۔

"کیا۔۔۔" ارسم کا ہاتھ سینے پہ پڑا۔ "تو نے مجھے دھوکا دیا۔۔۔ تو نے شادی کر

لی۔۔۔" وہ حمین کو پکڑ کے دونوں ہاتھوں سے اسے جھنجھوڑتا بولا تھا۔

حمین پورا پورا پورا اہل گیا۔ "ایڈیٹ۔۔۔ چھوڑ۔۔۔" حمین نے اس کے پیٹ میں مکا مارتے اسے سائیڈ پہ کیا۔ کیونکہ ارسم ایسے ری ایکٹ کر رہا تھا جیسے وہ حمین کی محبوبہ ہو۔ اور حمین نے اسے دھوکا دے دیا ہو۔

"مہمان آگئے کیا؟" حمین نے ارسم سے پوچھا۔

"وہ منال کو دیکھنے آئے ہیں۔۔۔" ارسم نے اس کی انفارمیشن میں اضافہ کیا۔ کیونکہ وہ تیار ایسے ہوا تھا جیسے منال کو نہیں اسے دیکھنے والے آئیں ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حمین نے ہاتھ جھلاتے اسے دفعہ کیا اور خود کمرے سے نکل گیا۔

وہ جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا ایک دم سب کی نظریں اس پہ اٹھیں۔ منال

سامنے صوفے پہ لڑکے کی والدہ اور اس کی بہن کے ساتھ بیٹھی تھی۔ حمین کو دیکھتے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔ وہ بالکل شہزادہ لگ رہا تھا۔ منال نے اسے گھورا۔ وہ کس خوشی میں اتنا تیار ہو کے آیا ہے۔

منال کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے حمین کو دیکھا وہ بھی اسے دیکھتا ہلکا سا مسکرایا۔ اور منال نے یہ منظر غصے سے دیکھا۔ حمین اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا پھر بھی وہ جانتا تھا منال کے ری ایکشن کو۔

حمین سکون سے اس لیے بیٹھا تھا کیونکہ آج صرف لڑکے کی والدہ اور اس کی بہن ہی آئیں تھیں۔ لڑکے کو لانے سے حمین نے خود اس کے والد کو فون کرنے منع کر دیا۔ وہ چاہتا تو لڑکے کی والدہ بھی نا آتی۔ لیکن منال کو سبق سکھانا تھا۔ وہ جو حمین کو تڑپانے کے چکر میں تھی اب غصے سے بھری بیٹھی تھی۔ کیونکہ اس کی ناہوئی نند مسلسل حمین کو تاڑ رہی تھی۔ والدہ تو نور اور نینا ساتھ باتوں میں مگن تھی اور جو لڑکی آئی تھی وہ حمین کو تاڑنے میں مگن تھی۔

منال کو اپنا آپ فضول لگا۔ دیکھنے وہ منال کو آئے تھے۔ دیکھ وہ حمین کو رہی تھی۔

وہ ابھی اٹھ کے جانے کا سوچ رہی تھی جب لڑکی نے اس کے قریب ہوتے سرگوشی

کی۔ "آپ کا بھائی بہت پیارا ہے۔۔۔" لڑکی نے حمین کو دیکھتے منال کے کان میں سرگوشی کی اور منال نے غصے سے اسے دیکھا۔ وہ خواہ مخواہ ہی شرمانے لگ گئی۔ حمین نے اپنا قہقہہ روکنے کے لیے ہاتھ کی مٹھی بنا کے لبوں پہ رکھی۔ ورنہ منال کی حالت پہ دل کر رہا تھا وہ قہقہے لگائے اوپر سے وہ اس لڑکی کی بات بھی سن چکا تھا۔

“ He is not my brother”



منال نے لفظ چباتے اس لڑکی کو بتایا اور ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔ حمین بھی اپنا موبائل دیکھتا باہر نکلا۔ اور باہر نکلتی منال نے اس کا جاندار قہقہا سنا۔ منال نے مڑ کے دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔ حمین اس کی تیزی پہ مسکراتا باہر لان کی طرف بڑھا۔

منال کو کس نے کہا تھا حمین شایان آفندی سے پڑگا لے؟"

وہ ارمان کے آفس میں تھی جب وہ ناک کرتا اندر داخل ہوا۔ حور نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔

وہ مسکراتا اس کی طرف بڑھا۔

"کامیابی کا پہلا قدم مبارک ہو جان عمار۔۔۔" اس نے قریب آتے نرمی سے اپنے لب حور کی پیشانی پہ رکھے۔ حور نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔

"یہ ڈیڈ کا آفس ہے عمار۔۔۔" حور نے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے اسے یاد کروایا۔

"کیوں ڈیڈ کے آفس میں رومانس ممنوع ہے کیا؟" وہ ڈھٹائی سے گویا ہوا۔ حور کانوں تک سرخ ہوئی۔

"کہیں اور چلیں؟" عمار نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ عمار کی سانسیں حور

کو اپنے کان پہ محسوس ہوئیں۔ "بے شرم۔۔۔" وہ تیزی سے کہتی مڑی اور آفس سے نکل گئی۔ پیچھے عمار کا تمقا بلند ہوا۔



-----

-----

"کیسی رہی میٹنگ۔۔۔؟" وہ باہر گیراج میں ہی حور کو گھیر چکا تھا۔ حور جانتی تھی وہ پریشان ہوگا۔ کیونکہ اس نے حور کو پورا ہفتہ اس پہ محنت کرتے دیکھا تھا۔ پہلے حور اسے جوش سے بتانے لگی لیکن کچھ سوچتے وہ رکی اور رونی صورت بناتے اسے دیکھا۔

ذوہان نے حور کی شکل دیکھی۔

"کیا ہوا۔۔۔" وہ قریب آتے پریشانی سے بولا۔

حور نے ڈرامہ کرتے آنسو روکتے نفی میں سر ہلایا۔

ذوہان کو برا لگا تھا۔ آگے بڑھ کے اسے ایک طرف سے اپنے ساتھ لگایا۔

"ماہی کہتی ہیں آپ کے ہاتھ میں صرف کوشش کرنا ہے۔ کامیابی دینا اللہ کے ہاتھ میں

ہے۔ آپ صرف وہ کرو جو آپ کر سکتے ہو۔ اور پھر اللہ کے کام اس پہ چھوڑ دو۔" وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔ ایسا ہی رشتہ تھا ان بہن بھائی کا۔ خوش ہوتے تو ایک دوسرے کا جینا حرام کر دیتے۔ اور غم میں وہ ایک دوسرے کی ڈھال بن جاتے تھے۔

"اور ماہی کچھ اور بھی کہتی ہیں۔۔" حور نے مسکراتے ذوہان سے پوچھا۔

"اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔۔۔" ذوہان نے مسکراتے اس کی بات کو مکمل کیا۔

حور نے مسکراتے اسے دیکھا۔ "میرے ساتھ رہ کے عقل مند ہو گئے ہو چیم۔۔۔" حور نے اس کا سیر اسٹائل خراب کرتے کہا۔ ذوہان کو لگا حور سمجھ گئی ہے۔ وہ خوش ہوا تھا۔

“How was your meeting?”

ماہی نے حور سے پوچھا۔

“It was fantastic ... “

حور نے اپنی گال کو اس کی گال سے مس کرتے کہا۔ ذوہان نے منہ بنایا۔ ایک دفعہ پھر وہ حور کے ہاتھوں بے وقوف بن چکا تھا۔



وہ سارے کنفرنس روم میں بیٹھے تھے۔ آج بہت دنوں بعد چیمپیئنز اکٹھے ہوئے تھے۔  
 "میں نے سنا ہے کہ تمہاری نند بہت پیاری ہے۔۔۔" ارسم نے منال کے قریب  
 ہوتے جوش سے کہا۔ ذوہان کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔ حور نے ان کو دیکھتے منہ  
 بنایا۔

"پہلی بات۔۔۔ وہ میری نند نہیں بنی ابھی۔ اور دوسری بات پیاری تو کہیں سے نہیں

تھی۔ "منال نے آنکھیں گھماتے جواب دیا۔

"لے حمین تو کہہ رہا تھا حور جیسی تھی بالکل۔۔۔" ارسم صوفی سے ٹیک لگاتے بیڈ پہ بیٹھے حمین کو دیکھتا بولا جس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ اس نے کب ایسے بولا۔

"اوہیلو۔۔ حور جیسی مت کہو۔ حور اکلوتا پیس ہے اس دنیا میں۔۔۔" حور نے فوراً اس کی کلاس لی۔

"میں جنتی حور کی بات کر رہا تھا ویسے۔۔۔" ارسم نے اس کی غلط فہمی کو دور کیا۔ جبکہ منال نے ارسم کی بات پہ حمین کو گھورا جس نے کمال بے نیازی سے اسے اگنور کیا تھا۔

"میرے پاس اس کا نمبر ہے۔۔۔" امل جو کہ نیچے قالین پہ بیٹھی موبائل یوز کر رہی تھی اپنا موبائل لہراتے بولی تھی۔ ارسم، حمین اور زوہان نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور پھر تینوں ایک ساتھ امل کی طرف لپکے۔ امل بھاگ کے بیڈ پہ چڑھی۔

"امل میری گڑیا مجھے دو۔۔ بھائی کی بات بننے دو۔۔۔" حمین جان بوجھ کے منال کو تنگ کرنے کے چکر میں تھا۔ "اوتوں سا بیڈ پہ ہو۔۔۔ تجھے تو کوئی بھی لڑکی دے

دے گا میری بات بن جانے دے۔۔۔ "ارسم نے حمین کو پیچھے سے پکڑتے اپنا الو  
سیدھا کرنے کی کوشش کی۔

"یار میں صدا کا کنوارا ہ۔۔۔ مجھے لینے دے پلیز۔۔۔" ذوہان بھی منمنایا تھا۔

ارسم نے حمین کو پکڑا تھا اور رسم کو پیچھے سے ذوہان نے۔ جبکہ حمین ابھی بھی دوہائی  
دے رہا تھا۔

"یار دیکھو۔ وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔۔۔ میرا

بنتا ہے" رسم سے اپنا آپ چھڑواتے حمین بولا۔

"جبکہ اہل ان تینوں کی طرف کبھی موبائل پھینکنے کی کوشش کرتی کبھی دوسری طرف  
کر لیتی۔ جبکہ حور نے انجوائے کرتے ان کی ویڈیو بنانا شروع کر دی تھی۔

"اہل جان۔۔۔ مجھے دے دو اس کا نمبر۔۔۔" سکون سے صوفیہ بیٹھے عمار نے کہا تو

ایک دم کمرے میں خاموشی چھائی۔

حور نے اسے گھورا اور حمین، رسم اور ذوہان اس کی طرف بڑھے۔ "نکاح شدہ ہو کے

ایسا کہتے شرم

نہیں آئی تھی۔۔۔۔ "حمین نے اس کے ساتھ دھپ سے بیٹھتے اس کی گردن کو

دبوچا۔

"ہم تینوں کو دیکھو۔ برو۔۔۔ کیا ترس نہیں آتا آپ کو ہم پہ۔۔۔ ہم تین۔۔۔ اور ہمارا

کنوراہ پن۔۔۔۔" ارسم نے ذوہان کو گلے لگاتے ڈرامہ کیا۔

"اوبھائی۔۔۔ سنبھال خود کو۔۔۔ تیرا کنوراہ پن آو اور فلو کر رہا ہے۔۔۔" ذوہان نے

اسے خود سے دور کرتے کہا۔ اس نے ذوہان کو دیکھتے منہ موڑا۔ اس سے پہلے کے وہ

جذبات میں آ کے حور کو گلے لگاتا حور فوراً نیچے کو ہوئی اور عمار نے ارسم کو اپنی طرف

کھینچا۔ اور حمین نے اٹھ کے اس کے ایک کان کے نیچے لگائی۔ منال اور امل نے انہیں

دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔ کچھ فاصلہ تھا ان کے درمیان اور درمیان میں نیچے گھاس پہ فٹ بال پڑا تھا۔ عمار نے فٹ بال کو دیکھا اور پھر مسکراتے سامنے کھڑی حور کو۔

حور نے اپنی ٹیل پونی کو ٹائٹ کرتے اسے دیکھا۔

جبکہ ارسم نے اپنے ہاتھوں کا مائیک بنایا تھا۔ وہ کمٹری کر رہا تھا۔

"جی تو ناظرین۔۔ ہمارے پلیئرز کی نظریں ہیں ایک دو جے پہ۔۔۔ یہ ایک دوسرے کو ہی دیکھی جائیں گے تو فٹ بال کو کون غریب پوچھے گا؟" ارسم نے جوش سے کمٹری کرتے آخر میں منہ بنا کے حور اور عمار پہ طنز کیا۔ حور نے اس کے طنز کا اثر لیتے زاویہ نگاہ بدلا۔ لیکن عمار ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔ وہ ابھی بھی حور کو ہی دیکھ رہا تھا۔

حور کے پیچھے منال کھڑی تھی اور عمار کے پیچھے حمین۔۔۔

اٹل، منال اور حور کی ایک ٹیم۔۔۔ گرلز ٹیم

جبکہ ذوہان، عمار اور حمین دوسری ٹیم۔۔ بوائز ٹیم میں تھے۔ اور صدا کا انوکھا ارسم آہل آفندی کمٹری۔۔

"ون، ٹو اور تھری۔۔۔ سٹارٹ۔۔۔" ار سم کے تین تک گن کے سٹارٹ کہتے ہی حور نے پاؤں کے گرد فٹ بال گھمایا اور اسے منال کی طرف پھینک دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ منال کے پاؤں تک جاتا حمین نے درمیان سے اچک لیا۔

"شٹ۔۔۔" حور نے سر پہ ہاتھ مارتے حمین کو گھیرے میں لیتے کہا۔ کیونکہ اس کے پاس فٹ بال کے جانے کا مطلب پہلا گول اس کا۔

حمین نے مہارت سے فٹ بال کو گھماتے اسے حور سے بچایا۔ منال اور امل بھی اسے گھیر رہی تھیں۔

لیکن وہ انہیں پورے لان میں گھمارتا تھا۔

"لڑکیاں حمین آفندی کے گرد حصار باندھتے ہوئے لیکن وہ شوخا انسان ان کی پہنچ سے دور۔۔۔" ار سم بھی ان کے ساتھ بھاگتا اپنے جیسی کنٹری کر رہا تھا۔

حمین ایک دم آگے بھاگتا پیچھے کو مڑا اور فٹ بال کو کک ماری۔ منال ڈر کے نیچے بیٹھی ورنہ ابھی اس کا سر پھٹ جاتا۔ اس کے سر سے اوپر جاتے بال اس سے پہلے کے گول ہوتا حور نے اپنی ٹانگ سے فٹ بال کو جالی کے اندر جانے سے روکا۔



"اور۔۔۔۔۔ یہاں گول۔۔۔۔۔ نہیں ہوا۔ کیوں کہ ٹینشن کی دوکان گول روکنے میں ہوئی کامیاب۔۔۔۔۔" ارسم کی کمٹری چل رہی تھی۔

فٹ بال اب ذوہان کے پیروں تلے رونداجا رہا تھا۔ امل نے ذوہان کے پیروں میں اپنا پیر پھسا کے فٹ بال لیا۔ ذوہان نے غصے سے اسے دیکھا۔ لیکن وہ آگے بڑھ چکی۔

"تیری کچھ ہوتی سوتی نے چیٹنگ کی ہے۔۔۔۔۔" ذوہان نے ارسم کے سر پہ پہنچتے کہا۔ کیونکہ امل کی غلطی وہ ہمیشہ کی طرح نظر انداز کر رہا تھا۔

"میں نے تو نہیں دیکھا۔۔۔۔۔" ارسم نے سامنے فٹ بال لے کے بھاگتی سر پھری امل کو دیکھا۔

"کیڑے پڑیں گے تجھے اس دھوکے کے لیے۔۔۔۔۔" ذوہان نے اسے دھکا دیا اور پھر بھاگا۔ ارسم مسکرایا تھا۔

اور امل نے فٹ بال پھینکا حور کی جانب۔۔۔۔۔ تب تک منال بھاگ کے جالی کے قریب پہنچ چکی تھی۔

اور حور نے اس کے پہنچتے ہی اس کی طرف فٹ بال پھینکا۔ درمیان سے ہی حمین نے

پوری کوشش کی کہ وہ اچک لے لیکن اس بار حمین سے پہلے ہی منال نے کک ماری اور  
فٹ بال گیا جالی کو سلامی پیش کرنے۔

"اور یہاں۔۔۔۔ ہماری لڑکیوں کا پہلا گول۔۔۔۔" ارسم نے چیخ مارتے کہا۔ حور  
نے آگے بڑھ کے منال کے ساتھ ہائے فائے کیا۔ منال نے مسکراتے حمین کو دیکھا۔  
بال ماتھے پہ بکھرے، سانس پھولا ہوا، دھوپ کی اور گول ہو جانے کی تمازت سے اس  
کا چہرہ جھلس رہا تھا۔ منال اسے دیکھتی ہلکا سا مسکرائی اور اپنا ٹھینگا دکھایا۔

حمین نے پاس کھڑے ذوہان کو غصے سے چیخ کیا۔ اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔ کیونکہ اس  
کی شان کے خلاف تھا کسی سے ہارنا۔ ذوہان نے اپنا بازو سہلایا جہاں وہ جون سینا بن کے  
چیخ مار گیا تھا۔

کھیل ادھورا ہو کے بھی لڑکیوں کا پلہ بھاری کر گیا تھا۔

حور اور ذوہان واپس جا رہے تھے اور انہیں عمار چھوڑنے رہا تھا۔ جبکہ حمین ایک ہاتھ میں فائل تھا مے تیار کہیں جا رہا تھا۔ وہ سب گیراج میں ہی کھڑے تھے جب وہ نک سک سا تیار ہوا آیا۔

بلیک جینز پہ بلیک شرٹ آنکھوں پہ سن گلا سز لگائے، بال سیٹ کیے پیروں میں بلیک جو گرز۔۔ وہ کالے رنگ میں پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا۔ اور اوپر سے اس کی سنجیدگی اور بے نیازی۔۔ اسے اور خوبصورت بناتی تھی۔ وہ آیا اور ان سب کو بغیر دیکھے کار کا دروازہ کھول کے اسے ریورس کرتے گاڑی نکال کے لے گیا۔ وہ سب وہیں کھڑے ایک دوسرے کو منہ کھول کے دیکھتے رہ گئے۔ ارسم نے اس کی کار باہر نکلتے دیکھ دونوں ہاتھوں سے لعنت اس کی طرف منتقل کی۔

اور پھر عمار، حور اور ذوہان بھی عمار کی کار میں جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ امل بھی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ منال ابھی بھی گیراج میں کھڑی سوچ رہی تھی حمین اتنا تیار ہو کے کہاں گیا ہے؟"

وہ لبوں پہ شہادت کی انگلی جمائے، ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سامنے بیٹھے شخص کو گھور رہا تھا۔

غصہ کنٹرول کرنے کے چکر میں رگیں تن گئیں تھی۔ سامنے والا اگر اس کے غصے کو جانتا ہوتا تو اپنا منہ بھی ناکھولتا۔ لیکن بد قسمتی وہ حمین شایان آفندی کے غصے سے نا واقف تھا۔ اور یہ بے خبری اسے بہت مہنگی پڑ سکتی تھی۔

"میں منال سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔" اس لڑکے نے قریب سے گزرتے ویٹر کو دیکھتے بات شروع کی۔

"پہلی غلطی۔۔۔۔" حمین نے اسے گھورتے دل میں سوچا۔ سامنے والے کو خبر بھی نہیں تھی کہ منال کا نام لینا اس کی پہلی غلطی تھی۔

"ڈیڈ چاہتے ہیں کہ میری اور منال کی شادی ہو جائے کیونکہ انہیں بزنس میں فائدہ

ہوگا۔ "اس لڑکے نے اس بار حمین کو دیکھتے کہا۔

حمین نے کچھ نہیں کہا۔ وہ بس خود کو کنٹرول کر رہا تھا۔ آؤٹ آف کنٹرول ہوتا تو سامنے والا اوپر پہنچ جاتا۔

"میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں۔ لیکن منال کی تعریفیں سننے کے بعد مجھے لگ رہا ہے کہ مجھے سوچ لینا چاہیے۔۔۔" وہ کمینگی کی انتہا کرتے مسکرایا۔

"دوسری بڑی غلطی۔۔۔۔۔" حمین کا دل چیخا تھا۔ باہر سے وہ ویسے ہی پر سکون بیٹھا تھا۔ لیکن اب اشتعال کو قابو کرنے کے لیے اس نے ٹانگیں ہلانا شروع کر دی تھیں۔ وہ لڑکا بولتا رہا۔ اور حمین سنتا رہا۔

"چلتا ہوں سالے صاحب۔۔۔ اب بارات ہی لاؤں گا۔۔۔" وہ لڑکا اٹھتا آنکھ و نک کرتے مسکرایا۔

"تیسری غلطی۔۔۔۔۔" اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتے حمین نے سوچا۔ وہ کھسیانا سا مسکرایا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

حمین کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔

اور فون نکال کے کسی کو کال ملائی۔

"ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔ جلدی پہنچو۔۔۔ کسی کا دماغ ٹھکانے لگانا ہے۔۔۔"

اس کی بات سن کے دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔

"نہیں اسے مت لانا۔۔۔ ہم دو ہی بہت ہیں۔۔۔" سامنے والے کی بات سن کے وہ

بولا۔ اور پھر کال کاٹ کے موبائل جیب میں ڈالتے اٹھ کھڑا ہوا۔



وہ اپنے کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ جب اس کا موبائل بج اٹھا۔ اس نے دروازے

سے باہر نکلتے اپنی پینٹ کی سامنے والی پاکٹ سے موبائل نکالا۔

“Dude “

کے نام سے سیونمبر سے کال دیکھ کے وہ زرا سا حیران ہوا۔ کال پک کر کے کان کو لگاتے ہی حمین کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔۔۔ جلدی پہنچو کسی کا دماغ ٹھکانے لگانا ہے۔۔۔" حمین نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔ اس نے ایک دفعہ کان سے ہٹا کے موبائل دیکھا۔

"ساتھ عمار کو لے آؤں؟" اس نے مشورہ دیا تھا۔

حمین نے شاید آگے سے منع کر دیا۔

"اوکے آرہا ہوں۔۔۔" وہ موبائل کان سے ہٹاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ جانتا تھا کوئی بہت سیریس بات ہوگی۔

کار میں میوزک فل سپیڈ میں چل رہا تھا۔ کار میں وجود شخص اپنی آنے والی شامت سے

بے خبر فل سپیڈ میں گانا سنتے کار چلا رہا تھا۔ جب ایک کار نے اس کی کار کو آ اور ٹیک کیا۔ اس نے ایک دم بریک پہ پیر رکھا۔

ایک دم غصے سے وہ کار سے نکلا۔ سامنے والی کار سے فرنٹ سیٹ سے ایک طرف سے ار سم نکلا اور دوسری طرف سے حمین۔ حمین نے کار کا دروازہ بند کرتے چابی ار سم کی طرف پھینکی جسے وہ کمال مہارت سے کیچ کر چکا تھا۔

سامنے والا ان دونوں کو دیکھ کے ڈھیلا پڑا۔ وہ جوش سے ان کی طرف بڑھا۔ آخر کو ہونے والے سالے تھے اس کے۔

حمین نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھ پا کٹ سے موبائل نکال کے پیچھے ار سم کی طرف پھینکا۔

"ہر اینگل سے ویڈیو بننی چاہیے۔۔۔" اسے حکم دیتے وہ اپنے بازو فولڈ کرنے لگا۔ تب تک وہ لڑکا بھی حمین کے قریب آ گیا تھا۔

ار سم کار کے بونٹ پہ چڑھا اب مزے سے ویڈیو بناتا کنٹری بھی کر رہا تھا۔ اور وہ لڑکا حمین آفندی کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔



"دو اس کو میری طرف سے بھی لگا۔۔۔" ارسم نے کار پہ بیٹھے ہی حکم دیا۔

حمین نے اس لڑکے کو اچھا خاصہ دھو دیا تھا۔ اب وہ لڑکا سٹرک پہ لیٹا تھا اور حمین پاؤں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"تو کیا بارات لائے گا اس کی۔ اس کی بارات صرف میں لاؤں گا۔ اور اب سے توں منال کا بھائی ہے۔ اور میں تیرا بیجا۔۔۔ آئی بات سمجھ۔۔۔" حمین نے اس کو اوپر

اٹھاتے اس کی سٹرک درست کی۔ اس کی کار سے پانی کی بوتل نکال کے اسے پانی پلایا۔ منہ دھلوا یا اور سے چلنا کیا۔ تب تک ارسم مزے سے بنائی گئی ویڈیو ایڈٹ کر رہا تھا۔

ارسم سے اپنا موبائل چھین کے اس نے والٹ ارسم کی طرف پھینکے۔ "مجھے بڑے پاپا کے آفس جانا ہے۔ ٹیکسی پکڑ اور گھر جا۔۔۔" ارسم کو کہتے وہ کار میں بیٹھا اور یہ جا وہ جا۔ ارسم نے کھلے منہ کے ساتھ اس کی کار کو فرائے بھرتے دور تک جاتے دیکھا۔

"العتت ہو۔۔۔" ارسم کو ایک دم غصہ آیا۔

لیکن غصے کا فائدہ؟ سامنے والے کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

وہ شان بے نیازی سے آفس میں داخل ہوا۔  
ریسپنسٹ کے پاس سے گزر کے وہ آگے بڑھ گیا۔ ریسپنسٹ نے اسے روکنے کی غلطی  
نہیں کی تھی۔  
آہل کے آفس کا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا۔  
آہل لیپ ٹاپ پہ بڑی تھاجب وہ اندر داخل ہوا۔  
آہل کو وہ راستے میں ہی میسج کر چکا تھا۔ آہل نے لیپ ٹاپ بند کیا اور حمین کو بیٹھنے کو کہا۔  
کوئی بہت ضروری بات ہوگی جو وہ اس کے آفس تک آ گیا تھا۔

حمین نے اپنا موبائل کچھ کہے بغیر آہل کو پکڑا یا۔ آہل نے موبائل پکڑا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

آہل نے ویڈیو دیکھی۔ جہاں وہ لڑکا منال سے شادی کی اصل وجہ بتا رہا تھا۔ اور کیسے اپنے فضول خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔

آہل کی رگیں تن گئیں۔ اس نے سنجیدگی سے سامنے بیٹھے حمین کو دیکھا۔ اور اس کی طرف موبائل بڑھا دیا۔

حمین اٹھ کھڑا ہوا۔ اس دوران ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔

"حمین اس لڑکے کو کچھ مت کہنا۔ میں خود ہینڈل کر لوں گا۔۔۔" حمین کی سنجیدگی ہی

اس کے غصے کا پتہ دے رہی تھی۔ اسی لیے آہل نے اسے باز رکھنا چاہا۔

حمین جو کہ واپسی کے لیے مڑ چکا تھا۔ پھر آہل کی طرف گھوما۔ "غلطیوں کی سزا ہوتی

ہے بڑے پاپا۔ جو بھگتتی پڑتی ہے۔" اس نے کندھے اچکاتے سکون سے جواب دیا۔

آہل نے اسے گھورا تھا۔

"مار کے آئے ہو اسے۔۔۔" آہل نے کرسی سے ٹیک لگاتے پوچھا۔

"اچھا خاصہ دھوکے آیا ہوں۔۔۔" حمین آفندی ہی تھا جو آہل کے سامنے ڈٹ کے کھڑا ہو جاتا تھا۔

آہل نے نفی میں سر ہلایا۔ "ڈونٹ وری ڈیڈ۔۔۔۔۔" اسے پانی پلا کے بھیجا ہے۔۔۔" حمین نے آہل کو دیکھتے آنکھ ونک کرتے کہا۔ وہ بہت خاص موقعوں پہ آہل کو ڈیڈ بولتا تھا۔ آہل مسکرایا تھا۔ جانتا تھا وہ ایسا ہی تھا۔ منال کے معاملے میں صرف اپنے دل کی سننے والا۔

حمین مڑ کے باہر نکلنے لگا اور آہل نے پھر سے لیپ ٹاپ کھول لیا۔ کیونکہ اس بارے میں اب بات گھر پہ ہی ہونی تھی۔

"ڈیڈ۔۔۔" حمین نے دروازے کے پاس جا کے ایک دفعہ آہل کو پھر پکارا۔ آہل نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔

"بہترین آپشن موجود ہو تو بہتر کی تلاش میں خوار نہیں ہوتے۔" وہ ہلکی سی سائل پاس کرتا بولا۔ اور جلدی سے آفس سے نکلا۔ پیچھے اس کی بات کا مطلب سمجھ آنے پہ آہل آفندی گہرا مسکرایا تھا۔

وہ ٹیکسی میں ذلیل ہوتا گھر آیا تھا۔ راستے میں اس نے حمین کو اچھی خاصی گالیاں بھی دی۔

لیکن ابھی بھی من نہیں بھرا تھا۔ اب تو بدلہ بنتا تھا۔ اسی لیے اس نے حمین کی ویڈیو جس میں وہ لڑکے کی پٹائی کر رہا تھا چیمپئنز گروپ میں سینڈ کر دی۔ "بھگتو اب رسم آہل آفندی سے بے وفائی کی سزا۔۔۔۔۔" وہ بولتا کمرے کی طرف بڑھا۔ اسے اب آرام کرنا تھا۔

وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی صوفے پہ کڑے تیور لیے عمار بیٹھا تھا۔ حمین نے اسے دیکھتے بے ساختہ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

ار سم پہ نظر پڑی جو کہ بیڈ پہ سکون سے بیٹھا تھا۔ ار سم سے نظر ہوتی منال پہ گئی جو کہ سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

"ہیے۔۔۔ برو۔ مجھے بھی لے کے جاتے ساتھ۔۔۔ میں بھی دو تین مکے جڑھ دیتی اس کے۔۔۔" امل نے حمین کے قریب آتے ہاتھ کا مکا بناتے ہوئے لہراتے کہا۔ حمین نے ار سم کو دیکھ کے دانت پیسے۔

کوئی بات اس کے پیٹ میں ٹک جائے۔ عمار چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

عمار نے اس کے قریب کھڑے ہو کے اسے گھورا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ناراضگی کا اظہار تھا۔

حمین نے گردن موڑ کے اسے باہر جاتے دیکھا۔ اور لمبی سانس خارج کی۔ اسے منانا پڑے گا۔

ار سم بھی اٹھا اور انگڑائی لیتے اس کے قریب سے گزر گیا۔ حمین نے اسے گھورا تھا۔  
ار سم مسکرایا۔ اب صرف منال تھی جو اس کو سینے پہ ہاتھ باندھے دیکھ کے گھور رہی  
تھی۔

حمین نے اسے دیکھا۔ منال آہل آفندی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ اس کے  
لیے کہاں کہاں خوار ہو کے آیا تھا۔

"کیوں مارا ہے تم نے اسے۔۔۔" منال نے حمین سے پوچھا جو کہ ڈریسنگ کے

سامنے اپنی گھڑی اتار رہا تھا۔

"تم جانتی ہو بغیر کسی وجہ سے میں کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔۔۔ پھر بھی یہ سوال۔۔۔"

"وہ سائیڈ ٹیبل سے جگ سے پانی ڈالتا بولا۔"

"تم نے کتنا مارا ہے اسے۔۔ وہ پلٹ کے تمہیں بھی مار سکتا تھا۔" منال نے اس کے

سامنے کھڑے ہوتے کہا۔

وہ پانی پیتا سے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں میری فکر ہے یا اس کی؟" حمین نے الماری کی طرف جاتے پوچھا۔ منال نے

اس کی پشت کو گھورا۔

"اس کی۔۔۔" منال نے قسم کھائی تھی حمین کے دل کو جلانے کی۔ "غلطی کی اسے

چھوڑ کے۔۔۔ ایک دوہڈی توڑنی چاہیے تھی۔ پھر کر آتی تم جا کے اس کی

زیارت۔۔۔" حمین واش روم کے دروازے سے پلٹتا بولا تھا۔

"اب بھی کر آؤں گی۔۔۔" منال بھی باہر کی طرف بڑھتے کہا۔ "ٹانگیں توڑ دوں گا

۔۔۔" حمین نے باہر کی طرف گردن کرتے پیچھے سے وارنگ دی۔

"میری یا اس کی؟" منال نے کمرے میں جھانکتے اسے تپایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دونوں کی۔۔۔" وہ واش روم میں گھستا غصے سے بولا۔

منال نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ کل سے وہ ویسے ہی اس رشتے کو لے کے پریشان سی

تھی۔ آج وہ پریشانی بھی حمین نے ختم کر دی تھی۔



آہل نے اس کی شرط پہ اسے گھورا۔ عمار نے دانت دکھا دیئے۔ "بالکل نہیں۔۔۔"۔  
 آہل نے صاف انکار کیا۔

"پلیز ڈیڈ۔۔۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

"ہم نے کہا تھا 2 سال تک رخصتی کی کوئی بات نہیں ہوگی۔۔۔" آہل نے اسے یاد  
 کروایا۔

"ہم نے نہیں۔ آپ نے" عمار نے یاد کروایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تین ماہ کے پروجیکٹ کے لیے لندن جا رہا تھا۔

آہل نے اسے کمرے میں ڈیٹیل بتانے کے لیے بلوایا تھا۔ اور وہ نئی شرط لے کے بیٹھ  
 گیا۔ کہ اگر وہ کامیاب لوٹتا ہے تو ایک ماہ میں حور کو رخصت کروا کے لے آئے گا۔

آہل جو کہ اپنے بیڈ پہ لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا اور عمار اس کے سامنے بیٹھا اسے منارہا  
 تھا۔

"اگر آپ ہاں کرتے ہیں تو میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں یہ پروجیکٹ ہمارا ہوگا۔۔۔ اور

اگر نہیں تو۔۔۔ "عمار بلیک میلنگ پہ اتر آیا تھا۔

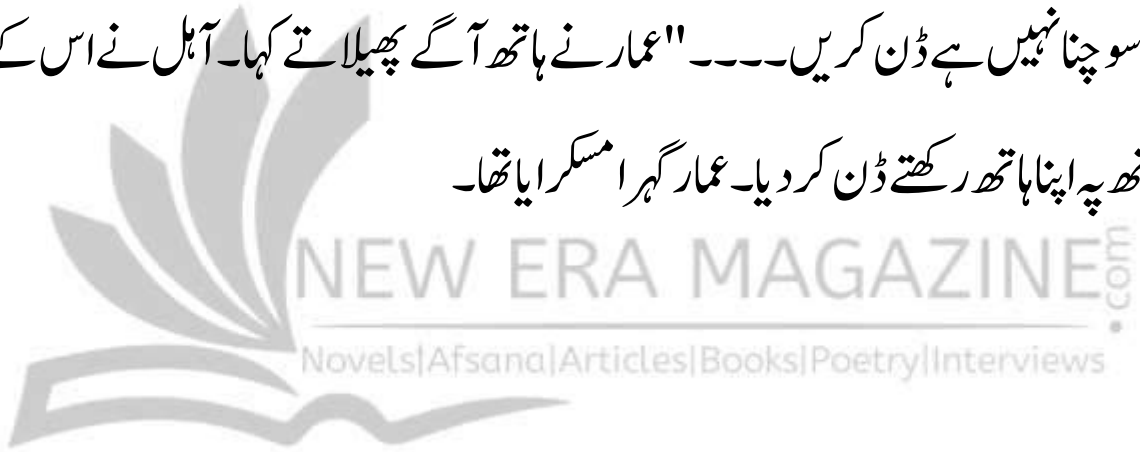
"تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو؟" آہل نے آبرو اچکاتے پوچھا۔

"کم آن ڈیڈ۔۔۔ نو۔۔۔" عمار فوراً مگر گیا۔

"سوچتے ہیں۔۔۔" آہل نے اسے ٹالا۔

"سوچنا نہیں ہے ڈن کریں۔۔۔" عمار نے ہاتھ آگے پھیلاتے کہا۔ آہل نے اس کے

ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ڈن کر دیا۔ عمار گہرا مسکرایا تھا۔



وہ نینا کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔ نینا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔ اور کچھ  
 فاصلے پہ بیٹھے شایان آفندی کی گھوریوں کا مرکز جمین آنکھیں موندے مزے سے لیٹا  
 تھا۔

"کم آن ڈیڈ۔۔۔ آپ کی وائف میری والدہ بھی ہیں۔۔۔" حمین نے آنکھیں بند کیے  
ہی شایان کو چھیڑا۔

"ہاں تو میں کب کچھ کہہ رہا ہوں۔۔۔ ہنہ۔۔۔" شایان نے منہ بسورا۔

حمین ہنستے اٹھ کے بیٹھ گیا۔ "بڑے پاپا منال کے رشتے کے لیے پریشان ہیں۔۔۔"  
حمین نے بات کا آغاز کیا۔ شایان نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔ جب کہ نینا  
اسے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

"بڑے پاپا بڑے پاپا کا بھتیجا۔۔۔" شایان نے طنز کیا۔ حمین نے انور کیا تھا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"آپ لوگ اگر چاہیں تو منال اس گھر میں بھی رہ سکتی ہے۔۔۔" حمین نے نینا کے  
ہاتھ پکڑ کے دباتے اپنے مطلب کی بات کی۔

"ہم لوگ چاہ لیں گے تم اپنی بتاؤ۔۔۔" شایان اس کا ایکسرے کرتا بولا۔

"آپ کی خوشی میں میری خوشی۔۔۔" حمین نے بات کو گھما دیا تھا۔

"بہت تیز ہو حمین آفندی۔۔۔" شایان نے اس کو داد دی تھی۔ "بیٹا کس کا  
ہوں۔۔۔" وہ فرضی کالر کھڑا کرتا شوخا ہوا۔

"منال کو بہو بنانا میری خواہش ہے۔ لیکن مجھے لگا تم اسے پسند نہیں کرتے۔۔۔۔۔" نینا نے حمین کو دیکھتے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

حمین نے شایان کو دیکھا اور شایان نے اپنی بھولی بیگم کو۔ "میں آپ کی خواہش کا احترام کرتا ہوں۔۔۔" اس نے نینا کو ساتھ لگاتے اس کے سر پہ بوسہ دیا اور شایان کو دیکھا۔ جو کہ اس کی ایکٹنگ پہ کانوں کو ہاتھ لگا رہا تھا۔ کیونکہ وہ حمین کے دل سے بہت اچھے سے واقف تھا۔ حمین نے شایان کو دیکھتے مسکراہٹ دانتوں تلے دبائی۔



وہ اپنے گارڈن میں رکھے جھولے پہ بیٹھی آسمان دیکھ رہی تھی۔ جب ماہی اس کے پاس آ کے بیٹھی۔

"ادا اس ہو۔۔۔؟" ماہی نے حور سے پوچھا۔

"شاید۔۔۔" فوراً جواب آیا تھا۔

عمار جا رہا ہے اس لیے۔۔۔" ماہی کے پوچھنے پہ حور نے ایک دم گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ ماہی مسکرائی۔

"پتہ نہیں۔۔۔" وہ کندھے اچکا گئی۔

"عجیب سی بے کلی سی ہے جب سے اس کے جانے کا سنا ہے۔ حالانکہ ہم کونسا ساتھ رہتے ہیں پھر بھی میں سمجھ نہیں پا رہی۔۔۔" حور نے سامنے دیکھتے ہی ماہی سے کہا۔

ماہی بھی ساتھ جھولا جھولتے اسے سن رہی تھی۔

"ڈر لگ رہا ہے" ماہی نے دوبارہ پوچھا۔ حور نے صرف سر ہلا دیا۔ "اپنے حصار میں

بھیجنا سے۔۔۔" کہیں نہیں جائے گا۔۔۔" ماہی بولتی اٹھ گئی اور حور کی نظریں ابھی بھی خالی آسمان کو تک رہی تھیں۔

وہ پیننگ کر رہا تھا۔ حمین صوفے پہ بیٹھا سے دیکھ رہا تھا۔ عمار نے ایک دفعہ بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ "ناراض ہو کے جائے گا؟" حمین نے اس کا ہاتھ روکتے اسے کہا۔ وہ شرٹ سوٹ کیس میں ڈال رہا تھا۔ "تجھے فرق پڑ رہا ہے؟" عمار نے اس کو دیکھا۔ "توں جانتا ہے مجھے منانا نہیں آتا۔۔۔" حمین بے بسی سے بولا۔

"ہاں بس ناراض کرنا آتا ہے۔۔۔" عمار نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔ "بیویوں کی طرح نخرے کیوں کر رہا ہے۔۔۔" حمین نے اس پہ طنز کیا۔  
 عمار نے اسے گھورا۔

"مان جایا۔۔۔" عمار کو گلے لگاتے حمین نے کہا۔ جبکہ ارسم کمرے میں ابھی ابھی داخل ہوا تھا۔

"آئی۔۔۔ استغفر اللہ۔۔۔" ارسم نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ڈرامہ کیا۔

حمین اور عمار الگ ہوئے۔ ایک دوسرے کو دیکھ کے انہوں نے ارسم کو دیکھا جو کہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

ار سم نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔

"دروازہ تو بند کر لیتے برو۔۔۔" حمین کو دیکھتے اس نے عمار کو چھیڑا۔ حمین نے صوفے سے تکیہ اٹھا کے اس کے مارا۔ عمار کا قہقہا بلند ہوا۔

وہ بیگ میں اپنی چیزیں دیکھ رہا تھا۔ جبکہ ار سم اور حمین صوفے پہ بیٹھے تھے جب وہ دروازہ کھٹکھٹاتے اندر داخل ہوئی۔ عمار جو کہ بیڈ پہ بیگ میں جھانک رہا تھا دروازے کی دستک پہ ایسے ہی اس نے گردن موڑ کے دیکھا۔ سامنے حور کو کھڑا دیکھ وہ ہلکا سا مسکرایا۔ حور بھی اسے دیکھ کے مسکرائی۔ "آہم۔۔۔ آہم۔۔۔" ار سم نے گلہ صاف کرتے اپنی اور حمین کی موجودگی کا پتہ دیا۔ حمین اپنی پاکٹ پہ موبائل ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

حور اندر آگئی تھی۔ حمین چلا گیا تھا لیکن ار سم ابھی بھی مزے سے صوفے پہ بیٹھا تھا۔ عمار نے ار سم کو گھورا۔

"جاؤ۔۔۔ موم بلار ہی ہیں تمہیں۔۔۔" عمار نے اسے بہانے سے بھگانا چاہا۔ "نہیں

تو۔۔ "ارسم جان بوجھ کے اسے تنگ کرنے لگا۔

عمار نے موبائل نکال کے حمین کو کال ملائی۔

"اپنے کچھ لگتے کو بھی لے کے جا۔۔" اس نے ارسم کو دیکھتے دانت کچاتے حور سے

زرادور کھڑے ہو کے حمین سے کال پہ کہا۔ اس دوران ارسم بڑے مزے سے

صوفے پہ بیٹھا تھا۔ حمین آیا اور ارسم کو اپنا ہاتھ دیتے اٹھایا۔ وہ تمیز سے اٹھ گیا ورنہ عمار

کا کچھ پتہ نہیں۔

حور ایک طرف کھڑی ان کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ "برو۔۔" حمین کے پیچھے جاتے

ارسم پھر مڑا۔ "دروازہ بند کر لیں۔۔" وہ کہہ کے بھاگ گیا۔ عمار حور کے سامنے خواہ

مخواہ شرمندہ ہو گیا۔

حور نے مسکراہٹ دبائی۔

وہ عمار کی طرف بڑھی۔ ایک کالا دھاگا اس نے عمار کے ہاتھ میں لپیٹا۔ عمار نے نا سمجھی

سے اسے دیکھا۔ "یہ حورین ارمان احمد کا حصار ہے آپ کے گرد۔ تین مہینوں کے لیے

۔۔" اس نے ایک دفعہ گھماتے کہا۔



"مجھے خود سے جڑے لوگ شنیر کرنے کی عادت نہیں۔۔۔" دوسری گرہ لگاتے حور نے کہا۔

"اللہ آپ کو اپنی امان میں رکھیں۔۔۔" تیسری گرہ لگاتے اس نے دعادی۔ حور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جبکہ عمار حور کو۔

وہ اسے جکڑ رہی تھی۔ عمار اسے کہنا چاہتا تھا کہ اگر وہ یہ کالا دھاگانا بھی باندھے پھر بھی وہ عمار آہل آفندی کو جکڑ چکی تھی۔ اس کے گرد حصار تو وہ اس کی محرم بن کے ہی باندھ چکی تھی۔ لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ آہل کی بات یاد آگئی تھی۔ لڑکیاں خود سے جڑے لوگوں اور رشتوں کے لیے بہت جذباتی ہوتی ہیں۔

اس نے حور کا آج الگ ہی روپ دیکھا تھا۔ بیویوں والا روپ۔ عمار مسکرایا تھا۔ اور پھر جھک کے اس کی پیشانی پہ اپنے ہونٹوں کی مہر ثابت کی۔

"فی امان اللہ۔۔۔" صرف تین لفظ عمار کے منہ سے ادا ہوئے۔ باقی سب تو حور اسے کہہ چکی تھی۔

وہ دونوں باہر کی طرف بڑھے جہاں سب ان کا انتظار کر رہے تھے۔ عمار کی فلائٹ کا



منال نے گردن موڑ کے اس کو دیکھا۔ وہ بھاگتی اس کی طرف آئی۔ اور درمیان میں ہی ٹیبل کو کونہ لگنے سے وہ ایک دم لڑکھرائی۔

“ Be careful .... “

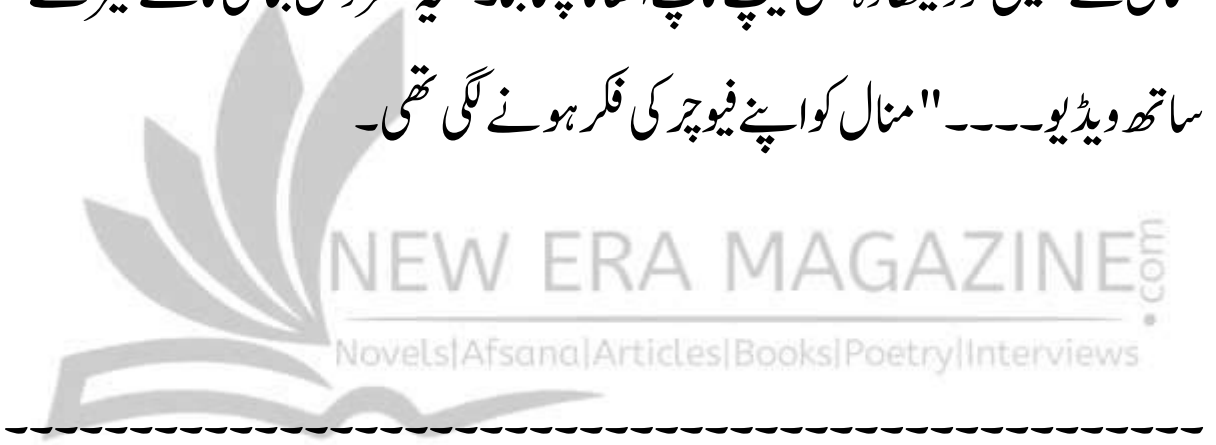
ارسم فوراً گھڑا ہوتا بولا۔ لیکن اہل کو محسوس نہیں ہوئی۔ وہ جوش سے منال کے پاس بیٹھی اسے موبائل پہ کچھ دکھانے لگی۔

"یہ ویڈیو دیکھنا۔۔۔" وہ اس کی طرف موبائل کرتے بولی۔ ویڈیو میں کوئی کپیل تھا۔ لڑکی اور لڑکے دونوں نے بلیک کپڑے اور جوتے پہن رکھے تھے اور ساتھ چلتے ان کے صرف پیر اور ٹانگیں نظر آرہی تھیں۔ "کتنے پیارے لگ رہے چلتے۔۔۔" اہل نے آنکھیں بند کر کے کھولتے کہا۔

"موم کے ہونے والے داماد کے ساتھ میں ایسی ویڈیوز روز بنایا کروں گی۔۔۔" وہ منال کو اپنا پلان بتا رہی تھی۔

اور موم کے ہونے والے داماد نے اس کی بات پہ مسکراہٹ دبائی۔  
 "تنگ آجائے گا میری حرکتوں سے وہ۔۔۔" اہل منال کو اپنا فیوچر بتا رہی تھی۔ اور  
 ارسم آہل آفندی کی دل کی دھڑکن اس کی باتوں پہ خوا مخواہ ہی بڑھ رہی تھی۔ اسی لیے  
 اس نے کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔

منال نے حمین کو دیکھا وہ بھی لپٹا پٹا اٹھاتا چلتا بنا۔ "یہ کھڑوس بنا ہی نالے میرے  
 ساتھ ویڈیو۔۔۔" منال کو اپنے فیوچر کی فکر ہونے لگی تھی۔



اسے آئے یہاں ہفتہ ہونے کو تھا۔ اس ایک ہفتہ میں جب بھی اس کی نظر اپنے ہاتھ  
 میں موجود دھاگے پہ جاتی وہ مسحور ہو جاتا۔ اسے یہاں آ کے سمجھ آئی تھی کہ حور نے  
 اسے یہ کیوں پہنایا تھا۔

اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے اس دھاگے کو دیکھتے وہ یاد آرہی تھی۔ یہاں آ کے کام کا  
 برڈن زیادہ تھا لیکن وہ چاہ کے بھی حور کو نا بھول پایا نہ ہی فراموش کر پایا۔ وہ دھاگا نہیں  
 تھا حور عمار آفندی کی قید تھی جس سے وہ چاہ کہ بھی نکل نہیں پارہا تھا۔ حور کو یاد کرتے  
 اس نے اپنی کرسی سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند لیں۔

"صرف تین ماہ۔۔۔۔" زیر لب خود کو حوصلہ دیتے وہ جلدی سے سیدھا ہوا اور کام  
 کرنے لگا۔



وہ دونوں بہن بھائی لہجہ کر رہے تھے۔ ماہی آج گھر نہیں تھیں۔ ورنہ وہ تینوں ساتھ لہجہ  
 کرتے تھے۔

"ایک نیوز سناؤں؟" ذوہان کی طرف جھکتے حور نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔۔۔" ذوہان بھی اس کی طرف جھک کے سننے لگا۔ جبکہ ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا جو کہ اس نے منہ کو لگایا ہوا تھا۔

"ماموں اور نانا ابو لوگ آرہے ہیں۔۔۔" حور نے جوش سے بتایا۔ "سچی۔۔۔"

ذوہان چہرہ کا تھا۔

"مچی۔۔۔" حور نے تائید کی۔

صائم سیال باہر پڑھنے گیا اور وہیں اس نے اپنی کلاس فیلو سے شادی کر لی اور پھر وہ سیال صاحب اور فائزہ بیگم کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

"مایا بھی آئے گی ساتھ۔۔۔ ہائے کتنا مزہ آئے گا۔۔۔" حور نے ایکسائٹڈ ہو کے بتایا اور ذوہان منہ میں جاتا نوالہ ہونٹوں کے قریب رک گیا۔ آنکھیں صدمے سے کھل گئی۔ اس نے حور کو دیکھا جو مزے سے کھانا کھا رہی تھی۔ اور پھر اس نے تصور میں مایا کو یاد کیا۔ اسے آج بھی یاد ہے اس کی پٹاخہ لندن سے آئی کزن ماہی کی فیورٹ بھتیجی۔

جب وہ بچپن میں آئی تھی تب اس نے ذوہان کو اس کی نانی یاد کروادی تھی۔ اور اب وہ بھی ذوہان کی طرح 18 سال کی ہو چکی ہوگی۔ یہ یاد کرتے ہی ذوہان کا حلق تک کڑواہو

گیا۔ اس نے نوالہ پلیٹ میں واپس رکھ دیا۔ جبکہ حور تو مزے سے کھانا تناوش فرما رہی تھی۔

وہ خاموشی سے آہل کے سامنے بیٹھا تھا۔ جبکہ ساتھ شایان آفندی بھی مزے سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ کیونکہ اس دن وہ شایان کو گھماچکا تھا لیکن آج آہل کے سامنے اس کی بولتی بند ہو جائے گی۔ (ایسا شایان آفندی کو لگتا تھا۔)

"شایان چاہتا ہے کہ منال اس کی بہو بنے۔۔۔" آہل نے سامنے بیٹھے حمین کو مخاطب کیا۔

(شایان کا بیٹا بھی یہی چاہتا ہے۔۔۔) شایان نے دل میں کہا تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟" آہل نے حمین سے اس کی مرضی پوچھی۔ "جو ڈیڈ چاہتے ہیں

وہی۔۔۔۔ "وہ شایان کو دیکھتا مسکراتا بولا تھا۔ آہل نے اس کی بات پہ شایان کو دیکھا۔  
جبکہ شایان کو اس سے اتنی بہادری کی امید بالکل نہیں تھی۔

نینا اور نور بھی سائیڈ پہ کھڑی تھیں۔ نینا صدقے واری گئی تھی اپنے لال پہ۔

"منال کو اعتراض ہوا تو۔۔۔۔ "آہل نے حمین سے پوچھا۔ "نہیں ہوگا۔۔۔۔" وہ فوراً  
بولا تھا۔

"میں نے کہا "ہوا تو"؟... "آہل نے اپنی بات دہرائی۔

"میں نے بھی کہا "نہیں ہوگا۔۔۔۔" وہ اپنی بات پہ قائم رہا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھتے ہیں۔۔۔۔" آہل کو اس کا انداز ہمیشہ کی طرح بھایا تھا۔ اور وہ جانتا تھا منال کو  
اعتراض نہیں ہوگا۔



وہ ایئر پورٹ پہ مایا کو پک کرنے آئے تھے۔ ماموں اور نانی لوگ اگلے مہینے آنے والے تھے اور جس سے ذوہان ارمان احمد بھاگنا چاہتا تھا وہ آفت کی پڑیا آج ہی آرہی تھی۔ کیونکہ اسے پاکستان اور پاکستانی بہت پسند تھے۔ خاص کر ذوہان ارمان احمد۔

وہ شارٹ فرائیڈ اور جینز میں ملبوس جوڑے میں بال باندھے ڈوپٹے سے بے نیاز بھاگتی ہوئی ایئر پورٹ سے نکلی۔ اور باہر آنے کے بعد پاکستان کی ہوا کو محسوس کرتے اس نے اپنے بازو واکیے۔

جس سے اس کے جسم کے نشیب و فراز واضح ہوئے تھے اور ذوہان کو ایک دم ڈھیر سارا غصہ آیا تھا۔

وہ حور کو اس کو رسیو کرنے کا کہتا خود پارکنگ سے گاری نکالنے چلا گیا۔

وہ بھاگتی حور کے گلے لگی تھی۔ "کوئی اور نہیں آیا؟" اس نے ادھر ادھر دیکھتے پوچھا تھا۔

"آیا ہے نازوہان آیا ہے۔ وہ کار نکال رہا ہے۔ آجاؤ۔" حور نے اس کا بیگ پکڑتے اسے بتایا۔

وہ سر ہلاتی اس کے ساتھ آگے بڑھی۔

"ہیلو ڈیر کزن۔۔۔" کار کے قریب پہنچ کے اس نے ذوہان کے آگے ہاتھ کیا۔

"ہائے۔۔۔" ذوہان نے اس کا ہاتھ زرا سا تھام کے چھوڑ دیا۔ مایا کے ساتھ ساتھ حور

نے بھی اس کی حرکت کو ملاحظہ کیا تھا۔

ذوہان فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا ڈرائیور کے ساتھ اور حور اور مایا بیک سیٹس پہ۔ مایا پورے

راستے بولتی آئی تھی۔ جب وہ گھر آ کے گیراج میں اترے تو مایا نے جان بوجھ کے ذوہان

کے پاؤں پہ اپنا ہیل والا پیر رکھا اور اسے زور سے دبایا۔

"یہ مجھ سے صبح سے سلام نالینے کی سزا۔۔۔" وہ مسکراتی کہتی اندر بڑھی۔ حور اس کا

سامان نکلوا رہی تھی۔ اس لیے وہ اس کی کاروائی دیکھ نہیں پائی۔

"چلو۔۔۔ یہاں کیوں کھڑے ہو" حور نے ذوہان کو کہا اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ وہ اپنے پیر کو دیکھ رہا تھا جہاں مایا کی ہیل کا نشان اس کے پیر پہ واضح ہو چکا تھا۔

نہند کے مارے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

اس نے سامنے لگے وال کلاک کو دیکھا جہاں رات کا ایک بج رہا تھا۔ تھوڑا سا کام  
پہنڈنگ تھا۔ اگر وہ ابھی سو جاتا تو اس کا یہ پروجیکٹ کل کی بجائے پرسوں پورا ہوتا۔  
جبکہ وہ اس تین ماہ کے عرصے میں پاکستان کو اتنا یاد کر چکا تھا کہ اسے یہ کل ہی پورا کرنا



وہ منال کے کمرے کے دروازے پہ کھڑا دستک دے رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا  
وہ یہ دروازہ توڑ دیتا۔

"کیا ہے۔۔۔۔" منال نے دروازہ کھولنے کی بجائے اندر سے سکون سے پوچھا۔

“Open the door ....“

وہی اس کا حکمیہ لہجہ۔

"نو۔۔۔ میں سونے لگی ہوں۔ صبح آنا۔۔۔" منال نے ایسے جواب دیا جیسے وہ بھیک مانگنے کھڑا ہو۔

"منال آہل آفندی۔۔۔۔ آئی سیڈ اوپن دی ڈور۔۔۔۔" اس نے ایک ایک لفظ چباتے کہا۔

"حمین شایان آفندی۔۔۔ آئی ٹولڈ یو۔۔۔ آئی ایم گونگ ٹوسلیپ۔۔۔۔" وہ بھی اس کے ہی انداز میں بولی تھی۔ اندر سے ایک طرف سے ارسم اور امل نظر آئے تھے حمین کو۔ اور اسے سمجھنے میں سیکنڈ بھی نہیں لگا کہ یہ سب ان کا پلان تھا۔

"تم نے شادی سے انکار کیا ہے۔۔۔" وہ مدعے پہ آیا تھا۔

"تم سے شادی سے انکار کیا ہے۔۔۔" منال نے تم پہ زور دیا۔

حمین مسکرایا تھا۔ وہ کبھی کبھی بس اس کے سامنے ہمت کرتی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے اسے ارسم نے بتایا کہ منال نے انکار کر دیا۔ پہلے تو وہ آپے سے ہی باہر ہو گیا اب سمجھ آ گئی تھی ان کی کارستانی۔

"او صحیح۔۔ تم نے میری مشکل آسان کر دی۔۔ شکریہ کہنے آیا تھا میں تو۔۔" وہ ایک دم بازی پلٹ گیا۔ ہمشیہ کی طرح۔

اندر موجود امل، ارسم اور منال نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ "میں بھی تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔" اس نے بھی اس بار تم پہ اچھا خاصہ زور دیا تھا۔  
 منال نے ایک دم دروازہ کھولا۔

"اس سے پہلے کے وہ غصے میں اسے کچھ کہتی وہ اندر بڑھ آیا۔ اور چلتا سکون سے جا کے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔ ارسم کو اس نے گھورا تھا اور ارسم تو دم دبا کے بھاگا۔ امل نے بھی کھسکنے میں عافیت جانی۔

"کیا کہہ رہی تھی تم۔۔۔" وہ اب بیڈ پہ پیچھے کو ہاتھ رکھے منال کو دیکھتا بولا۔

"تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی؟" وہ سوالیہ انداز میں بولا۔ "ہاں نہیں کرنی۔۔۔"

"منال نے غصے سے جواب دیا۔

"پوچھا کسی نے؟" وہ تحمل سے بولا تھا

"تم۔۔۔۔" منال نے انگلی اٹھا کے اسے کچھ کہنا چاہا۔

"نو۔۔۔ نو۔۔۔ پارٹنر۔۔۔ انگلی نیچے۔۔۔ اور ہاں اب سے یہ "تم" نہیں "آپ" کہا

کر و۔۔۔۔" وہ اس کی انگلی نیچے کرتا بولا۔

وہ بولتا جانے لگا۔

"اپنا اسٹیوڈیو تم ساتھ جہنم میں لے جانا۔۔۔" منال نے اسے چڑانے کو تم ہی کہا تھا۔

"جنت میں۔۔۔۔" ہمیشہ والا جواب سکون سے دیتا وہ رنو چکر ہو گیا۔ خود تو سکون سے

چلا گیا منال کا پاراہائی کر گیا۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے واچ لگا رہا تھا۔ پھر پرفیوم چھڑکا اور خود کا ایک دفعہ جائزہ لینے کے بعد مطمئن ہوتا وہ باہر کی طرف بڑھا۔ اسے آج یہ پروجیکٹ ہر حال میں اپنے نام کرنا تھا۔

میٹنگ روم میں پہنچنے تک اس نے موبائل دیکھا۔ ہزاروں میسجز اسے "بیسٹ آف لک ---" اور بہت سی دعاؤں کے موصول ہوئے تھے۔ وہ ابھی جواب نہیں دے پایا تھا۔ لیکن ایک خوشی ہوئی تھی۔ اپنوں کا دور ہو کے بھی یاد رکھنا ایک نعمت ہے۔



وہ جاگنگ کر رہا تھا۔ پھولا ہوا سانس تیز بھاگتے اس کی نسیں تک ابھر چکی تھیں۔ ایک دم رک کے اس نے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کے سانس لینا چاہا جب وہ بھی اس کے پاس آ کے رکی۔

"بس اتنا ہی دم ہے ذوہان ارمان احمد۔۔۔۔۔" وہ طنزیہ بولی تھی۔ ذوہان نے اپنی سابقہ

پوزیشن میں ہی اسے گردن موڑ کے دیکھا۔ دھوپ کی تمازت سے مایا کا چہرہ بھی دھمک رہا تھا۔ وہ بھی زوہان کی طرح ہی ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس تھی۔

اس نے زوہان کی طرف پانی کی بوتل بڑھائی۔

"یہ پاکستان ہے مایا سیال۔۔۔" وہ پانی کی بوتل تھا متا اس کے کپڑوں پہ طنز کر گیا۔

وہ اگنور کر گئی تھی۔ اور پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ بھاگنے لگے۔ "ماہی کہتی ہیں لڑکیاں چھپی ہوئی اچھی لگتی ہیں۔۔۔" زوہان نے بھاگتے سامنے دیکھتے ہی اسے کہا تھا۔

"ماہی کچھ اور بھی کہتی ہیں۔۔۔۔" مایا نے دو بدو جواب دیا۔ زوہان نے اس بار گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ جیسے سمجھ نا آئی ہو۔

"ماہی کہتی ہیں کسی کو اس کے لباس سے جج نہیں کرتے۔ اللہ کو بالکل نہیں پسند اس کی مخلوق کو کوئی حقیر جانے۔۔۔۔" وہ کہتی بھاگتی آگے بڑھ گئی اور زوہان ارمان احمد کے پاؤں جیسے زمین نے جکڑ لیے۔ وہ وہیں کھڑا اسے آگے جاتا دیکھ رہا تھا۔



وہ میٹنگ روم سے نکلا تھا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ اپنے آفس میں آتے سب سے پہلے اس نے آہل کو میسج کیا۔

"اپنی بہو کو رخصت کروانے کی تیاری کریں۔۔۔۔" اپنی کامیابی اس نے الگ ہی انداز میں آہل تک پہنچائی۔

"مارلیا میداں؟" آہل نے فوراً رپلائی کیا تھا۔

"جم کے۔۔۔۔" اس نے آنکھ ونک کرتے ایمو جی کے ساتھ رپلائی کیا۔

“Congratulations My son....”

آہل کو ایک دم فخر ہوا۔ "میں شام کی فلائٹ سے آرہا ہوں۔۔۔ اپنا وعدہ یاد ہیں نا آپ کو؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔



"ہیلو ڈیر کزن۔۔۔۔" وہ کیچن میں داخل ہوتی اپنے ازلی انداز میں ذوہان سے مخاطب ہوئی۔ ذوہان نے گردن موڑ کے اسے دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا اور پھر سے اپنے کام میں لگن ہو گیا۔

"چائے بنا رہے ہو؟" وہ چولہے کے پاس آتی جھانکتے بولی تھی۔ ذوہان نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اوکے۔۔۔ میرے لیے بھی بنا لینا ایک کپ۔۔۔" وہ سلیب پہ چڑھ کے بیٹھتی بولی اور ٹانگیں ہلانا شروع کر دیا۔

ذوہان نے فریج سے اور دودھ نکالا اور چولہے پہ پڑی چائے میں ڈال دیا۔ اب وہ پاس کھڑا چائے بن جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"تمہاری بیوی کے تو مزے ہونگے۔۔۔" مایا نے چائے کو دیکھتے انکشاف کیا۔ ذوہان نے اسے گھورا۔

"بھئی جب کبھی اس کا دل نہیں کرے گا تم چائے بنا لیا کرو گے۔۔۔" وہ ہاتھ اٹھاتی صفائی دے گئی۔

ذوہان نے اس کی بات پہ نفی میں سر ہلایا۔

وہ اس کے کپ میں چائے ڈال کے اس کے قریب رکھتا اپنی اور ماہی کی چائے لیتا باہر کی طرف بڑھنے لگا جب وہ سلیب سے اتر کے ایک دم اس کے سامنے آئی اور ذوہان کے ہاتھ سے ایک کپ نیچے گرا۔

"سی۔۔۔۔" مایا نے لبوں کو دانتوں تلے دباتے اپنی جلن کم کرنا چاہی کیونکہ چائے بہت گرم تھی اور چائے کے کئی چھینٹے اسکے پیر پہ گر چکے تھے۔ ذوہان تو جو گرز میں تھا اس لیے اسے فرق نہیں پڑا۔

"پاگل لڑکی۔۔۔۔" اس کو بازو سے پکڑتے ذوہان نے سائیڈ پہ کرتے کہا اور کیچن میں موجود کرسی پہ اسے بٹھایا۔

چائے کا کپ سلیب پہ رکھ کے اسے ڈھک کے اس نے کرسی کے پاس نیچے بیٹھتے مایا کا پیر پکڑنا چاہا۔

مایا نے فوراً پیر پیچھے کیا تھا۔

"مجھے دیکھنے دو۔۔۔۔" ذوہان نے گردن اٹھا کے اسے کہا۔ وہ درد ضبط کرتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"میں ٹھیک ہوں بالکل۔۔۔۔" مایا نے مسکرانے کی کوشش کی۔ اور اسی کوشش میں آنسو لڑھک کے گرا اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع ہو گئی۔

ذوہان اس سچویشن میں بالکل بوکھلا گیا۔ اس نے کھڑے ہوتے سر میں ہاتھ پھیرا۔ اسے سمجھ ہی نہیں آئی وہ کیا کرے۔ "آنٹی پلیز ماہی کو جلدی بلو ادیں۔۔۔۔" اس نے کیچن میں داخل ہوتی ملازمہ سے کہا۔ ملازمہ سر ہلاتی چلی گئی۔

-----

-----

وہ ایئر پورٹ سے نکل رہا تھا۔ ارسم اور حمین نے اسے پک کر نا تھا۔ باہر آیا تو کچھ فاصلے پہ وہ دونوں نظر آئے۔ وہ مسکراتا ان کی طرف بڑھا۔

"کامیابی مبارک ہو۔۔۔" حمین نے اسے گلے لگایا تھا۔

ارسم نے بھی اسے گلے لگا کے مبارک دی اور پھر وہ گھر کی طرف نکل پڑے۔



ماہی اس کی بات پہ ہنسی جا رہی تھی اور وہ خواہ مخواہ میں شرمندہ ہوئی جا رہا تھا۔

"موم۔۔۔" جب اس نے دیکھا ماہی کی ہنسی نہیں رک رہی وہ خفگی سے بولا۔

"اچھا سوری۔۔۔" ماہی نے ہاتھ کھڑے کرتے کہا۔ وہ دونوں ٹیرس پہ کھڑے چائے

پی رہے تھے۔

"وہ رونے لگ گئی اور مجھے سمجھ ہی نہیں آیا کہ میں کیا کروں۔ اب آپ بھی ہنس رہی

ہیں۔۔۔" وہ اسے اپنی حالت بتا رہا تھا۔ اور ماہی ایک بار پھر ہنسنے لگ گئی۔

"تمہیں اتنا نہیں پتہ ایک روتی ہوئی لڑکی کو کیسے ہینڈل کرتے ہیں۔۔۔" ماہی نے

مگ سائیڈ پہ رکھتے اس کا مذاق اڑایا۔

"حور کا پتہ ہے جب وہ روئے تو اسے تسلی دینی ہوتی۔۔۔ مایا کا نہیں پتہ۔۔۔" ذوہان اپنی صفائی دینے لگا۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں۔ لڑکیوں کی سائیکسی اس معاملے میں ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ انہیں تسلی کے دو بول سننے ہوتے ہیں روتے ہوئے۔۔۔" ماہی نے اسے پتے کی بات بتائی۔

"کم سے کم وہ دو بول تو نہیں ہوتے موم۔۔۔ پورا ایک تسلی نامہ ہوتا ہے۔۔۔" وہ منہ کے زاویے بگاڑتا بولا تھا۔

"تمہیں بڑا پتہ ہے۔۔۔" ماہی نے طنز کیا۔

"الحمد للہ ایک ماں کا بیٹا اور ایک بہن کا بھائی ہوں۔ جن کے موڈ سو نگرز جھیلنے پڑتے۔۔۔" وہ فرضی کالر کھڑا کرتے فخر سے بولا۔

"جھیلنے؟" ماہی کو وہ لفظ پسند نہیں آیا۔

"میرا مطلب ہینڈل۔۔۔" اس نے ڈر کے مارے مناسب لفظ ڈھونڈا۔ ماہی نے

مسکراہٹ دبائی تھی۔

وہ سارے ڈنر کے بعد اٹھے بیٹھے تھے۔ باتوں کا دور چل رہا تھا۔ "ڈیڈ کرو بات۔۔۔" عمار سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے آہل کی طرف جھکتے سرگوشی کی۔

"کس بارے میں۔۔۔" آہل نے چائے کا گھونٹ لیتے سب کو دیکھتے سرگوشی میں ہی پوچھا۔

"آپ کو یاد نہیں۔۔۔" وہ اس بار آہل کے قریب ہوتے بولا۔ "نہیں تو۔۔۔" آہل نے اسے تنگ کیا۔

"اوکے۔۔۔ میں خود کر لیتا ہوں۔۔۔" وہ سیدھا ہوتا کڑکے بیٹھ گیا۔ آہل نے گردن موڑ کے حیرانگی سے اسے دیکھا۔



"اپنی شادی کی بات تم خود کرو گے؟" آہل نے اس سے پوچھا۔ "ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا نہیں یاد" عمار نے طنز کیا تھا۔ آہل نے دانتوں کی نمائش کر دی۔

"ڈیڈ۔۔۔۔" آہل عمار کا باپ تھا۔ وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اسی لیے بس دانت پیستارہ گیا۔

آہل نے اس کا امتحان ختم کرنا چاہا۔

اور سب بڑوں سے بات کرنے لگا۔ عمار صوفے سے سکون سے ٹیک لگا گیا۔



وہ شایان کے سر پہ کھڑا تھا۔ "تم پاگل ہو گئے ہو؟" شایان نے اسے گھورا۔ "لے پاگل ہونے والی کیا بات ہے اس میں۔۔۔" وہ ابھی بھی سکون سے کھڑا تھا۔

"عمار کی بھی ہو ہی رہی ہے۔۔۔" اس نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے شایان کے علم میں

اضافہ کیا۔

"اس کا پہلے سے نکاح ہوا ہے۔۔۔" شایان نے دانت پیسے۔ "قبول ہے" کہنے میں  
وقت ہی کتنا لگے گا۔۔۔" وہ کندھے اچکا گیا۔

نینا بیڈ پہ سکون سے بیٹھی اپنے لاڈلے کو دیکھ رہی تھی۔

"اتنی جلدی کیا ہے شادی کی؟" شایان نے ایک آبرو اچکاتے سوال کیا۔

"موم بتاتی ہیں آپ کو بہت جلدی تھی شادی کی۔۔۔ ہے ناموم۔۔۔" وہ خود سے  
بات شایان پہ لے آیا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بالکل۔۔۔" نینا نے فوراً تائید کی تھی۔ شایان نے اسے گھورا اور ساتھ نینا کو بھی۔

"برو سے میں بات بالکل نہیں کروں گا۔۔۔" شایان نے اپنا پلہ جھاڑا۔ "سوچ

لیں۔۔۔ لوگ کیا کہیں گے بیٹا اکیلا بارات لے گیا۔۔۔" وہ نینا کے پاس جا کے بیٹھتا

بولا۔ ایک ہاتھ کہنی موڑ کے گٹھنے پہ رکھ وہ اب سکون سے شایان کو دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو اپنی اولاد کو۔ دھمکی دے رہا ہے مجھے۔۔۔"

شایان نے نینا کو درمیان میں گھسیٹا۔

"موم کوئی غلط مطالبہ ہے کیا؟" شادی کا ہی تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ "وہ نینا کو اپنی طرف کرتے بولا۔

"شادی کا ہی تو کہہ رہا ہوں۔۔۔" شایان نے اس کی نقل اتاری تھی۔

"بھگا کے نالے جاؤں آپ کی بہو کو۔۔۔" وہ نینا کو دیکھ کے آنکھ و نک کرتا شایان کو تپانے لگا۔

"ایکسیوزمی۔۔۔ بیٹا جی ہونے والی بہو۔۔۔" شایان نے اس کی کرکیشن کی تھی۔

"ہو بھی جائے گی۔۔۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"آپ ڈیڈ سے بات کر لینا۔۔۔ اوکے بائے۔۔۔" وہ شایان کو کہتا ہاتھ ہلاتا چلا گیا۔ شایان نے اس کی پشت کو گھورا۔

"ویسے بس شادی کا ہی تو کہا ہے اس نے "نینا بیڈ سے اٹھ کے صوفے پہ اس کے قریب بیٹھتے سر اس کے کندھے پہ رکھتے بولی۔

"یہ لو۔۔۔" شایان نے منہ بنایا۔ وہ ماں اور بیٹا دونوں بلیک میلر تھے۔

وہ تیار ہو رہا تھا جب عمار اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ "ابے او۔۔۔" عمار نے اس کو پیچھے سے پکڑ کے اپنی طرف گھمایا۔

"کیا ہے۔۔۔" وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے بولا۔

"میری تو ہو جانے دے شادی۔۔۔ تو نے اپنا ہی پنکھا ڈال لیا ہے۔۔۔" وہ اس کو گھورتا بولا۔

"چلو میں نے کیا کیا ہے؟ وہ تو موم چاہتی۔۔۔" ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب عمار نے اس کی بات کاٹی۔

"یہ ٹوپی کسی اور کو جا کے پہنا۔۔۔" عمار کے انکشاف پہ وہ کھسیانا سا مسکرایا۔

"تیرے ساتھ میرا بھی بھلا ہو جائے گا۔۔۔" اب چھپانے کا کیا فائدہ۔ اسی لیے وہ مدعے پہ آیا تھا۔

اس سے پہلے کے عمار سے کچھ کہتا وہ تن فن کرتا کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں۔۔۔ برو آپ دونوں میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ مجھے بھی کرنی ہے شادی۔۔۔" پہلی بات پہ جذباتی ہوتا اینڈ پہ اس نے دانت دکھائے۔

"چلو تم دونوں کر لو۔ میں رہنے دیتا ہوں۔۔۔۔" عمار پہلے ہی تپاڑا تھا ارسم کی بات پہ اور پاراہائی ہوا۔

"ہیں۔۔۔ سچی۔۔۔" وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔

"منہ توڑ دینا میں نے تم دونوں کا۔۔۔" عمار نے ان دونوں کے کھلے منہ پہ چوٹ کی۔

دونوں نے فوراً منہ بند کیا۔

"یہ دیکھ میری ہو جانے دے پہلے۔۔۔" وہ حمین کے آگے ہاتھ جوڑتا بولا۔

"برو۔۔۔ میں۔۔۔" ارسم نے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔

"توتے رک جا۔ اپنی پئی آئینوں۔۔۔" حمین خالص پنجابی لہجے میں بولا۔

"کینا خود غرض آں توں۔۔۔" ارسم کو صدمہ ہی لگ گیا۔

"مرو تم دونوں۔۔۔" عمار ان کو چھوڑتا کمرے سے چلا گیا۔

"آپ بھی جائیں اب۔۔۔" ارسم جو کہ حمین کو گھور رہا تھا اس پہ طنز کرتا بولا۔  
 "اللہ کرے منال شادی کے عین وقت پہ انکار کر دے۔" ارسم نے عورتوں کی  
 طرح اسے بددعا دی۔ اور سرپٹ بھاگا۔ حمین نے دروازے تک اس کے پیچھے اپنے  
 ہاتھ میں پکڑا برش مارا تھا۔ جو کہ ارسم کو لگنے کی بجائے دروازے کو لگا۔  
 "اللہ نہ کرے۔۔۔" حمین نے اس کی دعا پہ سینے پہ ہاتھ رکھا تھا۔



وہ سب احمد ہاؤس کے باہر کھڑے تھے۔ سب بڑے اندر جا چکے تھے لیکن عمار، شایان  
 ، آہل، ارسم اور حمین گیراج میں ہی کھڑے تھے۔  
 "اس گھر میں جب بھی آیا میری عزت ہی ہوئی ہے۔۔۔" آہل نے مین دروازہ دیکھتے  
 جذباتی ہوتے کہا۔

"آج اگر بے عزتی ہو گئی تو کس منہ سے واپس جائیں گے۔۔۔" آہل نے عمار کو دیکھتا

پوچھا۔ وہ حور کی رخصتی کی بات کرنے آئے تھے۔

"اسی منہ سے۔۔۔" ارسم نے آہل کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے منہ کے گرد دائرہ بناتے کہا۔

"تم تو اسی سے جانا کیوں کہ تجھے تو کسی نے کرایے پہ بھی شکل نہیں دینی۔۔۔" حمین نے ارسم پہ چوٹ کی۔

"ویسی شکل تیری بھی ایسی نہیں کہ تجھے کوئی کرایے پہ شکل دے۔ میرا جگر ادیکھ بہن دے رہا ہوں تجھے۔۔۔" ارسم فل جذباتی ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہل، عمار اور شایان اندر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ وہ دونوں ابھی بھی گیراج میں کھڑے لڑ رہے تھے۔

حمین نے ہاتھ جھلاتے اسے دفعہ کیا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔ ارسم بھی بھاگا تھا۔

وہ سارے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ ایک طرف مرد حضرات کی محفل لگی تھی تو دوسری طرف

عورتیں بیٹھیں تھیں۔ جب کہ ارسم اور ذوہان عورتوں اور مردوں کے درمیان بیٹھے تھے۔

"یہ کزن ہے تمہاری۔۔۔" ارسم نے مایا کی طرف دیکھتے ذوہان سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔" ذوہان نے فوراً جواب دیا۔

"تجھے کیوں دیکھ رہی ہے بار بار۔۔۔" ارسم کی عقابى نظروں نے صورتحال کا جائزہ لیتے کہا۔

"تجھے غلط فہمی ہو رہی ہے۔۔۔" ذوہان نے ٹوکا تھا۔

"دال میں کچھ کالا کالا ہے۔۔۔" ارسم باز نہیں آیا۔

"تیری نظر ہی کالی ہے۔۔۔" ذوہان بولتا اس کے پاس سے اٹھ گیا ورنہ اس کا کیا پتہ۔



حور کمرے میں چکر پہ چکر لگا رہی تھی۔ جبکہ منال بیڈ پہ بیٹھی ناخن چبار ہی تھی۔ اور امل ان سے کچھ فاصلے پہ صوفی پہ تقریباً لیٹنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔

"تمہارے بھائی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔" حور نے ایک جگہ کھڑے ہوتے منال سے کہا۔ امل نے مسکراہٹ دبائی۔ مایا بس ان کی گفتگو انجوائے کر رہی تھی۔

"ٹھکانے تمہارے بھائی کا بھی دماغ نہیں ہے۔۔۔" امل کو ہنستے دیکھ منال نے کہا۔

اور وہ جو کمرے کے ساتھ کان لگائے کھڑا سن رہا تھا۔ کانوں کو ہاتھ لگاتے پیچھے ہوتے اس نے ذوہان، عمار اور حمین کو دیکھا۔

"توبہ توبہ۔۔۔" اس نے پیچھے ہوتے ڈرامہ کیا۔

"آپ کی شان میں گستاخیاں ہو رہی ہیں۔۔۔" ارسم نے حمین اور عمار کی طرف اشارہ کرتے جواب دیا۔

"ایک منٹ میری شان میں کیوں؟ بنتا تو صرف حمین کا ہے۔۔۔" عمار بگڑا تھا۔

"اوہیلو میرا کیوں؟" حمین نے عمار کو اپنی طرف کرتے وجہ پوچھی۔

"ہم کنوارے ہی بھلے۔۔۔۔" ذوہان نے سکون سے آنکھیں بند کرتے کہا۔ وہ ابھی

بھی حور کے کمرے کے دروازے پہ کھڑے جھگڑ رہے تھے جب وہ چاروں نکلیں۔

وہ جو پورے جوش سے بول رہے تھے ایک دم چپ ہوئے۔ حور نے عمار کو جبکہ منال

نے حمین کو گھورا۔ جبکہ حمین اور عمار نے ان دونوں کو فل اگنور کیا۔ وہ چاروں ان

چاروں کو گھورتی چلی گئیں۔ پیچھے انہوں نے سانس خارج کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسی مہینے کی آخری تاریخ میں حور کو عمار کے سنگ اور منال کو حمین کے سنگ رخصت ہو

جانا تھا۔ جب سے وہ احمد ہاؤس سے تاریخ لے کے آئے تھے تب سے ایک ہنگامہ برپا تھا

آفندی ہاؤس میں۔ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ ارسم اور امل دونوں ڈھولک لے کے نیچے بیٹھے شور کر رہے تھے جبکہ ہمارے دولہے عمار اور حمین دونوں ڈبل صوفے پہ براجمان تھے۔ عورتیں کیچن میں تھیں۔ آہل بھی سنگل صوفے پہ بیٹھا تھا جبکہ شایان بھی ارسم کے ساتھ بیٹھا ڈھولک پہ چمچ بجا رہا تھا۔

"میرے یار کی شادی ہے۔۔۔۔۔ میرے یار۔۔۔" ارسم اونچی اونچی آواز میں حمین کو دیکھتا جان بوجھ کے تنگ کر رہا تھا۔

اب وہ سارے لاؤنج میں جمع تھے اور ارسم نے امل کا ڈوپٹہ سر پہ لے کے ڈیک پہ سونگ لگایا تھا۔ سب اس کی حرکتوں میں مسکرائی جا رہے تھے اور وہ تھا کہ حمین اور عمار کو مسلسل تنگ کر رہا تھا۔

ڈھولک میں تال ہے، پائل میں چھن چھن۔۔۔۔

گھونگھٹ میں گوری ہے۔۔۔۔۔ سہرے میں ساجن۔۔۔۔

(ارسم نے اہل کے ڈوپٹے سے خود کو گھونگھٹ اوڑھا تھا۔)

جہاں بھی یہ جائیں۔۔۔ بہاریں ہی چھائیں۔۔۔

(اس نے عمار اور حمین دونوں کو اپنے ساتھ کھڑا کیا)



یہ خوشیاں ہی پائیں۔۔۔ میرے دل نے دعا دی ہے۔۔۔

(ارسم نے فل عورتوں کے انداز میں ان دونوں کی بلالی۔۔۔)

عمار تو مسکرا رہا تھا جبکہ حمین اس کی حرکتوں پہ تپ رہا تھا اور ارسم اسے تپا رہا تھا۔

وہ منہ بنائے اپنے بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ الٹی پالٹی مار کے گود میں ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ اس سے کچھ فاصلے پہ ذوہان سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑا اسے خشمگنی نظروں سے گھور رہا تھا۔ جبکہ حور اسے منار ہی تھی اور وہ تھی کہ مسلسل ایک ہی ضد۔

اسے حور کی مہندی پہ ذوہان کے ساتھ کیل ڈانس کرنا تھا۔ اور ذوہان نے اس کی اچھی خاصی کردی اور اب اسے واپس جانا تھا۔  
 حور نے اسے روکنا چاہا اور وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

حور نے ذوہان کو دیکھا۔ ذوہان نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ دونوں ضدی تھے۔ حور نے لمبی سانس خارج کی۔

دونوں میں سے ایک کو اپنی ضد چھوڑنی پڑنی تھی۔ اور دونوں ہی اس کے لیے تیار نہیں تھے۔

"میں نے کبھی کسی لڑکی کے ساتھ ڈانس

نہیں کیا "ذوہان نے صفائی دی۔

"میں نے بھی نہیں کیا۔۔۔" مایا نے ٹشو سے آنسو صاف کرتے کہا۔

"تم اپنے شوق اپنے شوہر کے ساتھ پورے کرنا۔۔۔" ذوہان نے اسے آگاہ کیا۔

"تب بھی تم یہی کرو گے۔۔۔" مایا نے کہا۔ ذوہان نے حور کو دیکھا۔

"میرا مطلب ہے کہ وہ بھی ایسے ہی کریں گے۔۔۔" مایا کو فوراً احساس ہوا تھا وہ کیا بول

گئی ہے۔

اس نے اپنی غلطی سدھاری اور ذوہان بغیر کچھ کہے کمرے سے نکل گیا۔ حور نے اس کی

پشت کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔ وہ صرف حور اور ماہی کی مانتا تھا۔ اور اب شاید وہ مایا کی

بھی مان لیتا۔ اس پہ انحصار تھا۔

صرف ایک ہفتہ رہتا تھا۔ آج اتوار تھا اور اگلے اتوار ان دونوں کی بارات تھی۔ آج آفندی ہاؤس میں گہما گہمی کا سماں تھا۔ وہ سارے آج شادی کی شاپنگ کرنے کا رہے تھے۔ گھر کی عورتوں کو تو کام سے ہی فرصت نہیں تھی۔ اسی لیے بس وہ جنگ جزیشن ہی جا رہی تھی۔

"ہاں ہاں۔۔۔ ہم نکل رہے ہیں بس۔۔۔" ارسم نے سیڑھیوں سے اترتے ذوہان کو کال پہ کہا تھا۔ امل اور منال جو کہ صوفے پہ بیٹھی تھیں اس کو آتے دیکھ دونوں گہرا جی کی طرف بڑھیں۔ پیچھے ہی عمار بھی نک سکا سا تیار حاضر ہو گیا۔ اگر کوئی نہیں آیا تھا تو وہ حمین آفندی تھا۔ ارسم نے ڈرائیو کرنی تھی کار اور عمار فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ امل کھڑکی کی طرف بیٹھ گئی اور منال امل کے ساتھ۔ وہ کار میں بیٹھے حمین کا انتظار کر رہے تھے۔

"دومنٹ تک نیچے آ۔۔۔ ورنہ چھوڑ کے جا رہے ہیں ہم تجھے۔۔۔" عمار نے حمین کو کال ملاتے دھمکی دی۔

"آ رہا ہوں بس۔۔۔" وہ تیزی سے سیڑھیوں سے اترتا گہرا جی تک آیا۔ اگلے تو وہ دونوں بیٹھے تھے اسی لیے حمین نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اور منال کے دل کی دھڑکن

تیز ہوئی۔ کیونکہ امل کے ساتھ وہ بیٹھی تھی اور حمین یقیناً اس کے ساتھ بیٹھنے والا تھا۔ اور اگلے ہی پل وہ بالکل اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ارسم نے کار چلائی جبکہ منال اپنا سانس تک روک گئی۔ حمین کے مخصوص کلون کی خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی۔

وہ زرا سا امل کی طرف کھسکی تھی۔ حمین جو کہ اس کی حالت سے باخبر باہر کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ امل کی طرف ہوئی تو حمین نے باہر دیکھتے ہی لب دانتوں تلے دبا کے ہنسی رکی۔ پہلے دل کیا اس کو تنگ کریں لیکن دل کی ناسنتے وہ ایسے ہی باہر دیکھتا رہا۔



وہ کب سے کیفے میں بیٹھے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ مایا، ذوہان اور حور۔ جب وہ سارے ایک ساتھ آتے دکھائی دیئے۔

"جلدی نہیں آگئے آپ لوگ۔۔۔" ذوہان نے اٹھتے طنز کیا۔ "آج کا لچ تم سب کروانا



اب۔۔۔ لیٹ آنے کی سزا۔۔۔ "حور نے سزا سنائی اور آگے چل پڑی۔ عمار نے حمین کو دیکھا اور حمین نے ارسم کو۔

"یہ ٹینشن کی دکان۔۔۔۔" ارسم نے حور کی پشت کی طرف انگلی کر کے کچھ کہنا چاہا عمار نے درمیان سے ہی اس کی انگلی پکڑ لی۔

"بھابھی۔۔۔" عمار نے اس کی اصلاح کی تھی۔

"یہ ٹینشن کی دکان بھابھی۔۔۔۔" وہ پھر باز نہیں آیا تھا۔

حمین نے نفی میں سر ہلایا۔ اور وہ سب شاپنگ مال کی طرف بڑھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم میرے ساتھ کرو گی شاپنگ۔۔۔۔" حمین نے چلتے منال کی طرف جھک کے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں حور۔۔۔۔" وہ ابھی اس کو جواب دیتی وہ بولا۔ "پوچھا نہیں بتایا ہے۔ تم

میرے ساتھ کرو گی شاپنگ۔۔۔۔" وہ سامنے دیکھتے حکمیہ لہجہ میں بولا۔ منال نے اسے

گھورا۔ لیکن فرق کسے پڑ رہا تھا۔

-----

"ریڈ پہنتی ہیں ساری دلہنیں۔۔۔" وہ منہ بنا کے عمار سے کہہ رہی تھی۔ "تم پہ یہ سوٹ کرے گا زیادہ۔۔۔" وہ لہنگا پیک کرواتے بولا۔

"ولیمے کا میں اپنی پسند سے لوں گی۔۔۔" حور نے ضد کی۔ "سسرال کی طرف سے ہوتا ہے وہ۔۔۔" عمار نے اسے اطلاع دی تھی۔

"اور مہندی کا۔۔۔" حور نے آگے چلتے عمار کے ساتھ بھاگ کے ملتے پوچھا۔ "وہ بھی سسرال کی طرف سے۔۔۔" وہ ایک دوکان میں اندر داخل ہوتے بولا۔ حور بھی منہ بناتے اس کے پیچھے داخل ہوئی۔

اسی دوکان کے ایک طرف منال کچھ کپڑے دیکھ رہی تھی اور حمین کچھ فاصلے پہ کال سن رہا تھا۔

"میم یہ کلر آپ پہ بہت سوٹ کرے گا۔۔۔" سیل بوائے نے منال کے سامنے ایک سوٹ کھولتے مسکراتے کہا تھا۔ "آپ صرف کپڑے دکھانے پہ دھیان دیں۔ ان پہ کیا سوٹ کرے گا وہ بتانے کو میں زندہ ہوں۔۔۔" حمین نے سیل بوائے کی بات سن کے

جواب دیا تھا۔ وہ بیچارہ خواہ مخواہ ہی شرمندہ ہو گیا۔

"سوری سر۔۔۔" وہ منمنایا تھا۔

اور اس سے کچھ فاصلے پہ امل ارسم کے پیچھے چلتی کہہ رہی تھی۔ "میں یہ کیری نہیں کر پاؤں گی ارسم۔۔۔" اس نے پیچھے سے اسے کہا جو اس کی سن کے نہیں دے رہا تھا۔

ارسم کے ہاتھ میں میکسی تھی جو کہ وہ امل کے لیے پیک کروا رہا تھا۔ اور امل اسے منع کر رہی تھی۔ لیکن اس گھر کے مرد عورتوں کی سنتے کب ہیں؟

وہ آگے چلتا اسے اگنور کرتا پیک کروانے لگا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تم خود پہن لینا۔۔۔" امل نے جب دیکھا وہ پیک کروا چکا ہے۔ وہ غصے سے بولتی

منال کی طرف بڑھی۔ ارسم نے کندھے اچکا دیئے۔

ذوہان ایک طرف کھڑا اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

وہ بالکل نہیں جانتی تھی کہ پاکستان میں فنکشنز پہ کیسے کپڑے پہنے جائیں گے۔ اسی لیے

وہ عجیب سب پسند کر رہی تھی۔ ذوہان پہلے سینے پہ ہاتھ باندھے دیکھتا رہا پھر غصے

سے اس سے ایک سوٹ چھینا اور اسے واپس لٹکایا۔

"کتنی بری چوائس ہے تمہاری۔۔۔" اس نے مایہ طنز کیا۔ "ہے نا؟" مایا نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے پوچھا تھا۔ ذوہان نے اس کی بات کو اگنور کیا اور خود اس کے لیے کپڑے پسند کیے۔ کیونکہ باقی سب تو اپنی شاپنگ میں مصروف تھے۔



وہ ابھی ابھی موم کی کسی ماسی کو ائیر پورٹ سے لے کے آیا تھا۔ آتے ہی اس نے لاؤنج میں صوفے پہ خود کو گرایا۔ شادی حمین اور عمار کی تھی اور ایک ارسم آہل آفندی تھا بیچارا۔ صرف مہمانوں کو ائیر پورٹ سے، کبھی بس سٹیشن سے، کبھی ٹرین سٹیشن سے وہ پک کرتے تھک چکا تھا۔

نور نے لا کے اسے پانی کا گلاس تھمایا۔ وہ خوش ہو گیا۔ چلو کسی کو تو اس کی پروا ہے۔  
"ارسم آگئے ہو۔ شکر ہے۔۔۔" منال سیڑھیاں اترتی سینے پہ ہاتھ رکھتی بولی۔ ارسم نے

اسے گھورا۔

"میرا سوٹ ہے درزی کے پاس۔۔۔ وہ لانا ہے۔۔۔" اس نے ارسم کو دیکھتے کہا۔  
 "میرے گجرے بھی لانے ہیں۔۔۔" امل اس کے قریب سے گزرتی نیا حکم صادر  
 کر گئی۔

"ان کو چھوڑا۔۔۔ میری سالیوں کو پک کر لا۔۔۔ جا کے۔" آہل نے ارسم کو اپنی  
 طرف متوجہ کرتے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ابھی تک آپ گئے نہیں۔۔۔ وہ کب سے انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔" نور نے کیچن  
 کے دروازے سے آہل سے پوچھا۔

"جارہا ہے یہ بس۔۔۔" آہل نے ارسم کی طرف اشارہ کیا۔ "بٹ ڈیڈ میرا  
 سوٹ۔۔۔" منال کو اپنے سوٹ کی یاد آگئی۔ "اور میرے گجرے۔۔۔" امل کیوں  
 پیچھے رہتی۔

"میری سالیاں۔۔۔" آہل نے بھی منہ بناتے کہا۔

آج ابھی مایوں کا فنکشن تھا اور آفندی ہاؤس میں ایسے ہل چل مچی ہوئی تھی جیسے آج ہی  
 بارات ہے۔ ارسم نے اس سب کو بولتے دیکھ رونی صورت بنائی تھی۔



"ذوہان تم میرے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ کچھ دنوں کی مہمان ہوں اب  
 میں۔۔۔" وہ ذوہان کو ایمو شنل بلیک میل کر رہی تھی۔ ہاتھ میں باؤل تھا اور اس میں  
 کوئی ریمیڈی تھی جو کہ حور نے پہلی دفعہ ٹرائی کرنی تھی۔

"نہیں۔۔۔" ذوہان ایک قدم پیچھے لیتا گاڑن میں بھاگا۔ اور حور بھی اس کے پیچھے  
 بھاگی۔

"یہ صرف لگا کے دیکھنا ہے۔ سکن کو الارجی نا کرے بس۔۔۔" حور اس کے پیچھے بھاگتی  
 اس کی منت کر رہی تھی۔

"میرا منہ خراب ہو گیا تو۔۔۔" ذوہان نے کرسی کے گرد چکر لگاتے کہا۔ "تم کونسا

دولہن ہو۔۔۔" حور نے لاجک بیان کیا۔

"نابا بانا۔۔۔" وہ بھاگتا بولا۔

بھاگتے ایک دم اس کے سامنے مایا آئی۔ "مایا پکڑنا اس کو۔۔۔" حور نے پیچھے اسے

اسے آواز دی۔ ذوہان نے نفی میں سر ہلایا لیکن وہ پکڑ چکی تھی اور پھر ان دونوں نے مل

کے وہ جو کچھ بھی تھا ذوہان کے منہ پہ لگا دیا۔

اب وہ دونوں ہنس رہی تھیں اور ذوہان منہ بنائے کھڑا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب ماہی ان کو لے کے گاڑن کی طرف آئی۔

"عرش خالہ۔۔۔۔" حور نے بھاگ کے عرش کو گلے لگایا۔ اور پیچھے فاریہ بھی تھی۔

فاریہ کو گلے لگا کے حور نے اس کے گال پہ بوسہ دیا۔

"یہ کون ہے۔۔۔" فاریہ نے مسکراہٹ دباتے ذوہان کو دیکھتے پوچھا۔ جو کہ منہ کے

زاویے بگاڑ رہا تھا۔ کیونکہ کچھ کالا سا اس کے سارے منہ پہ حور نے لگا دیا تھا۔

"یہ ذوہان ہے۔۔۔" ماہی نے ذوہان کو اپنے ساتھ لگاتے ہنستے بتایا۔ کیونکہ وہ حور کے

کارناموں سے واقف تھی۔

عرش اور فاریہ نے اسے دیکھ کے قہقہا ضبط کیا۔

"آجائیں ایک سیلفی تو بنتی ہے۔۔۔" مایا نے موبائل نکال کے کہا۔ عرش، فاریہ، ماہی

زوہان کے آگے کھڑی تھیں اور حور زوہان کے پیچھے پڑی ایک کرسی پہ چڑھ کے اس

کے سر پہ وکٹری کا نشان بنا گئی اور مایا نے موبائل اوپر کر کے اس یادگار پیل کو اپنے

موبائل میں قید کیا۔



فاریہ اور عرش کو ماہی کی طرف آنا تھا اور نشاء اور جنت کو نور لوگوں کی طرف۔

شام تک سب مہمان آچکے تھے۔

آہل، شایان، حمین، عمار اور اسم لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ کل حور اور عمار کی مہندی کا

فنکشن تھا۔ اور اس سے اگلے دن منال اور حمین کا۔



بارات کا دن سیم تھا ان کا۔ اور پھر اگلے دن ولیمہ۔ یہ سب مرد حضرات سوچے بیٹھے تھے۔

لیکن ہماری عورتیں کچھ اور ہی سوچ کے بیٹھی تھیں۔ کیا؟ آئیے دیکھ لیں خود۔

"آہل۔۔۔" نور نے آہل کو دیکھتے مسکراتے آواز دی۔ نور کے ساتھ نشاء، جنت اور نینا بھی کھڑی مسکرا رہی تھیں۔

"الہیٰ خیر۔۔۔" ان کو ہنستا دیکھ کے آہل نے دل میں کہا تھا۔ جبکہ باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ ہم سوچ رہے تھے۔۔۔" نینا نے بات شروع کی۔

شایان نے بے ساختہ آہل کو دیکھا۔ اب سالیاں آچکی تھیں۔ ان کے ساتھ مل کے اگر کچھ سوچا ہے تو کم سے کم وہ مردوں کے حق میں بہتر نہیں ہو سکتا۔ یہ بات وہ دونوں جانتے تھے۔ جبکہ عمار، حمین اور اسم نا سمجھی سے کبھی اپنے ڈیڈ کو کبھی ان کی سالیوں کو دیکھ رہے تھے۔

"ہم نے فیصلہ کیا ہے۔۔۔" نور نے آہل کے ساتھ صوفے کے بازو پہ بیٹھتے کہا۔ ابھی

وہ سوچ رہی تھیں اور ایک دم سے فیصلہ بھی ہو گیا تھا۔

"کہ حمین اور عمار کی مہندی آج یہاں آفندی ہاؤس میں ہوگی اور منال اور حور کی کل احمد ہاؤس میں۔۔۔" انشاء نے خوش ہوتے بتایا۔

"او شکر۔۔۔" شایان نے شکر ادا کیا کوئی پزنگا نہیں پڑا تھا۔

"اب عمار اور حمین کی یہاں ہوگی تو آپ سب شرکت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ لڑکوں کی مہندی ہے۔ لیکن کل منال اور حور کی مہندی میں صرف ہم عورتیں ہونگی۔۔۔"

نینا نے بھی صوفے پہ براجمان ہوتے اگلی بات سکون سے بتائی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور ان سب نے ایک دم ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان سب کو سانپ سونگھ گیا۔ جبکہ وہ مزے سے اپنا پلان بتا کے رفوچکر ہو چکی تھیں۔

"صرف ہم عورتیں ہونگی۔۔۔" شایان نے غصے سے ان کی نقل اتاری۔ ایسے ہی تو وہ ان کو چڑیلوں کی پوری نسل نہیں بولتا تھا۔

آہل تو کچھ بولا ہی نہیں۔ اصل دکھ تو حمین اور عمار کو لگا تھا۔ ارسم سکون سے ان کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔

-----  
-----

ارمان اور زوہان صدمے سے ماہی کو دیکھ رہے تھے۔

ماہی اپنی بات پوری کر کے ان کا ری ایکشن دیکھنے کھڑی تھی۔

ارمان ماہی کو منع نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لیے سر اثبات میں ہلا گیا۔ جبکہ زوہان تو کچھ بولا ہی نہیں۔

-----  
-----

آفندی ہاؤس کو آج دو لہن کی طرح سجایا گیا تھا۔

کیونکہ گھر کے دولا ڈلوں کی مہندی تھی۔ ابھی شام کا وقت ہو رہا تھا۔ ساری لڑکیاں

منال کے کمرے میں جمع مہندی لگوار ہی تھیں۔ منال کے ہاتھوں اور پیروں پہ مہندی لگ چکی تھی اور وہ سائیڈ پہ بیٹھی تھی۔ جبکہ امل اور حور لگوار ہی تھیں۔

مایا ایک طرف کمر پہ ہاتھ رکھے کھڑی انہیں مہندی لگتے دیکھ رہی تھی۔

"حمین ضد کر رہا ہے کہ وہ شام کو کرتا نہیں پہنے گا۔" نینا نے کمرے میں داخل ہوتے

امل سے کہا۔ امل نے چور نظروں سے منال کو دیکھا۔ منال نے اس بات پہ جیسے

دھیان نہیں دیا تھا لیکن وہ دل سے چاہتی تھی وہ آج کرتا ہی پہنے۔

پالروالی جا چکی تھیں اور اب بس منال لوگ ہی تھے۔ نینا وہ کرتا جو حمین کے لیے آج لیا

تھا وہ امل کو دے گئی کہ اگر وہ مانتا ہے تو امل اسے منال لے۔ لیکن امل منال کا سر کھار ہی

تھی کہ وہ جا کے حمین کو اس کے لیے منائے۔

منال مسلسل اس کی بات کی نفی کر رہی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے وہ میری مانیں گے؟" منال نے خفگی سے پوچھا۔ امل نے فوراً اثبات

میں سر ہلا دیا۔

"شکل گم کرو اپنی۔ بے عزتی کر کے نکال دیں گے مجھے۔۔۔۔" منال نے اس کی خوش

منہی دور کی۔

"نہیں نکالیں گے۔۔۔" حور اور مایا ایک ساتھ بولی۔

"اٹھو تم ایک بات نہیں منوا سکتی اپنے ہونے والے مجازی خدا سے۔۔۔ اور کیا کرو

گی۔۔۔" حور نے بولتے سے اٹھایا اور مایا اور امل اسے گھیرے میں لیتی کمرے سے نکلی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم لوگ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ ان سے اپنا آپ چھڑوا رہی تھی جبکہ

وہ تینوں اس کی بغیر سنے سے گھسیٹ رہی تھیں۔

حمین کے کمرے کے دروازے پہ لاکے حور نے اسے آگے کیا۔ اور مایا نے دروازہ ناک

کیا۔ امل نے ابھی تک منال کو پکڑ رکھا تھا۔

منال رونے والی ہو چکی تھی۔ "یار۔۔۔ سنو۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ وہ بے عزتی

کر۔۔۔" منال ابھی بول ہی رہی تھی جب حمین نے دروازہ کھولا۔

منال کی زبان کو ایک دم بریک لگے اس نے ارد گرد دیکھا وہ اکیلی کھڑی تھی۔

حمین حیرت سے اسے اپنے کمرے کے دروازے پہ دیکھ رہا تھا۔ وہ گھر کے سادہ لان

کے سوٹ میں ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگائے اس کے سامنے کھڑی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

حمین دروازے سے ایک کندھا لگا کے کھڑا ہو گیا۔

"مہندی دکھانے آئی ہو؟" حمین نے مسکراتے پوچھا۔

منال نے بغیر سوچے سمجھے سر اثبات میں ہلادیا۔ اور پھر فوراً ہی اس نے نفی میں سر ہلایا۔

حمین مسکرایا تھا۔ صاف پتہ چل رہا تھا وہ اپنی مرضی سے یہاں نہیں کھڑی۔ کیونکہ جس دن سے ڈیٹ فکس ہوئی تھی وہ حمین سے چھپتی پھر رہی تھی۔

"پھر۔۔۔" وہ نرم سے پوچھ گیا۔ منال کو تو اس کا نرم لہجہ ہی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"منانے آئی تھی۔۔۔" منال کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا بولے اور وہ بدحواسی میں پتہ نہیں کیا بول رہی تھی۔

حمین نے آبرو اچکاتے اسے دیکھا۔ "جہاں تک مجھے یاد ہے مسسز ٹوبی۔۔۔ ہم ناراض نہیں تھے۔۔۔" وہ کندھے اچکاتے گویا ہوا۔

"آپ رات کو کرتا پہن لیں۔۔۔۔" وہ بمشکل بول رہی تھی۔ "فرمائش کر رہی ہو؟"

وہ اسے جان بوجھ کے تنگ کر رہا تھا۔

منال نے نفی میں سر ہلایا۔ "اگر فرمائش کرتی تو سوچ لیتا بٹ ناٹ ناؤ۔۔۔" حمین نا

جانے کیا چاہ رہا تھا۔ منال نے آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔ منال کے لیے وہاں کھڑا رہنا بھاری ہو گیا۔ وہ پلٹی اور ایک قدم چلنے

کے بعد رکی۔ حمین جو کہ اس کے پلٹنے پہ دروازہ بند کرنے لگا تھا وہ بھی رک کے اسے

دیکھنے لگا۔

"اچھا لگے گا ہی ٹوٹی اگر آپ کرتا پہنے گے۔۔۔۔" وہ کہتی فوراً بھاگی تھی اور حمین ابھی

تک اس کے مخاطب کرنے پہ گنگ تھا۔

"پاگل۔۔۔۔" حمین نے نفی میں سر ہلایا اور دروازہ بند کیا۔

مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا۔ سب لڑکیاں تیار ہو رہی تھی۔ انتظام نیچے  
گارڈن میں ہی کیا

گیا تھا۔ تیار وہ ہو چکی تھی اسی لیے نیچے دیکھنے جا رہی تھی کہ ماہی لوگ آگئے کہ نہیں۔ وہ  
کو ریڈور سے گزر رہی تھی جب کسی نے اس کا بازو پکڑ کے اسے کمرے میں کھینچا اور  
دروازہ بند کر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ چیخ مارتی عمار نے بے ساختہ اس کے منہ پہ ہاتھ  
رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Essays | Articles | Books | Poetry | Interviews

حور نے صدمے سے اسے دیکھا۔ وہ اچھا بھلا ڈر گئی تھی۔

عمار نے دو قدم فاصلے پہ ہو کے اسے دیکھا۔

وہ اور نچ کلر کی پیروں تک آتی فراق، ساتھ ڈارک پنک ڈوپٹہ کندھے پہ پھیلائے،  
ہاتھوں میں مہندی اور گجرے، بالوں پہ بیڈز لگا کے ایک طرف چٹیا ڈالے ہلکے میک  
اپ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔ اور اس کا ہاتھ تھام کے ڈریسنگ تک لے گیا۔ خود وہ صرف ابھی



وائیٹ کرتے اور پا جامے میں ہی تھا۔

"خود آپ تیار ہو گئی ہیں مادام۔۔۔ مجھے بھی آج آپ ہی کریں گی۔۔۔" وہ اسے ڈریسنگ کے قریب کھڑا کرتا بولا تھا۔ "عمار۔۔۔۔" اس سے پہلے کے وہ کوئی بہانہ بناتی۔

“ No excuse... ”

وہ فوراً اسے ٹوک گیا۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ حور نے بیڈ پہ اورنج کلر کی واسکٹ دیکھی۔ اٹھا کے اسے پہنائی۔ عمار اس کی فرمانبرداری پہ مسکرایا۔ جبیکٹ پہنا کے حور نے اسے ڈارک پنک پٹی اس کے گلے میں پہنائی، بال وہ بنا چکا تھا۔ حور نے ڈریسنگ سے گھڑی اٹھا کے اسے پہنائی، پرفیوم چھڑک کے اس کا اور اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔ وہ دونوں ساتھ کھڑے ایک جیسی ڈریسنگ میں بالکل پرفیکٹ لگ رہے تھے۔

عمار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے قریب کرتے سیلفی لی۔ عمار مسکرا رہا تھا جبکہ وہ حواس باختہ کھڑی تھی۔ حور نے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے اسے دور کیا اور کمرے سے بھاگی۔ عمار نے اس کی تیزی پہ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

وہ دونوں شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والے عمار اور حمین آفندی سیڑھیاں اترتے آ رہے تھے۔ ان کے سر پہ لال رنگ کی چتری تانے آگے والے سرے پہ دائیں طرف اٹل اور بائیں طرف ارسم تھے جبکہ چھلی طرف مایا اور ذوہان۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیمرہ مین ان کو ہر طرف سے کور کر رہے تھے۔ حمین نے وائٹ کرتا پاجامہ پہن کے گرین کلر کی واسکٹ اور اس پہ گرین ہی پیٹی گلے میں ڈالے ہاتھ میں واچ پہنے بلیک پشاوری چپل پہنے ہوئے تھا۔ عمار کے ساتھ سیڑھیاں اترتے کیمرے کی لائٹ نے اسے فوکس کیا تو منال کے لیے نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا۔

منال بھی اور نج پیروں تک آتی فراک پہنے حمین کی جیکٹ کے ساتھ کا گرین ڈوپٹہ لیے، مہندی، گجرے اور میک اپ میں حور کے ساتھ کھڑی بالکل حور لگ رہی تھی۔

جبکہ امل ارسم نے بلیک کمبو کیا تھا اور مایا اور زوہان نے وائٹ۔ ان سب کی آج چھپ ہی نرالی تھی۔ انہیں لاکے سٹیج پہ بٹھایا گیا۔ اور پھر سب بڑوں نے رسم کی۔

بڑوں کے بعد لڑکیوں کی باری آئی۔ امل اور مایا نے رسم کرتے حمین اور عمار کو اچھا خاصہ تنگ کیا۔ اب منال اور حور کو رسم کرنی تھی۔

منال عمار کی طرف بیٹھی اور حور حمین کی طرف۔ منال نے مہندی لگا کے مٹھائی عمار کی طرف بڑھائی۔ منہ تک لے جا کے اس نے مٹھائی اپنے منہ میں ڈال لی۔ عمار کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

سب اس کی حرکت پہ مسکرائے۔ حمین نے ہاتھ میں پکڑے رومال کو منہ پہ رکھتے مسکراہٹ روکی تھی۔ ورنہ اپنی بھیگی بلی کی حرکت پہ قہقا لگانے کو دل کیا تھا۔ حور نے مٹھائی حمین کو کھلانے کی بجائے عمار کے منہ میں ڈالی تو اس بار حمین اور منال دونوں کو منہ کھل گیا۔ ایسے ہی قہقوں کے درمیان ان کی رسم پوری ہوئی۔

وہ سٹیج کے درمیان کھڑا تھا۔ ساتھ ہی اس کے عمار تھا۔ ان سے پیچھے ارسم اور ذوہان  
تھے۔ تالیوں سے سب جوش میں انہیں داد دے رہے تھے۔ بلوٹا ٹس نے انہیں  
فوکس کیا تھا۔ جبکہ باقی پورے

لاؤنج میں اندھیرا تھا۔

پیچھے ڈیک پہ سونگ کا میوزک بج اٹھا تو انہوں نے اپنی اپنی پوزیشن لیں۔ حمین بازوؤں  
کو فولڈ کر رہا تھا۔

وہ عمار کی طرف دیکھ کے مسکرایا اور ارسم پیچھے ذوہان کی طرف۔

Ho oye hye oye

Rang puredi rang rangili

Ladki chail chapili

Usde chan chal nain kadaa



NEW ERA MAGAZINE.COM

Novelty  
Are chan chan nain katar usda

Roop bana hatiyar

Uske roop se katal huye tho

Charcha shuro hua

Nagada nagada nagada baja

Nagada nagada nagada baja

(وہ چاروں ایک جیسے سٹیپس کر رہے تھے۔ حور منال، امل اور مایا سٹیج کی باتیں طرف  
ایک جگہ پہ کھڑی تھیں۔

مایا ان کے ڈانس کی ویڈیو بنا رہی تھی۔)



Oooo

Rang puredi rang rangili

Chail Chabile nar

Chan chal nain katar di

Usda roop tez talwar

Uske roop se katal huye tho

Charcha shuro hua



Heeeyyyyyyyyyyyyyyy...

Nagada nagada nagada baja

Nagada nagada nagada baja

-----Hhoooyyyeee

اب حمین اور عمار پیچھے کی طرف ہو گئے۔ ذوہان اور ارسم آگے آئے تھے۔

Jab bhi who ladki, kidki pe aaye



Koi usko dhek mare,

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(اس لائن پہ ارسم دل پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کو گرا تھا اور حمین اور عمار نے اسے پیچھے سے

سہارا دیا)

Koi bin dheke mar jaye



Aare guzre gali mohalle se

Tho mela sa lag jatha tha

Har ek aashiq id manata

Bhangda gatha tha



NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsanay|Gedehay|Kahaniyan|Kalam

Katam na hota deewano ke

Jalse shuro hua

Heeeyyyyyyyyyyyyyyy...

Nagada nagada nagada baja

Nagada nagada nagada baja

(ان کی پرفارمنس نے محفل لوٹ لی تھی۔ وہ چاروں ڈانس کرتے ایک ساتھ بہت پیارے لگ رہے تھے۔)۔۔۔

جیسے ہی انہوں نے ڈانس ختم کیا۔ سب نے چیخیں مار کے، تالیاں بجا کے انہیں داد دی۔ ان کی پرفارمنس کے بعد وہ تینوں جوڑیاں سٹیج پہ گئیں تھیں۔ اور سب بچے ان کو دیکھ کے بھرپور جوش سے تالیاں بجا رہے تھے۔

آہل اور نور (آہل نے ارسم کی طرح بلیک شلوار قمیض پہنی تھی اور نور نے پیروں تک آتی بلیک فرائی)

ماہی اور ارمان (ماہی نے اورنج لہنگا پہن کے ڈارک پنک ڈوپٹہ ساڑھی کے انداز میں لپیٹا تھا اور ارمان نے وائٹ کرتا ساتھ ماہی کے لہنگے کے ساتھ کی واسکٹ)

شایان اور نینا (نینا نے وائٹ پیروں تک آتی فراک پہنی تھی جبکہ شایان نے وائٹ کرتا  
ساتھ کریم کلر کی واسکٹ)...

میوزک شروع ہوا۔ اور ان تینوں جوڑیوں نے بھی ڈانس شروع کیا۔

ماہی اور مان درمیان میں تھے۔ آہل اور نور دائیں طرف جبکہ شایان اور نینا بائیں  
طرف۔ ہاتھوں میں دونوں طرف انہوں نے سٹیکس پکڑی تھیں۔ جن کو وہ لڈی کے  
انداز میں بجا رہے تھے۔

Ho balle balle nache hai ye bawra jiya

Balle balle le jayega sanwra piya

Jale jale naino mein jaise pyar ka diya

Ballay ballay nache hai ye bawre jiya



-Ballay ballay le jayega sanwra piya

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات ایک بچے تک وہ ایسے ہی لگے رہے۔ پھر جسے جہاں جگہ ملی وہ سو گیا۔

-----

-----

اگلے دن منال اور حور کی مہندی تھی جو کہ احمد ہاؤس میں ہونی تھی۔ لڑکیاں تو صبح ہی احمد ہاؤس جا چکی تھیں۔ لیکن لڑکے تھے کہ ابھی تک سو رہے تھے۔

"اٹھ جا ار سممممم۔۔۔۔۔" ذوہان اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔ اور وہ تھا کہ ہلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ حمین، عمار بھی تیار بیٹھے تھے۔ انہیں جا کے احمد ہاؤس کے انتظامات دیکھنے تھے اور ار سم آہل آفندی تھا کہ گدھے گھوڑے، بھینسیں، بکریاں سب بیچ کے سو رہا تھا۔

"ایک منٹ۔۔۔۔۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ہمارا داخلہ ممنوع تھا۔۔۔۔۔ وہاں" ار سم نے اٹے لپٹے ہی سر تھوڑا سا اٹھا کے انہیں اطلاع دی تھی۔

"کام اوتھے تیرے آ بے نے کرنا وا۔۔۔۔۔" ذوہان جو کب سے اسے اٹھا رہا تھا تپ کے بولا تھا۔

عمار اور حمین نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ ار سم منہ کے زاویے بگاڑتے آٹھ کھڑا ہوا۔

"سارے کام ہم لڑکے کریں اور یہ لڑکیاں کیا کرتی ہیں۔" وہ نہا کے فریش ہو کے نکلا تھا۔ کنگی کرتے وہ ان سے پوچھ رہا تھا۔

"لڑکیاں فیشنل کرتی ہیں، بال سٹریٹ، اچھے کپڑے پہن کے سیلفیاں لے کے

شوخیوں مارتی ہیں۔۔ "ذوہان منہ بناتے لڑکیوں کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا تھا۔ جبکہ عمار اور حمین نے کچھ بھی کہنے سے گریز کیا تھا کیونکہ ذوہان اور اسم ٹھہرے کنوارے۔ وہ کل شادی شدہ ہونے والے تھے۔ اور شادی شدہ مرد لڑکیوں کی شان میں گستاخی نہیں کرتے۔



شام کے سائے نے پر پھیلا لیے تھے۔ اور وہ تھے کہ چاروں گارڈن میں انتظامات دیکھ رہے تھے۔ حمین ایک طرف کھڑا تھا پہ ہاتھ رکھ کے دھوپ کو اپنے سر پہ آنے کی ناکام کوشش کرتا وہ سامنے کھڑے ملازم کو ہدایت دے رہا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پہ عمار اسم کو پھولوں والی ٹوکری پکڑا رہا تھا۔ ذوہان ان سب کے لیے اندر سے چائے لایا تھا۔

"ارے۔۔۔۔ یہ رہا منال والا دوا لہا۔۔۔۔" لڑکیوں کا ایک گروپ حمین کے پاس سے گزرا تو ایک نے جوش سے اپنی باقی ساتھیوں کو اطلاع دی تھی۔ جبکہ حمین کے کانوں میں ان کی آواز باخوبی گئی۔

"حور والا۔۔۔ وہ کھڑا ہے۔۔۔" ایک دوسری لڑکی نے عمار کی طرف اشارہ کیا تھا۔ حمین کی ان کی طرف پشت تھی۔ وہ لڑکیاں اسے دیکھ رہی تھیں اور وہ جلدی سے اس جگہ سے بھاگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novel | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

وہ چاروں کام کرنے کے بعد آفندی ہاؤس جا رہے تھے۔ کیونکہ تھوڑی دیر تک

عورتوں کے مطابق ان کا فنکشن شروع ہو جانا تھا۔ ان سب کے منہ اترے ہوئے تھے۔ لیکن ارسم آہل آفندی تھا جو پر سکون بیٹھا تھا۔ ارسم اور پر سکون؟ مطلب دال میں کچھ کالا تھا۔ لیکن کیا؟"۔۔۔۔۔

وہ سارے کانفرنس روم میں بیٹھے تھے۔ شایان، ارمان، عمار، آہل، حمین، ذوہان۔۔۔۔۔  
اگر کوئی نہیں تھا تو ارسم آہل آفندی۔

وہ سارے منہ لٹکائے اپنے اپنے موبائل میں لگے تھے۔  
جب وہ خوش باش سا کمرے میں داخل ہوا۔ سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ کس  
خوشی میں اتنا خوش تھا؟

“Arsam Ahil afandi has a surprise for All of  
you .....”

ارسم نے جھک کے سلامی پیش کرتے کہا۔ کسی نے بھی اس کی بات کو سیریس لینے کی  
غلطی نہیں کی۔



"اگر ٹینشن کی دکان اور منال کی مہندی انجوائے کرنی ہے تو میرے ساتھ آ جاؤ۔۔۔"

"اس نے انہیں حکم دیا۔ اس بار سب نے گردنیں اٹھائیں تھیں۔"

"تو مذاق کر رہا ہے؟" عمار نے بے یقینی سے پوچھا۔

"مذاق کا موڈ نہیں میرا۔" وہ شوخی مارتے بولا تھا۔ اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ذوہان، حمین اور عمار اس کے پیچھے بھاگے اور پھر شایان، آہل اور ارمان بھی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ حیرت زدہ سامنے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں لان کا منظر نظر آ رہا تھا۔ عورتیں

اکاد کا ہی تھیں مطلب ابھی فنکشن شروع نہیں ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے۔۔۔۔" ارمان نے سکرین کو دیکھ کے بے یقینی سے کہا۔

جب کہ باقی سب ابھی گنگ ہی تھے۔ کسی نے بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔ لیکن ارسم آہل

آفندی کے پاس ایسے معاملات میں ایکسٹرا دماغ تھا۔

"یہ۔۔۔۔" ارسم نے صوفے پہ بیٹھتے سکرین کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ وہ مہندی کا فنکشن ہے جس میں صرف عورتیں ہونگی۔۔۔ ہم مرد ممنوع تھے۔

تو میں نے سوچا لائیو کاسٹنگ انجوائے کرتے ہیں۔۔۔" اس نے صوفیہ پہ

براجمان سب کی حیران نظروں کے جواب میں کہا۔

"تو نے یہ سب کیا کب۔۔۔" ذوہان بولا تھا۔

"اور کیسے؟" عمار نے بھی پوچھا۔

"کام کرتے میں نے سیٹج اور اس کے ارد گرد منی کیمرے فکس کر دیئے تھے۔۔۔"

وہ آنکھ و نک کرتا بولا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب کا دل کیا سے داد دیں۔ لیکن وہ پہلے ہی اتنا پھیل رہا تھا۔ اسی لیے وہ خاموشی سے

سب اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئے۔

منال اور حور دونوں گرین رنگ کے شراروں میں گرین ہی ڈوپٹے جن پہ گوٹے کا کام کیا گیا تھا، پہنے، ڈوپٹہ سیٹ کیے، پھولوں کی جیولری پہنے لڑکیوں کے نرغے میں سٹیج تک آئیں تھیں۔

جبکہ انہیں سٹیج پہ بٹھاتی امل اور مایانے آج اور نج کلر کے لہنگے زیب تن کیے، بالوں کو کرل کر کے پیچھے کمر پہ کھلا چھوڑ رکھا تھا۔

جبکہ ساری SSG نے بالکل ایک جیسی ڈارک بلو فرائیڈ پہن رکھی تھیں۔ سٹیج پہ دو لہنوں کو بٹھا کے ان کی پہلے رسم کی گئی۔

اور پھر ماہی، نینا اور نور سٹیج پہ کھڑی ہوئیں۔ ماہی کے ہاتھ میں مائیک تھا۔

"اب ہم وہ کھیل کھیں گے جس کے لیے ہم نے مردوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہے اس فنکشن میں۔۔۔" ماہی سٹیج پہ کھڑی بول رہی تھی اور سکریں کے سامنے بیٹھا ارمان اس کی بات پہ مسکرایا۔

"اوکے تو گیم یہ ہے کہ آج ہم عورتیں اپنے شوہروں کی چغلیاں کریں گے۔۔۔" نور

نے ماہی کی طرف دیکھتے کہا تو ایک دم وہاں موجود ساری عورتوں کا قہقہا بلند ہوا۔

"ساتھ تعریفیں بھی۔۔۔۔" نینا نے بات پوری کی۔

آہل اور شایان اب دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

"اوکے۔۔۔۔ شروعات نور آہل آفندی سے کرتے ہیں۔۔۔۔" امل بھی سٹیج پہ آتی بولی

۔ اس کے ہاتھ میں بھی مائیک تھا۔

سب لڑکوں نے ایک دم آہل کو دیکھا۔ آہل نے پیچھے صوفے سے ٹیک لگا کے اپنے

لبوں پہ مٹھی بنا کے رکھ لی۔ شاید اس کی تعریف یا بے عزتی ہونے لگی تھی۔

"اوکے مس نور آہل آفندی آپ بتائے کہ آہل کو غصہ آئے تو وہ کیسے ری ایکٹ کرتے

ہیں۔۔۔" ایک عورت نے کھڑی ہو کے پوچھا تھا۔ نور نے مسکراہٹ دبائی۔

"آہل کو جب غصہ آئے نا۔۔۔۔" نور نے مائیک ماہی کی طرف بڑھاتے اپنی فرائیڈ

ڈوپٹہ ایک طرف کر کے گرہ لگائی۔

شایان، عمار حمین سب آہل کو دیکھ رہے تھے اور آہل سکرین پہ نظر آتی اپنی جان کو۔

جو کہ اس کی عزت کا فالودہ کرنے والی تھی۔

"مسز آہل آفندی۔۔۔۔۔" نور نے انگلی اٹھا کے اپنی آواز میں رعب لاتے اپنا نام بالکل ویسے لیا جیسے آہل غصے میں لیتا تھا۔

آہل نے مسکراہٹ دبانے کو لب دانتوں تلے دبائے۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔ تمہاری سوچ صرف مجھ سے شروع ہو کے مجھ پہ ختم ہو۔۔۔ یہ عمران خان، بلال عباس کیا ہوتا ہے۔۔۔" وہ آہل کی طرح بول کے ایک دم قہقہا لگا گئی۔ ساری عورتوں نے اس کا ہنسنے میں ساتھ دیا۔ جب کہ عمار اور اسم اپنے ڈیڈ کو دیکھ کے ایک دم ہنسے۔ آہل ڈھیٹ نہیں ہوا تھا۔

"اب ماہی بتائیں گی کہ ارمان احمد کو ماہی کی کن تین عادات سے محبت ہے۔۔۔۔۔" حور نے سٹیج پہ آتے ماہی سے پوچھا۔

ذوہان ارمان کی طرف جھکا۔

"ماہی بھانڈا پھوڑ دے گی۔۔۔" ذوہان نے ارمان سے کہا۔ "نوایشو۔۔۔" وہ سکون سے بیٹھا تھا۔

"مان کو۔۔۔۔۔ پوری کی پوری ماہی پسند ہے۔۔۔" وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

"موم عادات بتائیں۔۔۔" حور نے ٹوکا تھا۔

ارمان سکرین کو دیکھتا دل میں مخاطب ہوا۔

(کوٹ اتارنا، ماہی کا مجھے مان کہنا، اور جب وہ اپنے فل ڈرامے والے موڈ میں ہو۔۔۔

...)



"جب میں ان کا کوٹ اتاروں۔۔۔"

جب میں ان کو مان کہوں۔۔۔"

"جب میں ڈرامے بازی کروں۔۔۔"

ماہی نے بالکل وہی تین عادات سب کو مصنوعی شرماتے کہا اور پاس کھڑی حور کو ساتھ

لگاتے منہ چھپایا۔ ان کے اس طرح شرمانے پہ ارمان کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی جبکہ

وہاں موجود عورتیں "اوو۔۔۔" کر کے ماہی کو چھیڑ رہی تھیں۔

"اب نینا آفندی اپنے شایان جی کی نذر میں کوئی شعر ارشاد کر دیں۔۔۔" کسی ایک

عورت نے اٹھنے کہا تو وہاں موجود سب عورتیں ارشاد ارشاد کرنے لگیں۔

اس بار حمین نے شایان کو دیکھا تو وہ اپنی مسکراہٹ دہرایا تھا۔

نینا نے مائیک پکڑا ہوا تھا۔

”کبھی لفظ بھول جاؤں، کبھی بات بھول جاؤں



تجھے اس قدر چاہوں کہ اپنی ذات بھول جاؤں

اٹھ کر کبھی جو تیرے پاس سے چل دوں۔۔۔۔۔

جاتے ہوئے خود کو میں تیرے پاس بھول جاؤں

کیسے کہوں تم سے کہ کتنا چاہا ہے تمہیں۔۔۔۔

اگر کہنے پہ تم کو آؤں تو الفاظ بھول جاؤں۔۔۔۔

شایان سکرین پہ نینا آفندی کے اظہار میں کھوسا گیا۔ وہ اس کے سامنے ایسے کبھی اظہار نا کرتی۔ اور کتنی عورتوں کے سامنے وہ بلا جھجک بول رہی تھی۔ سب عورتوں نے تالیاں بجایا کے اسے داد دی تھی۔

ان سب ہنگامے کے بعد ایک دم لائٹ بند ہوئی اور پھر سٹیج پہ بلوسی روشنی میں حور اور منال نظر آئیں۔ منال نے بلیک گلاسز لگائیں تھیں اور حمین کو ایک سیکنڈ نہیں لگا یہ جاننے میں کہ وہ اس کی گلاسز تھیں جو وہ اکثر باہر لگا کے جاتا تھا۔ جبکہ سٹیج پہ حور بھی گھومی تو اس نے عمار کی طرح بازو فولڈ کیے اور بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ جیسے وہ اکثر کرتا تھا۔

منال کو دیکھتا حمین کھوسا گیا۔ وہ کہیں سے بھی ڈری سہمی سی بھیگی بلی نہیں لگ رہی



تھی۔

میوزک آن ہوا۔ اور پھر ان دونوں نے ڈانس کرنا شروع کیا۔

Pyaar kr di chann vee...



Pyaar kr di chann vee...

Pyaar kr di chann vee...

Pyaar kr di chann vee...

وہ دونوں آگے آئیں۔ پیچھے یہ سونگ لگا تھا۔ پہلے منال آگے ہوئی۔

Je pata laga mere dad nu..

Ve bachda ni tuu



Me dassa tennu

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Na raati kand tapp k tu aai man ve

Na raati kand tapp k tu aai man ve

منال نے ان بولوں پہ ڈانس کیا گلے والے پہ حور آگے ہوئی۔

O meri mummy nu pasand nahiyo tu

Ve tera gora muh, mai dassa tennu



Me taa v tenu pyaar kardi chan ve

NEW ERA MAGAZINE .COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Pyaar kardi chan ve, vooo)

(Pyaar kardi chan ve, vooo)

(mummy nu pasand nahiyo tu)

(mummy nu pasand nahiyo tu)

(آپ ماہی کو پسند نہیں؟" ارسم نے عمار کی طرف جھکتے سنجیدگی سے پوچھا۔ عمار نے اسے خاموش کرواتے اس کے کہنی ماری تھی۔)



NEW ERA MAGAZINE .com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
-----Mummy nu pasand nahiyo tu

میوزک بنجنے لگا تو سیٹج کی دائیں طرف سے مایا نے اوپر آتے اگلے بولی پہ ڈانس کیا۔

Tere naal khadi aa

Me jado tak mardi nii

Duniya di parwah ki me kise to dardi ni..

سٹیج کی بائیں طرف سے امل بھی آئی تھی۔



Tere naal khadi aa

Me jado tak mardi ni

---Duniya di parwah ki me kise to dardu ni

اور پھر اگلے بول وہ چاروں ایک جیسے سٹیپس کر رہی تھیں۔

O meri mummy nu pasand nahiyo tu

Ve tera gora muh, mai dassa tennu

NEW ERA MAGAZINE.COM

---Me taa v tenu pyaar kardi chan ve

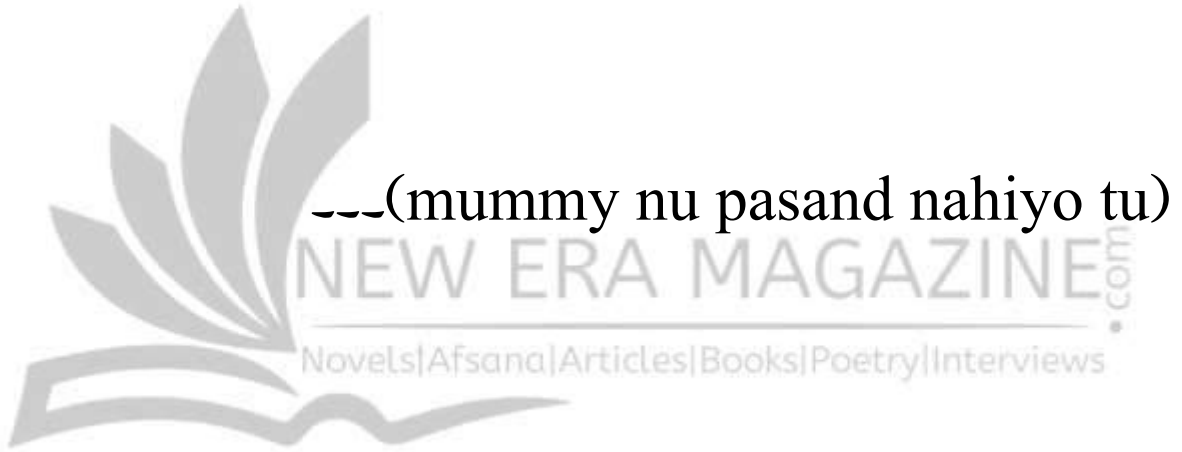
(ہم چاروں میں سے کوئی بھی ممی کو نہیں پسند۔۔۔؟ "ار سم منہ میں بڑ بڑایا۔ وہ کچھ

زیادہ ہی سیریس لے گیا تھا اس سونگ کو۔۔۔)

(Pyaar kardi chan ve, vooo)

(Pyaar kardi chan ve, vooo)

(mummy nu pasand nahiyo tu)



ایسے ہی ہنگامہ کرتے منال اور حور کی مہندی ختم ہوئی۔ ان سب کو ماننا پڑا تھا کہ  
عورتیں ان سے زیادہ انجوائے کرتی ہیں۔

وہ سرہانے پہ سر رکھے گہری نیند میں تھا جب آلا ر م بجا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کے آلا ر م بند کیا اور اٹھ کے بیٹھ گیا۔ بیڈ سے اتر کے وہ واش روم گیا۔ باہر آیا تو اس کی کہنی اور منہ سے پانی ٹپک رہا تھا۔ مطلب وہ وضو کر کے نکلا تھا۔ دور کہیں تہجد کی اذانیں ہو رہی تھیں۔

اس نے جائے نماز بچھائی اور پھر وہ اللہ کے حضور کھڑا ہو کے شکرانے کے نفل ادا کرنے لگا۔ حمین آفندی نے نفل پڑھ کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو سمجھ نہیں آئی کہ کیسے اللہ جی کا شکر ادا کرے۔ آج اس کی شادی تھی۔ شادی تو سب کی ہوتی ہے۔ لیکن محبت کی شادی سب کی نہیں ہوتی۔ اور حمین آفندی جیسے لوگ جو صرف محبت کے راز اللہ سے سنیر کرتے ہیں۔ پھر اللہ بھی ان کے لیے ایسے ہی وسیلے بناتا ہے کہ آج اس کی محبت اس کی محرم بننے جا رہی تھی۔ وہ شکرنا کرتا تو کیا کرتا؟۔۔۔

اس کے کمرے سے نکلے اور دائیں طرف والے کمرے میں بھی بتی جل رہی تھی۔ وہ جائے نماز پہ بیٹھی ہاتھ پھیلائے اللہ کے حضور حاضری دے رہی تھی۔



وہ نہیں جانتی حمین آفندی کے ساتھ اگلی زندگی کیسی گزرے گی۔ لیکن اس نے سنا ہے کہ اللہ کو پسند آتے ہیں شکر کرنے والے، اس کی رضا پہ راضی ہو جانے والے۔ اسی لیے اس نے شکرانے کے نفل ادا کیے، اللہ کو بتایا کہ وہ اس کے فیصلے پہ دل و جان سے راضی ہے۔ اور اللہ کو پسند ہیں ایسے لوگ۔ شکر ادا کرنے والے، اس کے فیصلوں پہ سر جھکا دینے والے۔۔۔۔



وہ اپنے کمرے میں سجدے میں تھا اور اس سے دور احمد ہاؤس میں حورین ارمان احمد بھی سجدے میں تھی۔

عمار نے ایک سجدہ کیا۔ اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن پتہ نہیں کیوں آج اللہ پہ بہت پیارا آ رہا تھا۔ جائے نماز اٹھا کے پھر بچھالی۔ پھر اس پہ بیٹھ کے وہ اب سجدے والی جگہ پہ انگلی

پھیرتا اللہ سے بات کر رہا تھا۔

"حورین دینے کے لیے شکریہ،۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

دوسری طرف وہ ابھی بھی سجدے میں تھی۔

"عمار دینے کے لیے شکریہ۔۔۔۔" وہ سجدوں کی شوقین اللہ سے سجدے میں ہی بات

کر رہی تھی۔ سجدہ کرتے اسے محسوس ہوتا تھا جیسے اللہ سامنے بیٹھے ہیں۔ سجدے سے

اٹھی تو آنکھیں اور چہرہ بھیگا ہوا تھا اس کا۔

ہاتھ پھیلائے تھے اس نے۔ "آپ اتنے اچھے کیوں ہیں اللہ جی۔۔۔" لب کے ساتھ

لہجہ بھی کانپ رہا تھا اس کا۔

“ I love you so much “

وہ اللہ سے اظہار کرتی روپڑی تھی۔ ماہین سیال ہمیشہ کہتی ہے اللہ اپنے بندوں سے بہت

پیار کرتے ہیں۔ پر مہرین سعید کہتی ہے اللہ کے بندوں کو اللہ سے پیار ہو جائے نا پھر وہ

دنیا بھول جاتے ہیں اس سے بات کرتے۔ وہ پھر بندوں کی شکایتیں نہیں لگاتے اللہ

سے۔ وہ پھر اللہ سے اللہ کو مانگتے ہیں۔ بات محبت کے تقاضوں کی ہوتی ہے۔ اللہ کی طرح اس کی محبت بھی انوکھی ہی ہے۔

بینڈ بارجے اور باراتیوں کے سنگ ناچتے گاتے وہ حورین ارمان احمد اور منال آہل آفندی کو لینے آئے تھے۔ ہال کے باہر گاڑی کھڑی ہوئی تو پہلی دو لہے والی کار سے عمار آہل آفندی نکلا تھا۔ کریم رنگ کی

شیر وانی میں آنکھوں میں الوہی چمک۔۔ چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ۔ وہ ماحول پہ چھایا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے والی کار سے حمین آفندی نکلا تھا۔ مہرون کلر کی شیر وانی میں اس کا گندمی رنگ دھوپ کی تمازت سے اس کے گال دہک رہے تھے۔

وہ دونوں مسکراتے آگے بڑھے۔ ارسم نے بھی بلیک ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا۔ ڈھول

والے اپنا پورا زور لگا رہے تھے۔ وہ آگے آئے تو ارمان نے ہال کے دروازے پہ کھڑے ان کا ہاتھ چوما۔ باقی سب بڑوں سے مل کے وہ اندر کی طرف بڑھے۔

ہال کے مین دروازے پہ انہیں مایا اور امل نے روکا۔

امل اور مایا نے ایک جیسے گرے شرارے پہن رکھے تھے۔

"جی جاجی۔۔۔ 5 ہزار نکال لیں۔۔۔ اور اپنے قدم اندر سدھا لیں۔۔۔" امل نے ہاتھ پھیلاتے کہا تھا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے تم تو بارات کے ساتھ نہیں آئی؟" ارسم نے امل کو گھورا تھا۔

"غیر ضروری لوگوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنا منہ بند رکھیں۔۔۔" امل نے ہاتھ اٹھا کے ارسم سے کہا۔ وہاں موجود سب اس کے چالاکی پہ مسکرائے۔

"لڑکیوں سے گزارش ہے کہ اپنے سائیڈ بزنس (دولہے کو لوٹنے) سے بھی پرہیز کریں۔۔۔" ارسم کو نسا کسی سے کم تھا۔

"تم سے کسی نے مانگے ہیں؟" امل نے اسے گھورا۔

"اپنی دفعہ تم مت دینا۔۔۔ ابھی چپ رہو۔۔۔" مایا نے ارسم کو مفت کا مشورہ دیا۔

وہ وہیں کھڑے ایک دوسرے سے لڑنے میں مصروف ہو چکے تھے۔ حمین اور عماران دونوں سے اچھی طرح واقف تھے اسی لیے دونوں نے پیسے نکال کے مایا اور امل کی طرف بڑھائے۔ پھر انہیں اندر جانے کی اجازت ملی۔



وہ دولہوں کا استقبال کر چکی تھی۔ اسی لیے اب برائیڈل روم کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ کیونکہ اسے منال اور حور کو برائیڈل لک میں دیکھنا تھا۔ جیسے ہی وہ روم میں داخل ہوئی۔ منال اور حور دونوں تیار کھڑی تھیں۔ منال کی اس کی طرف پشت تھی جبکہ حور کا پالروالی ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ امل نے منال کو پیچھے سے جا کے اپنی طرف گھمایا۔ اور اس پہ پہلی نظر پڑتے ہی اس نے اپنی چیخ روکنے کو لبوں پہ ہاتھ رکھا۔

"منال۔۔۔۔ یہ تم ہو۔۔۔" وہ اس کے گرد چکر لگاتے اس سے پوچھ رہی تھی۔ منال اس کی بات پہ مسکرائی۔ جانتی تھی اس کا یہی ری ایکشن ہوگا۔ اور پھر حور اس کی طرف گھومی۔ امل نے اسے دیکھتے دل پہ ہاتھ رکھا۔

حور نے اوف وائٹ لہنگا پہن کے وائٹ اور گولڈن رنگ کا کمبوڈوپٹہ سیٹ کیا تھا۔ جبکہ منال کا مہرون کلر کا لہنگا تھا۔ دونوں آسمان سے اتری پری لگ رہی تھیں۔ امل نے فوراً ان کی مختلف اینگل سے تصویریں کلک کیں۔



قاری صاحب اس سے پوچھ رہے تھے۔

"منال آہل آفندی کیا آپ کو حمین شایان آفندی بمعہ حق مہر ایک لاکھ روپے اپنے

نکاح میں قبول ہے؟"۔۔۔

(اور اس کی آنکھیں کے پردے پہ حمین آفندی کا عکس لہرایا۔ کہیں وہ ہنس رہا تھا، کہیں اسے گھور رہا تھا، کہیں وہی اس کی بے نیازی، سرد مہری، اور کہیں وہ ڈانٹ رہا تھا، اسے موم سے بچا رہا تھا۔۔۔)

"قبول ہے۔۔۔"



قاری صاحب پھر سے اپنی وہی لائن دہرا رہے تھے۔

(تمہاری شادی کا مطلب میرے کمرے میں منتقلی ہے تمہاری۔۔۔)

(تم سے کس نے پوچھا؟)" حمین کی باتیں اسے یاد آرہی تھیں۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔" اس نے کانپتے لبوں سے دوسری دفعہ بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔

قاری صاحب تیسری دفعہ اس سے پوچھ رہے تھے۔

(ان کے سامنے گئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔)

منال آہل آفندی کو زخم دینے اور اس پہ مرہم رکھنے کا حق صرف حمین شایان آفندی کو ہے۔۔۔)

آنکھوں کے پردے پہ اس کے مختلف روپ منال کو نظر آ رہے تھے۔

"قبول ہے۔۔۔" تیسری دفعہ رضامندی سے اس نے اپنا آپ حمین آفندی کو سونپ

دیا۔ اور پھر اس نے کانپتے ہاتھوں سے سائے کیے تھے۔)



دوسری طرف قاری صاحب نے حمین سے بھی رضامندی لی۔ اور سائن کروا کے انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

برائیلڈل روم میں امل منال کے پیچھے کھڑی تھی۔ وہ اس کے کان کے قریب جھکی۔ باہر سیٹج پہ ارسم حمین کی طرف بڑھا۔

"حمین آفندی مبارک ہو۔۔۔" امل نے اپنے بال پیچھے کرتے جھک کے منال کے کان میں سرگوشی کی۔

"منال آفندی مبارک ہو۔۔۔" ارسم نے حمین کو گلے لگاتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

برائیلڈل روم میں بیٹھی منال اور سیٹج پہ کھڑے حمین کے ہونٹوں پہ بیک وقت مسکراہٹ آئی۔

"خیر مبارک۔۔" دونوں کے لب آہستہ سے ہلے تھے۔

وہ دونوں لڑکیوں کے نرغے میں چلی آرہی تھیں۔ سیٹیج پہ ارسم سے کوئی بات کرتے  
حمین کی نظر اس طرف اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔

منال حمین آفندی اپنی تمام تر وجاہت لیے اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جبکہ پاس بیٹھے  
عمار کا بھی یہی حال تھا۔ وہ دونوں ایک دم گنگ ہوئے تھے۔  
وہ چلتی سیٹیج تک آگئیں اور دونوں ابھی بھی منہ کھولے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"بھائی لوگ آپ کی ہی ہیں۔ گھور بعد میں لینا اٹھ کے رسیو تو کر لو۔۔۔" ارسم نے ان  
دونوں پہ چوٹ کرتے انہیں یاد دلایا۔ پہلے عمار آگے بڑھا اور حور کا ہاتھ تھام کے اپنے  
برابر بیٹھنے میں مدد دی۔ اور پھر حمین نے منال کو۔

مختلف لوگ انہیں مبارک باد دینے آرہے تھے۔ پھر امل اور مایا دودھ کا گلاس لیے سیٹیج

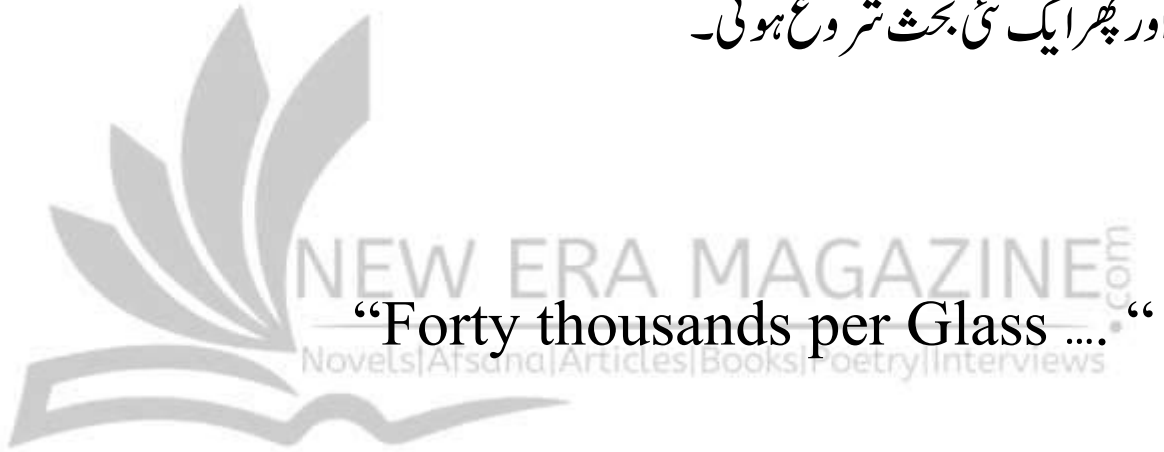
کی طرف بڑھیں۔

"بادب با ملاحظہ۔۔۔ سالیوں کا لوٹنے کا وقت ہو اچا ہتا ہے۔۔۔" ار سم نے ان دونوں

کی آتے دیکھ اونچی آواز میں انہیں تنگ کیا۔ امل نے اسے ہاتھ جھلا کے دفعہ کیا۔

عمار کی طرف امل نے دودھ کا گلاس بڑھایا اور حمین کی طرف مایانے۔

اور پھر ایک نئی بحث شروع ہوئی۔



امل نے گلاس پکڑا کے ساتھ ہی قیمت بھی بتادی۔

“ oh forty thousands? ....”

ارسم نے اس کی طرف دیکھ کے اس کا مذاق اڑایا۔

"ایسا کیا ہے اس میں۔۔۔ جو چالیسی ہزار ایک گلاس کا۔۔۔" ارسم نے عمار سے وہ گلاس پکڑنا چاہا۔ "ہٹاؤ۔۔۔ کنواروں سے درخواست ہے کہ وہ دس قدم کے فاصلے پہ رہیں۔" امل نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کے اسے پیچھے ہٹایا تھا۔

"تم نے مجھے کنوارہ کہا؟" ارسم کو صدمہ لگ گیا۔

ایک کنوارہ ہونے کا دکھ اوپر سے سب کے سامنے کنوارہ کہہ دیا۔

"تو کونسا جیب میں لڑکیاں لے کے گھوم رہا ہے۔ بھائی کنوارہ ہی ہے تو ابھی۔۔۔" ساتھ کھڑے ذوہان نے اس کو تسلی کم اور ذلیل زیادہ کیا۔

"جیب میں لڑکیاں تو آپ کے بھی نہیں ہیں۔ آپ بھی کنوارے ہی ہیں۔۔۔" مایانے ذوہان کو لتاڑا۔

اس بار ہنسنے کی باری ارسم کی تھی۔ "اس نے۔۔۔ اس نے جو مجھے دیا وہ کنوارہ ہونے کا طعنہ ہے؟۔۔۔" ذوہان نے آنکھیں کھولے صدمے سے پوچھا۔

"ہاں جی۔۔۔" ارسم نے بھرپور زور و شور سے تائید کی۔ "اچھا جی۔۔۔" ذوہان

نے ارسم کی گردن میں منہ چھپانے کو جگہ ڈھونڈی۔ اور پھر بحث و مباحثہ کے بعد یہ  
رسم بھی تمام ہوئی تھی۔

وہ خود سے دو قدم دور ماہی اور ارمان کی طرف بڑھی۔ ماہی آنکھوں میں آنسو لیے اسے  
دیکھ رہی تھی جبکہ ارمان نے ماہی کو کندھے سے پکڑ کے اپنی ساتھ لگایا تھا۔

وہ کچھ بھی بولے بغیر ماہی کے سینے لگی تھی۔

"ڈیڈ کو زیادہ تنگ مت کیجیے گا۔۔۔ ذوہان کو کر لیجیے گا۔۔۔ نوایشو۔۔۔" حور نے ماہی  
سے الگ ہوتے آنکھوں میں آنسو لیے اسے تنبیہ کی۔ ماہی اس کی بات پہ مسکرائی اور  
اس کا ماتھا چوما۔ پھر وہ ارمان کی طرف بڑھی۔

"ماہی کا دھیان رکھنا ہے آپ نے۔ ذوہان کو ڈانٹنا مت اور میری پاکٹ منی میں اب

بھی آپ سے آ کے لیا کرونگی۔۔۔" وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی ارمان سے ڈیمانڈز ہی کر رہی تھی۔ ارمان نے سینے سے لگی حور کے بالوں پہ بوسہ دیا۔

پھر وہ ذوہان کی طرف بڑھی تھی۔ ذوہان اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ حور بغیر کچھ بولے اس کے سینے لگ گئی۔ ذوہان نے اس کے گرد حصار باندھتے اسے ساتھ لگایا۔ بچپن سے لے کے اب تک کاہر پل (کہیں وہ اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی، کہیں مار رہی تھی، کہیں کچھ چھین رہی تھی، کہیں اسے گرا کے ہنس رہی تھی۔) یاد کیا۔



“I’ll miss you..... “

ذوہان نے صرف ایک جملہ بولا تھا اور حور کی بس ہو گئی۔ وہ جو تب سے خود پہ کنٹرول کر رہی تھی۔ ہچکیوں سے روئی اور پھر ساتھ ذوہان بھی۔

"بندر چھوڑ مجھے۔۔ میرا میک اپ خراب ہو گیا۔۔" حور نے اسے خود سے الگ کرتے چھیڑا تھا۔ وہاں موجود سب ان کی طرف دیکھ کے اپنے آنسو ضبط کر رہے تھے۔

ذوہان نے اس کا ماتھا چوما تھا۔ اور پھر حورین ارمان احمد دعاؤں کے سنگ حورین عمار  
آفندی بن کے رخصت ہو گئی۔

آفندی ہاؤس میں دونوں جوڑیوں کا شاندار استقبال کیا گیا۔ چونکہ دو لہنیں کافی تھک چکی  
تھیں۔ اسی لیے انہیں ڈائریکٹ روم میں ہی پہنچایا گیا۔

امل پھر سے عمار کا رستہ رو کے کھڑی تھی۔

"ایک تو پتہ نہیں کتنی دفعہ تم نے لوٹنا ہے مجھے۔۔۔" وہ پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا بولا تھا۔  
اور پیسے اسے پکڑائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے کمرے سے نکالا۔ امل کا منہ کھل گیا۔  
جبکہ عمار نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھتے دروازہ بند کر لیا۔

-----

-----

"ایک منٹ۔۔۔ یہ نیگ سالی مانگتی ہے۔۔ تو کدھر۔۔؟" حمین نے اپنے کمرے کے دروازے پہ ارسم کو کھڑے دیکھا تو وہ بولا۔ "بھائی تیری طرف مونٹ (سالی) نہیں ہے تو مذکر (سالے) پہ گزارا کر۔۔" ارسم نے اسے اپنی زبان میں سمجھایا۔ حمین نے اسے گھورتے پسیے پکڑائے۔ وہ پیسے لے کے منٹ سے پہلے غائب ہوا تھا۔

-----

-----

وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے آنکھیں بند کیے وہ پتہ نہیں کہاں پہنچا ہوا تھا۔ جب مایا اس کے قریب آ کے کھڑی ہوئی۔ اس نے آہٹ پہ



آنکھیں کھول کے مایا کو دیکھا۔ وہ اسے دیکھتی ہلکا سا مسکرائی۔ مایا کے ہاتھ میں دو کپ چائے کے تھے۔

اس نے ایک کپ ذوہان کی طرف بڑھایا۔ ذوہان نے پاکٹ سے ہاتھ نکال کے کپ پکڑا۔ "ماہی کو دی چائے؟" اس نے بے ساختہ پوچھا تھا۔ اور مایا نے سر اثبات میں ہلادیا۔ وہ جانتی تھی خود پینے سے پہلے وہ ماہی کا ضرور پوچھے گا۔

"ایک بات پوچھوں ذوہان؟" مایا نے سامنے دیکھتے کہا۔ ذوہان نے سر ہلاتے اجازت

دی۔  
 "لفظ محبت اور عشق کو بیان کر سکتے ہو۔۔" وہ بالکنی کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کے بولی۔ ذوہان مسکرایا۔

"محبت مطلب چائے اور عشق مطلب ماہی۔۔۔" وہ بولتا ہلکا سا مسکرایا۔ "مجھے لگا چائے مطلب عشق۔۔" مایا نے اپنا نقطہ بتایا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے چائے کیوں پسند ہے؟" وہ اس کی طرف دیکھ کے پوچھنے لگا۔  
 "کیوں؟" مایا نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"کیونکہ وہ ماہی کو پسند ہے۔۔۔" ذوہان نے مڑتے مڑتے کمرے میں آتے کہا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔

"تم ماہی سے کافی اٹیچ ہو۔۔۔" وہ اس کی پشت کو دیکھتے بولی۔ "ماہی میرا پہلا عشق ہے۔۔۔" ذوہان نے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے کہا۔

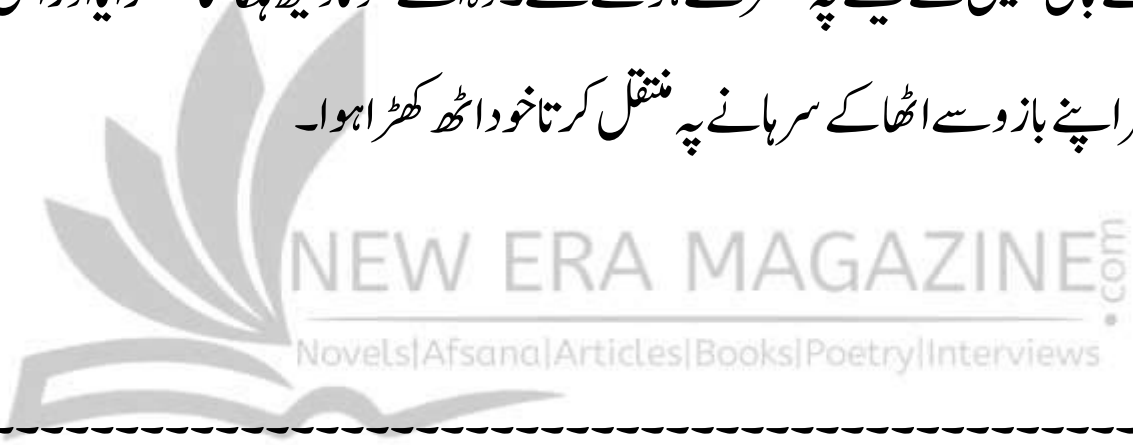
"اور حور؟" مایا نے حور کا پوچھا۔ "وہ دوسرا۔۔۔" ذوہان نے الماری سے کچھ نکالتے پوچھا۔

"اور تیسرا۔۔۔؟" مایا نا جانے کیا سننا چاہ رہی تھی۔ ذوہان نے الماری سے سر باہر نکالا۔ "تیسرا عشق۔۔۔ میری بیوی ہوگی۔۔۔" وہ دانت دکھاتا بولا تھا۔ اسے جواب دیتا وہ کمرے سے چلا گیا۔ مایا جانتی تھی وہ ماہی کے پاس گیا ہوگا۔

"اللہ کرے تمہارا تیسرا عشق مایا سیال بنے ذوہان ارمان احمد۔۔۔" مایا نے کمرے سے باہر نکلتے ذوہان کو دیکھتے دل میں کہا تھا۔ اور مایا کو لگا کمرے کی ہر چیز نے جیسے "آمین"

کہا ہو۔

نئی زندگی کی نئی صبح۔۔ اس نے آنکھیں کھول کے اپنے برابر لیٹی منال کو دیکھا جس کے کھلے بال جمین کے سینے پہ بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اسے سوتا دیکھ ہلکا سا مسکرایا اور اس کا سر اپنے بازو سے اٹھا کے سرہانے پہ منتقل کرتا خود اٹھ کھڑا ہوا۔



وہ واش روم سے فریش ہو کے نکلا تھا۔ بیڈ پہ نگاہ پڑی جہاں اس کی زندگی خود میں سمٹی ابھی تک سو رہی تھی۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔

"حورا اٹھو۔۔ نماز کا وقت نکل جائے گا۔۔" اس نے حور کے چہرے سے بال ہٹا کے

اس کے ماتھے پہ مہر ثابت کی اور اسے پیار سے اٹھایا۔ وہ پھر کروٹ بدل گئی۔ عمار مسکرایا تھا۔

"صرف کچھ منٹ ہیں۔۔۔ اس کے بعد نماز قضا ہو جائے گی۔۔۔" عمار کی دھمکی پہ وہ ہڑ بڑا کے اٹھی۔ عمار اس کی تیزی پہ مسکرایا تھا۔



وہ دونوں سیڑھیاں اترتے نیچے آرہے تھے۔ منال نے ریڈ پیروں تک آتی فراق پہن کے ڈوپٹہ ہلکا سا سر پہ ٹکایا تھا جبکہ اس کے ساتھ اترتا حمین وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔ دونوں کو ایک ساتھ آتے دیکھ سب نے زیر لب ماشاء اللہ کہا تھا۔ وہ آ کے سب کے ساتھ ابھی بیٹھنے ہی لگے تھے کہ عمار اور حور بھی اترتے نظر آئے۔ حور نے منال جیسی مہرون کلر کی پیروں تک آتی فراق پہنی تھی اور عمار بلو جینز پہ بلو

شرٹ میں تھا۔

حمین نے منال کے لیے کرسی کھینچی اور حور کے لیے عمار نے۔

پانی پیتے ارسم نے "اہم۔۔۔ آہم۔۔۔" کیا تھا۔ عمار اور حمین نے اس کی حرکت پہ

اسے گھورا جبکہ باقی سب نے مسکراہٹ روکی تھی۔



سب لوگ ہال جا چکے تھے۔ اسے ارسم کے ساتھ جانا تھا۔ اور وہ تھا کہ تیار ہونے گیا ہی

واپس نہیں آ رہا تھا۔ امل کو اس پہ اتنا غصہ آ رہا تھا۔ امل غصہ کنٹرول کرنے کے لیے

لاؤنج میں ہی چکر لگا رہی تھی جب وہ سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔ امل غصے سے اس کی

طرف گھومی لیکن اس کو دیکھ کے غصہ ایک دم ہوا ہوا۔ وہ بلوڈ نرسوٹ میں ملبوس

سیڑھیاں اترتا مسکراتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور امل کو پتہ بھی نہیں چلا کہ وہ

بالکل اس کے قریب آ کے رکا۔ "اوہیلو۔۔۔" اس نے چٹکی بجا کے امل کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"زیادہ پیارا لگ رہا ہوں کیا؟" اس نے آنکھوں میں شرارت لیے امل کی طرف جھک کے پوچھا۔ امل نے اس گھورا۔ "غلط فہمی۔۔۔" وہ جل کے بولی تھی۔ اس کے انداز پہ وہ مسکرایا۔ اور پھر باہر کی طرف بڑھ گیا۔ ہمیشہ کے برعکس آج امل نے اس پہ آیت الکرسی پڑھ کے پھونکی تھی۔ ورنہ شاید واقع ہی اسے آج نظر لگ جاتی۔



وہ چاروں سٹیج کی زینت بنے بیٹھے تھے۔ حمین اور منال نے بلو کمبو کیا تھا۔ منال نے بلو میکسی جبکہ حمین نے بلو ڈنر سوٹ پہنا تھا۔ ساتھ بیٹھے عمار نے ریڈ ڈنر سوٹ پہنا تھا اور حور نے ریڈ میکسی۔ حور بار بار ہال کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عمار کو اس

کے چہرے سے ہی پتہ چل گیا وہ ماہی لوگوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے موبائل سائیڈ پاکٹ سے نکالا اور فون سپیکر پہ ڈال کے ذوہان کو کال ملائی۔

"جی برو۔۔۔" دوسری طرف سے ذوہان کی آواز آئی۔

حورین جو کہ اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی فوراً اس نے عمار کی طرف دیکھا۔ عمار سے دیکھ کے مسکرایا۔ "میری بیگم انتظار میں سوکھ رہی ہے۔ کہاں ہو تم لوگ۔۔۔" عمار شرارت سے گویا ہوا۔

حور نے مسکراتے اسے آنکھیں دکھائیں۔ وہ بغیر کہے اس کی پریشانی سمجھ گیا تھا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"بس کچھ دیر تک پہنچ رہے ہیں۔۔۔" ذوہان مسکراتا بتا فون بند کر گیا۔ کچھ دیر تک وہ آگئے اور پھر سب نے کھانا کھایا۔

اب ارسم منال اور حور کے قدموں کے پاس ایک ہاتھ منال کے گٹھنے پہ رکھے اور دوسرا حور کے گٹھنے پہ بیٹھا تھا۔ ایک نئی بحث چھڑ گئی تھی۔ امل اور مایا نے کل تک دولہوں کو اچھا خاصہ لوٹ لیا تھا۔ آج ارسم کی باری تھی وہ دولہنوں کو لوٹنے نیچے بیٹھا تھا۔

"بیس ہزار پر بھا بھی۔۔۔" ارسم نے امل کو دیکھتے دانت دکھاتے اپنی ڈیمانڈ کی۔ امل نے دانت پیسے تھے۔ اور ہاتھ جھلاتے اسے دفعہ کیا۔

حمین نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے تھے جبکہ عمار دونوں سینے پہ ہاتھ باندھے اس کو مسکراتے دیکھ رہا تھا۔ حور اور منال نے پیسے نکالے۔ حور کے پورے تھے لیکن منال کے کم تھے۔ کیونکہ کل والا پاؤچ وہ گھر بھول آئی تھی۔

حمین نے پاکٹ سے والٹ نکال کے اس کی گود میں پھینکا تھا۔ سب نے "اووو۔۔۔" کیا لیکن وہ پر سکون کھڑا رہا۔ بغیر ڈھیٹ ہوئے۔ منال نے حمین کے والٹ سے پیسے پورے کر کے ارسم کو دیئے۔ پھر کچھ دیر تک حور اور عمار احمد ہاؤس چلے گئے اور منال لوگ آفندی ہاؤس روانہ ہوئے۔



حور کی شادی کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ سب مہمان تو ویسے کے دوسرے دن ہی واپس چلے گئے تھے۔ لیکن مایا بھی بھی یہیں تھیں اور اسے ابھی یہیں رہنا تھا۔ وہ اور ماہی گارڈن میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں جب وہ باہر سے آیا۔ گارڈن میں ان کو دیکھ کے وہ بھی ان کی طرف بڑھا۔ ماہی کو پیچھے سے ہگ کرتے اس نے ماہی کی گال پہ بوسہ دیا۔ ماہی نے اپنا ہاتھ اس کی گال پہ رکھ کے تھپتھپایا تھا۔

"میں چائے لاتا ہوں آپ کے لیے۔۔۔" وہ اندر کی طرف بڑھتا بولا۔ ماہی نے پیچھے سے اسے روکا۔

"تم بیٹھو۔۔۔ میں لاتی ہوں۔۔۔" اسے اپنی جگہ بٹھا کے وہ اندر چلی گئی۔

"اور بھئی تم کب واپس جا رہی ہو۔۔۔" وہ سیدھا ہوتا بیٹھتا کر سی سے ٹیک لگا کے مایا سے پوچھنے لگا۔ مایا نے اس کی بات پہ اسے گھورا۔

"دل تو نہیں لگ گیا پاکستان میں۔۔۔" ذوہان نے اس کے آگے سے نمکواٹھا کے منہ میں ڈالتے مذاق کیا۔

"دل ہی تو لگ گیا ہے پاکستان میں۔۔۔۔۔" مایا نے اس کی طرف دیکھتے کہا۔

"اووو۔۔۔ خیر۔۔۔ دھیان سے۔۔۔" ذوہان نے اس کے چہرے پہ سنجیدگی شاید  
دیکھی نہیں۔ یا وہ دیکھ کے اگنور کر رہا تھا۔

اور وہ اٹھ کے اندر کی طرف بڑھنے لگا جب مایا کی پیچھے سے آواز آئی۔

"لگتا ہے بہت بھاری پڑے گا مجھے۔۔۔"

"کیا۔۔۔؟" وہ یک دم رکا اور بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

"پاکستانی سے دل لگانا۔۔۔" مایا کھڑی ہوتے اس کے سامنے سینے پہ ہاتھ باندھ گئی۔

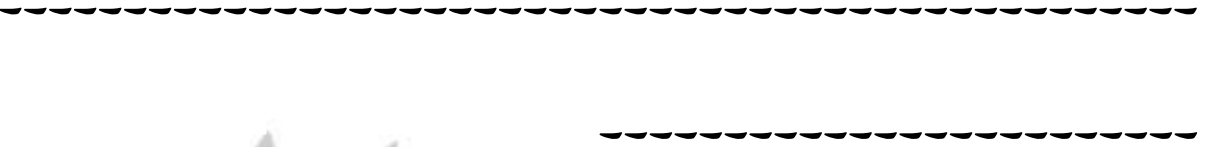
"سوچ کے لگانا تھا نا۔۔۔" وہ بولتا کندھے اچکا گیا۔ اور مڑا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی  
مڑی۔

"کتنا مزہ آئے پاکستانی کو بھی بھاری پڑ جائے میرا یہاں رہنا۔۔۔" مایا کی آنکھوں کی  
چمک بڑھی۔

"خوش فہمیاں اچھی ہوتی ہیں مس مایا۔۔۔ غلط فہمیوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔۔۔" وہ  
اسے بہت کچھ جتا گیا۔

"کنفیڈینس اچھا ہوتا ہے ذوہان صاحب۔۔۔ آوور کنفیڈینس سے پرہیز کرنا

چاہیے۔۔۔۔۔ "وہ بھی اسی کی کزن تھی۔ اور وہ بات کر کے آگے بڑھ گئی۔ ہمیشہ کی طرح ذوہان وہیں کا وہیں رہ گیا۔"



منال، حور اور امل ایک کمرے میں بیٹھی تھیں۔ شام کا وقت ہو رہا تھا۔ پچھلا پورا ہفتہ تو دعوتوں میں گزرا۔ لیکن آج حمین اور عمار دونوں آفس گئے تھے۔ (حمین نے بھی شادی کے بعد سے آج سے ہی آفس جوائن کیا تھا)۔ آج پورے ہفتے بعد عمار اور حمین کو وقت مل گیا تھا کہ وہ گروپ کو شادی کی پارٹی دے دیتے۔ اسی لیے وہ سب رات کو ڈنر باہر کرنے جا رہے تھے۔ حور اور منال تو کب سے تیار ہو کے امل کے کمرے میں تھیں ایک امل آفندی تھی جو کہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی آئی میک اپ کو ہی گھنٹا لگا چکی تھی۔

انہیں ارسم نے ریستورنٹ تک لے کے جانا تھا اور عمار اور حمین نے وہیں سے انہیں  
جوائن کرنا تھا۔

ارسم نک سک سا تیار امل کے کمرے میں داخل ہوا۔ حور اور منال نے اسے کی تیاری  
ملاحظہ کی۔ اور ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تم کس خوشی میں اتنا تیار ہو رہی ہو۔۔۔۔" ارسم نے اپنی تیاری پہ ان دونوں کی  
نظروں کو اگنور کرتے امل کو مخاطب کیا۔ وہ ایک دم کا جل ہاتھ میں پکڑے ہی گھومی۔

"اپنے کام سے کام رکھو تم۔۔۔۔" امل نے اسے سنا دی۔

"ایسے تو میں تمہیں کبھی نہیں لے کے جاؤں گا۔۔۔۔" ارسم نے نیچے سے اوپر تک  
انگلی سے اشارہ کرتے اسے کہا۔

وہ حور اور منال سے بھی زیادہ تیار ہوئی تھی۔

"اپنی تیاری بھی تو ملاحظہ کرو۔۔۔۔" امل نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"منہ دھو کے آؤ شہاباش۔۔۔۔" ارسم نے اب کی بار اسے پیار سے کہا۔ امل نے بے

بسی سے حور اور منال کو دیکھا۔

"ارسم وہ گھنٹہ لگا کے تیار ہوئی ہے۔۔۔" منال نے صفائی دینا چاہی۔ "اوکے۔۔۔"

ارسم نے ادھر ادھر دیکھتے کہا اور آگے بڑھ کے سائیڈ ٹیبل پہ پڑی گلاسز اٹھا کے امل کو

دی۔

"یہ لگاؤ۔۔۔" رسم نے بلیک گلاسز اس کی طرف بڑھاتے کہا۔

"یہ سن گلاسز ہیں رسم۔۔۔" حور نے اسے ٹوکا تھا۔

"ٹھیک ہے یا یہ گلاسز لگائے یا پھر منہ دھو کے آئے۔۔۔" وہ فل سنجیدگی سے بولا تھا۔

ان تینوں کو سمجھ نہیں آئی وہ اوورری ایکٹ کیوں کر رہا تھا۔ عمار اور حمین یہاں ہوتے تو وہ فوراً سمجھ جاتے۔

امل غصے سے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ پانچ منٹ بعد تک وہ منہ دھو کے آئی تو رسم کو سکون آیا تھا۔ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا اس کی آنکھوں کو ایسے تیار کوئی دیکھے۔ امل منہ دھو آئی تھی لیکن اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

وہ سارے ریستورنٹ میں بیٹھے ذوہان کا انتظار کر رہے تھے جب وہ مایا کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"یہ آج کل تمہاری اس کزن کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔۔۔ خیر تو ہے۔۔۔" ارسم نے حور سے کہا۔ حور نے اسے گھورا تھا۔

"ہیلوشادی شدہ حضرات۔۔۔" ذوہان نے آتے ہی کرسی کھینچ کے بیٹھتے ان کو دیکھتے کہا۔

"او ہیلو۔۔۔ کنوارے صاحب۔۔۔" ان سب کے بعد نظر ارسم پہ پڑی تو وہ چہکا۔  
 "اب کنوارے، کنواروں کو، کنوارہ ہونے کا طعنہ دیں گے۔۔۔ بھئی واہ۔۔۔" ارسم نے اس کے طنز کو سود سمیت واپس لوٹایا تھا۔ ذوہان نے مسکراہٹ دبائی۔ ارسم آہل آفندی ادھار رکھنے والوں میں سے نہیں تھا۔

"شادی کے ایک ہفتے بعد لڑکے گونگے ہو جاتے؟ مجھے کسی نے بتایا نہیں تھا۔۔۔"

ار سم نے کھانا کھاتے حمین اور عمار کے خاموش رہنے پہ بھرپور طنز کیا تھا۔

"بیٹا تیری ہو جانے دے تو گونگا کیا۔ اندھا اور بہرہ بھی ہو گا۔۔" حمین نے اسے لتاڑا تھا۔

حمین بار بار اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہو رہا تھا۔ کیونکہ سامنے بیٹھی ایک لڑکی لگاتار اسے تاڑ رہی تھی۔ اور وہ ان کمفرٹیبل تھا۔

منال نے پہلے حمین کو دیکھا اور پھر سامنے اس لڑکی کو۔ باقی سب اپنا اپنا کھانا کھا رہے تھے۔

"مجھے اپنی جگہ بد لنی ہے۔۔" منال نے حمین کی طرف جھک کے کہا۔ "کیوں۔۔۔؟" وہ حیران ہوا تھا۔ "یہ کمفرٹیبل نہیں ہے۔۔" اس نے اپنی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ حمین نے ارد گرد دیکھا۔ کوئی بھی جگہ خالی نہیں تھی۔

"او کے میری والی پہ آ جاؤ۔۔" وہ کھڑا ہو کے اسے آفر کر گیا۔ سب ان کی طرف دیکھنے لگے۔ حمین منال کی جگہ پہ ہو گیا اور منال حمین کی جگہ پہ۔

اب منال ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اس لڑکی کو دیکھ کے مسکرائی کیونکہ حمین منال کی

کر سی پہ اب اس لڑکی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ جبکہ حمین منال کی چالاکی پہ مسکرایا تھا۔  
 "بہت چالاک ہو تم۔۔۔" حمین نے منال کی طرف جھک کے کہا تھا۔

“I know dear hubby.... “

وہ نوالہ منہ تک لے جاتے بولی تھی۔ حور کو کھانا کھاتے ایک دم مرچی لگی۔ پانی پینے کے لیے اس نے گلاس اٹھایا تب تک اس کو کھانسی لگی اور ایک دم اس کا سانس بند ہونے لگا۔ عمار نے جلدی سے اسے گلاس میں پانی ڈال کے خود پلایا۔

اور پھر اسے اپنے ساتھ ایک طرف لگا کے اس کی کمر کو سہلایا۔ سب پہلے تو ڈر گئے لیکن جب حور کو صبح سے سانس آیا تو وہ جلدی سے عمار سے دور ہوئی۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔؟" عمار نے ان سب کی مسکراتی نظروں کو اگنور کرتے پریشانی سے اسے پوچھا۔

حور نے سر اثبات میں ہلا دیا۔



"پانی دوں اور؟" اس نے حور سے پوچھا۔ حور نے نفی میں سر ہلادیا۔

"برو۔۔۔ ریلیکس۔۔۔ اس کو سانس آگیا ہے آپ کا کیوں سینے میں اٹک گیا۔۔۔ آپ یہ

پانی پی لو۔۔۔" ارسم نے عمار کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا تھا۔ لہجہ شرارت سے بھرپور

تھا۔ عمار نے اسے گھورا اور گلاس پکڑ کے پانی پیا۔ کیونکہ وہ صبح کہہ رہا تھا۔



حمین اور منال حمین کی کار میں واپس جا رہے تھے جبکہ عمار اور حور عمار کی کار میں۔ امل

منہ پھلائے کھڑی تھی کیونکہ اسے ارسم کے ساتھ نہیں جانا تھا۔ ذوہان اور مایا تو نکل

بھی گئے تھے۔

"چلو گڑیا۔۔۔ ہمارے ساتھ آ جاؤ۔۔۔" حمین نے امل سے کہا۔ امل نے بے بسی سے

اسے دیکھا۔

"میرے ساتھ آجاؤ۔۔۔" عمار نے بھی اسے آفر کی تھی۔ امل ان کے ساتھ جا کے کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہتی تھی لیکن ارسم سے وہ ناراض تھی۔ پھر اس نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ان دونوں کو منع کر دیا کہ وہ ارسم کے ساتھ ہی آجائے گی۔

وہ دونوں مسکراتے اس کا ماتھا چومتے اپنی اپنی کار اور بیوی لیے روانہ ہو گئے۔ اب ارسم تھا اور امل کا موڈ۔ ارسم اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ جا کے کار میں بیٹھے اور وہ تھی کہ سینے پہ ہاتھ باندھے منہ پھلائے کھڑی تھی۔

"ملکہ عالیہ۔۔۔ اگر آپ کی شان میں گستاخی ناہو تو آپ کار میں بیٹھنے کی زحمت کریں گی۔۔۔ غلام انتظار کر رہا ہے۔۔۔" ارسم نے بھرپور شرارتی انداز اپناتے اسے چھیڑا تھا۔ امل نے اس کی طرف دیکھے بغیر ہی پچھلی کار کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھنے لگی۔

"میں آپ کا ڈرائیور نہیں ہوں مس امل۔۔۔" ارسم نے اسے ٹوکا تھا۔ اس نے کار کا دروازہ زور سے بند کیا۔ ارسم نے ڈر کے آنکھیں بند کیں۔ کھولیں تو وہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی۔ وہ مسکراتا کار کا دروازہ کھول کے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اور کار چلانے لگا۔

-----

-----

عمار اور حمین کی کار آگے پیچھے ہی تھی۔ "عمار ان کی کار کو کراس کر کے آگے چلیں۔۔ بہت مزہ آئے گا۔۔" حور نے عمار سے انوکھی ہی فرمائش کی تھی۔ عمار اس کے بچپن پہ مسکرایا۔ اور کار کی سپیڈ بڑھا کے حمین کی کار کو پیچھے چھوڑا۔ حمین کی کار کے پاس سے گزرتے حور نے سر باہر نکال کے منال کو زبان دکھائی۔

"حمین۔۔ انہوں نے ہمیں پیچھے چھوڑ دیا۔ آگے کریں ان سے کار کو۔۔ حمین جلدی۔۔" منال ایک دم چلائی تھی۔ حمین نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"پاگل ہو گئی ہو تم۔۔" حمین نے اسے گھور کے کہا۔

"مجھے بعد میں ڈانٹنا۔۔ کار کی سپیڈ بڑھائیں۔۔ وہ آگے چلے گئے ہم سے۔۔"

منال کے چہرے پہ ایک دم بارہ بجے۔ حمین اس بار کار کی سپیڈ بڑھا کے عمار کی کار سے آگے لے گیا۔

حور جو اتنی خوش تھی ایک دم اس کی خوشی ماند پڑی۔ "عمار۔۔۔۔۔ وہ آگے چلے گئے۔۔۔" وہ ان کی کار کو دیکھتی بولی۔ عمار نے اس بار کار کی سپیڈ بڑھائی۔ عمار اور حمین کی خوش قسمتی تھی کہ سڑک پہ کوئی اور کار نہیں تھی۔ بس وہ ہی دونوں تھے۔ کیونکہ یہ راستہ سنسان سا تھا۔

"وہ پیچھے آرہے ہیں ہمارے۔۔۔ سپیڈ بڑھائیں۔۔۔" منال نے پیچھے کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

"عمار پلیز جلدی کریں۔۔۔" وہ عمار کا بازو پکڑتے بچوں کی طرح بولی تھی۔ اب یہ حساب تھا کہ وہ ایک ساتھ ہی کار چلا رہے تھے۔

حور نے منال کو دیکھ کے منہ چڑایا۔ تو منال نے سیٹ کے اوپر ہو کے اس کو ٹھینگا دکھایا۔ جبکہ عمار اور حمین ان دونوں کے بچپنے پہ حیران تھے۔ جیسے ہی کار عمار کی آگے جاتی حور منال کو چڑا رہی تھی اور جب حمین آگے لے جاتا تو حور کو منال ٹھینگا دکھا رہی تھی۔ ایسے ہی سفر انجوائے کرتے وہ آفندی ہاؤس کے گیرانج تک آئے۔

"کتنا مزہ آیا نا۔۔۔" حور نے کار سے نکل کے منال کو مخاطب کیا۔ "بہتت۔۔۔۔"

منال بھی بہت خوش تھی۔ ایسے ہی وہ دونوں باتیں کرتی اندر چلی گئیں جبکہ عمار اور حمین جو کہ کار کو لوک کر رہے تھے ایک دوسرے کو دیکھ کے کندھے اچکاتے مسکرائے۔ "شادی کے بعد کا پہلا صدمہ مبارک۔۔۔" حمین نے ہاتھ آگے بڑھاتے عمار سے کہا۔

"خیر مبارک۔۔۔" عمار کہتا قہقا لگا گیا۔ حمین نے نفی میں سر ہلایا۔

“Don't you think, it was hilarious...”

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمار کے ساتھ اندر بڑھتے حمین نے پوچھا۔

"بیوی کے سامنے بولنا تھا نا۔۔۔" عمار نے اسے تنگ کیا۔ "یہ دیکھ۔۔۔" حمین نے

ایسے ہاتھ اس کے سامنے جوڑے جیسے منال بیچاری سے تو وہ بہت ڈرتا ہو۔ عمار قہقا

لگاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ حمین اپنے۔

-----  
 -----  
 "منال اور حور بہت خوش قسمت ہیں نا۔۔۔" مایانے اس کی طرف دیکھتے کہا۔ وہ گاڑی چلا رہا تھا۔

"کیوں؟" ذوہان کو سمجھ نہیں آئی۔ "حمین اور عمار بہت کیئرنگ ہیں۔۔۔" مایانے جوش سے جواب دیا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 "سب ہوتے ہیں۔۔۔" ذوہان نے کندھے اچکاتے کہا۔

"سب نہیں ہوتے۔۔۔" مایانے اس کی طرف دیکھتے کہا۔

"محرم کے لیے کیئر رشتہ میں خود آجاتی ہے مایا۔۔۔" وہ نرم لہجے میں مخاطب ہوا۔

"من چاہا ہم سفر سب کو نہیں ملتا۔۔۔" مایانے گود میں ہاتھ رکھے حسرت سے کہا تھا۔

ذوہان ہلکا سا مسکرایا تھا۔ "من چاہا چاہیے کس کو؟" وہ آرام سے بولا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔" مایا شاید اس کی بات سمجھی نہیں۔ "سب کو من چاہا ہم سفر چاہیے

ہوتا ہے ذوہان۔۔۔ سب کا اپنا معیار ہوتا ہے۔۔۔"

وہ اسے دلیل دیتے بولی تھی۔ "یہ سب میٹر نہیں کرتا مایا۔۔۔ پتہ ہے میٹر کیا کرتا

ہے؟" وہ موڑ کاٹتا اس سے سوال کر گیا۔

"کیا؟" مایا نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"اللہ کی رضا۔۔۔" اس نے تین لفظوں میں بات ختم کر دی تھی۔ "آپ کے لیے ہر

معاملے میں بہترین کرنے والا اللہ آپ کے لیے ہم سفر بھی یقیناً اچھا ہی منتخب کرے گا

"وہ اسے نرم لہجے میں سمجھا رہا تھا۔" اس کے لیے خود سے خوار ہونے کی ضرورت

نہیں ہوتی۔۔۔" وہ گیراج میں گاڑی روکتا بولا۔

وہ اترنے لگا تھا جب مایا بولی۔ "اتنی اچھی باتیں کس سے سیکھیں؟"

"ماہی سے۔۔۔" وہ مسکراتا کہتا کار سے نکلا۔ مایا بھی دوسری طرف کا دروازہ کھول

کے باہر آئی تھی۔

وہ ارسم کے سر پہ کھڑی اس کو منار ہی تھی۔

"نابابانا۔۔۔ تم لڑکیاں بہت نخرے کرتی ہو۔۔ میں نہیں جا رہا تم لوگوں کے ساتھ۔۔

"وہ باقاعدہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے بولا تھا۔

"ماما ہمیں اکیلے نہیں جانے دے رہی۔۔۔ پلیز ارسم۔" منال نے منت کی تھی۔ "تم زیادہ بھاؤ کھا رہے ہو اب" حور نے ارسم سے شکوہ کیا۔

حمین کی برتھ ڈے تھی اور ان سب کو اس کے لیے سرپرائز پلین کرنا تھا۔ لیکن ارسم آہل آفندی تھا کہ انہیں بازار نہیں لے جا رہا تھا۔

"اوکے۔۔۔ جگر کی برتھ ڈے ہے۔ پہلے بتانا تھا نا پاگل۔۔۔" ارسم آہل آفندی کی ٹیون ایک دم بدلی تھی۔ "چلو چلو آ جاؤ۔۔۔ جان کو سرپرائز دینے کا سوچیں۔۔۔"

ارسم کو اب ان سے بھی جلدی تھی۔



ناجانے اب اس کے شیطانی دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی۔

---

---

"حمین کو بتا کے جانا۔۔۔" منال کیچن سے نینا اور نور سے اجازت لینے آئی تو نور نے پیچھے سے اسے ہدایت کی تھی۔ "لیکن چھوٹی ماما کو بتا دو دیا ہے۔۔۔" منال جھنجھلاتے بولی۔

"حمین کی بات اور ہے۔۔۔" نور نے اسے سمجھایا تھا۔  
"اوکے۔۔۔" وہ منہ بناتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

---

---

"ہم حمین کی برتھ ڈے کاسپر انز پلان کر رہے ہیں تو بازار جانا ہے۔۔۔" حور نے کال پہ دوسری طرف موجود عمار کو اطلاع دی۔

"تو۔۔۔ چلی جاؤنا۔۔۔ ارسم کو لے جانا۔۔۔ اکیلے مت جانا تم لوگ۔۔۔" عمار نے آفس میں بیٹھے ہی اسے ہدایت نامہ جاری کیا تھا۔

"جی ارسم جارہا ہے ساتھ۔۔۔" حور سیڑھیاں اترتے سے بتا رہی تھی۔

"اوکے ڈیٹس گڈ۔۔۔" عمار نے کان سے دوسرے کان پہ موبائل منتقل کرتے مصروف سے انداز میں فائل اٹھائی تھی۔

"تو جائیں۔۔۔" حور نے اجازت لینے کے لیے کال کی تھی۔ لیکن اسے لگا وہ صرف بتا رہی ہے۔ اس لیے اس نے دوبارہ پوچھا تھا۔

"گھر ہوتا تو تمہیں روک لیتا۔۔۔ اب چلی جاؤ۔۔۔" عمار نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگاتے اسے چھیڑا تھا۔ حور اس سے پوچھ کے پچھتائی۔

"اوکے اللہ حافظ۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ زیادہ فری ہوتا حور نے کھٹاک سے فون بند

کر دیا۔

عمار نے اس کی تیزی پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

وہ شاپنگ مال میں گھوم رہے تھے۔ ارسم نا جانے کیا چاہ رہا تھا کہ وہ انہیں نا کچھ لینے دے رہا تھا اور نا ہی پسند کرنے۔ دو تین گھنٹے کی خواری کے بعد وہ ایک فلور سے تھک ہار کے دوسرے فلور گئے۔

ارسم اور حور آگے چل رہے تھے اور امل پیچھے۔ امل ایک دم رکی۔

"ارسم۔۔۔" اس نے زور سے ارسم کو پکارا۔

"ہائے لڑکی۔۔ جان نکال دی۔۔ آہستہ پکار لو۔۔" وہ مڑتا سینے پہ ہاتھ رکھتے گویا ہوا۔

"منال کدھر ہے؟" اس کی ایکٹنگ کو پس پشت ڈال کے امل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

حور اور ارسم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا مطلب کدھر ہے۔۔۔" وہ اس کی طرف آتا بولا۔

"تمہارے ساتھ تھی نا وہ۔۔۔" ارسم بھی سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ہاں وہ میرے ساتھ تھی۔۔۔ نیچے فلور تک۔۔۔ لیکن اب۔۔۔ وہ کہاں ہے؟" امل کو لگا  
ابھی وہ رو دے گی۔

"امل ریلیکس جانم۔۔۔ وہ یہیں ہوگی۔۔۔" حور نے اس کا ہاتھ پکڑ کے دباتے اسے  
تسلی دی۔ جبکہ ارسم اور حور اچھے خاصے پریشان ہو چکے تھے۔ کیونکہ وہ سب جانتے  
تھے کہ منال کتنی حساس تھی۔ وہ زرا سی بات پہ گھبرا جاتی تھی۔ حور یا امل ہوتی تو وہ خود  
بھی گھبرا جاسکتی تھیں لیکن منال۔۔۔۔۔ ارسم انہیں ایک جگہ کھڑا کر کے اسے نیچے فلور  
پہ اسے ڈھونڈنے گیا تھا۔ آدھے گھنٹے کے بعد وہ اوپر آیا۔

"ملی۔۔۔؟" حور نے اس سے پوچھا۔ ارسم نے سر دباتے نفی میں سر ہلادیا۔ امل رونے  
لگ گئی تھی۔

وہ عمار کے آفس میں اس کے سامنے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ عمار کوئی فائل دیکھ رہا تھا جب اس کا فون بج اٹھا۔ حمین نے موبائل پہ ارسم کی کال آتے دیکھی تو وہ حیران ہوا۔ وہ اسے کال کیوں کر رہا تھا۔ یہی سوچتے اس نے کال یس کی۔

"اسلام علیکم۔۔۔" گھمبیر آواز میں اس نے ارسم سے سلام کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جگر۔۔۔" ارسم نے اس کے سلام کو اگنور کیا تھا۔

حمین نے ارسم کی آواز میں نمی محسوس کی تو ایک دم وہ سیدھا ہوا۔

"Is everything ok?"

وہ پریشان ہوا تھا۔ لیکن اگلی بات جو ارسم نے اسے بتائی۔ حمین کے ہاتھ میں فون ایک

دفعہ لرزاٹھا۔

"ہم شاپنگ کے لیے آئے تھے۔ منال امل کے ساتھ تھی لیکن اب وہ کہیں مل نہیں رہی۔۔۔" حمین کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

"کیا۔۔۔ مط۔۔۔ مطلب وہ مل کیوں نہیں رہی۔۔۔ وہی کہیں ہوگی نا۔۔۔" حمین کرسی سے اٹھ کے باہر نکلتا بولا۔ زندگی میں پہلی دفعہ اس کی آواز لڑکھرائی تھی۔ عمار بھی اس کے پیچھے اٹھ کے باہر آیا۔

"میں دیکھ چکا ہوں سب جگہ۔۔۔ وہ کہیں نہیں مل رہی۔۔۔" ارسم کے لہجے میں بے بسی سی تھی۔



"تیرا دماغ سیٹ ہے۔۔۔ تو کرنے کیا گیا تھا ان کے ساتھ۔۔۔ مل کیوں نہیں رہی۔۔۔ ارسم اسے ڈھونڈ۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔ بس۔۔۔" وہ بھاگتا آفس سے نکلا۔ لفٹ کا بٹن دباتے وہ ارسم کو ڈانٹ رہا تھا۔ جب کہ عمار اس کے پیچھے اسے آوازیں دے رہا تھا۔ لیکن حمین کو ایک دم کچھ سجائی نا دیا۔

لفٹ بند ہونے لگی تو عمار بھی بھاگ کے لفٹ میں داخل ہوا۔ حمین ابھی بھی فون پہ

ارسم کو ڈانٹنے میں مصروف تھا۔

عمار نے اس سے فون پکڑا اور ارسم کو تسلی دی۔

"تم حور اور امل کو ڈرائیور کے ساتھ گھر بھیج دو۔۔۔ ہم آرہے ہیں مل کے ڈھونڈتے

ہیں۔۔"

حمین نے غصے اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت میں لفٹ کے بند دروازے پہ غصے سے مکا

مارا۔

"وہ مل جائے گی یار۔۔" عمار خود بھی صبح معنوں میں پریشان ہوا تھا لیکن حمین کے

چہرے کی ہوائیاں اڑ چکی تھیں۔

"تو جانتا ہے نا وہ اکیلی ڈر جاتی ہے۔۔۔ وہ رونے لگ جائے گی۔۔۔" حمین کا بس نہیں

چل رہا تھا وہ اڑ کے شاپنگ مال پہنچ جاتا اور منال کو ڈھونڈ لیتا۔

وہ دونوں بھاگتے ہوئے شاپنگ مال میں داخل ہوئے۔ سامنے ہی ارسم نظر آیا۔

"ارسم۔۔۔ منال۔۔۔" حمین کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا پوچھے۔ "وہ نہیں مل رہی۔۔۔"

ارسم نے عمار کو دیکھتے کہا تھا۔ حمین کو دیکھتا تو شاید رو پڑتا۔

حمین کے دماغ میں ایک دم جھماکا ہوا۔ اس نے موبائل نکال کے منال کا نمبر ڈائل

کیا۔



“The number you have dialed is currently  
switched off.. Please try later...”

سامنے فون پہ کمپیوٹر کی آواز نے حمین کی بے بسی میں اضافہ ہی کیا تھا۔

عمار اور ارسم نے اسے تسلی دینا چاہی لیکن وہ خاموش رہے تھے۔



---  
 ---

"سر آپ سمجھ نہیں رہے۔۔۔" مینیجر ٹائی ڈھیلی کرتا عمار سے بولا۔ "سر آپ نہیں سمجھ رہے ہماری سسٹر نہیں مل رہی ہمیں صرف سکیورٹی کیمرے ایک دفعہ دیکھنے ہیں۔۔۔" عمار نے اسے قائل کرنا چاہا۔ جبکہ حمین تو سائٹیڈ پہ کھڑا مٹھیاں بھینچے مینیجر کی بات سنتا ٹانگوں کی لرزش پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

جبکہ اسے ایک طرف کھڑا رومال سے اپنا پسینہ صاف کر رہا تھا اور بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ (ٹینشن کی دکان نے ابھی تک کال کیوں نہیں کی۔۔۔) اس نے عمار اور حمین کو دیکھتے دل میں سوچا تھا۔

"سریہ ہمارے اصولوں کے خلاف۔۔۔" مینیجر ابھی بات کر رہا تھا جب ایک دم حمین نے اسے گریبان سے پکڑا۔

"میری زندگی نہیں مل رہی تمہیں اپنے اصولوں کی پڑی ہے۔۔۔" وہ ایک دم اس پہ

چلایا تھا۔

“Look Mr . Manager... !”

حمین نے انگلی اٹھاتے اسے مخاطب کیا۔

"اگر میری بیوی ناملی تو تم سمیت پورے شاپنگ مال کو آگ لگا دوں گا میں۔۔۔" اس نے لفظ چباتے دھمکی دی تھی۔ "حمین ریلیکس۔۔۔" عمار نے اسے پیچھے کرتے کہا۔ "سوری سر۔۔۔" عمار نے ساتھ ہی مینیجر سے بھی معافی مانگی۔ تبھی حور کی کال آئی تھی۔

عمار نے یس کیا۔ حور نے اسے کچھ بتایا تھا۔

"الحمد للہ۔۔۔" عمار نے شکر کا کلمہ ادا کیا۔ ارسم نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ حمین آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "منال گھر پہنچ گئی ہے۔۔۔" عمار نے حمین کو بتایا اور حمین کا دل اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا تھا۔ اس نے پیچھے ہوتے دیوار کا سہارا لیا۔

ٹانگوں سے نکلی ہوئی جان ایک دم واپس آئی تھی۔ وہ ویسے ہی پیچھے کو بھاگا۔ عمار اور  
ارسم نے مینینجر سے دوبارہ سوری کی۔

وہ تینوں گھر داخل ہوئے۔ امل بھاگ کے حمین کی طرف بڑھی۔ "برو۔۔۔" حمین  
کو اس نے دروازے میں ہی روک لیا۔ ارسم نے اسے چپ رہنے کی تاکید کی لیکن امل  
شایان آفندی نے اس کے اشاروں کو انور کیا تھا۔ سب موجود تھے۔ منال صوفی پہ  
بیٹھی گود میں ہاتھ تھے۔

"منال گم کوئی نہیں ہوئی تھی۔۔۔" امل نے ارسم کا بھانڈا پھوڑا۔ اور ارسم نے اس کی  
بات پہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیں جبکہ عمار اور حمین کو ابھی بھی سمجھ نہیں آئی کہ  
وہ کیوں ایسا کہہ رہی ہے۔ وہ اتنا خوار ہو کے آرہے تھے۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ منال گم

نہیں ہوئی تھی۔

"یہ ارسم اور حور بھا بھی کا پلان تھا۔ ارسم نے آپ کو برتھ ڈے کا سرپرائز دیا ہے۔۔۔" امل نے اسے بتایا۔ تو اس نے ارسم کو دیکھا۔ جو کہ اب خود پاؤں سے زمین پہ نقش و نگار بنا رہا تھا۔ وہ یہ تب کرتا تھا جب اس کی غلطی ہوتی تھی۔

حمین اور عمار آگے آئے۔ امل کو ابھی بھی سکون نہیں آیا تھا۔ کیونکہ اسے غصہ تھا وہ اس پلان کا حصہ کیوں نابنائی گئی۔ "اور تو اور منال آپ بھی شامل تھیں۔۔۔" امل نے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے اعلان کیا تھا۔ حمین نے ایک دفعہ منال کا جھکا سر دیکھا۔ دوسری دفعہ حور کو جو کہ ایک طرف سر جھکائے کھڑی تھی اور تیسری دفعہ ارسم کو۔ وہ بھی سر جھکائے کھڑا تھا۔ گھر کے سب فرد خاموش تھے۔ اور حمین بغیر کچھ بولے سیرٹھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا۔

"کتنی غلط بات ہے ویسے منال" عمار منال کے پاس بیٹھتا بولا تھا۔ "ہم نے صرف مذاق کیا تھا" منال نے صفائی پیش کی۔

اس کی جان نکل گئی تھی۔۔۔ "اس نے منال کو اطلاع دی۔ منال، ارسم اور حور کو گلٹ محسوس ہوا تھا۔

وہ سب کا نفرنس روم میں موجود تھے۔ گھر کے سب بڑے تو ان سے کہہ گئے تھے کہ پینگا انہوں نے لیا ہے تو بھگتے گے بھی وہی۔

اب سوال یہ تھا کہ حمین کو منائے گا کون؟ سب جانتے تھے وہ تپاڑا ہوگا۔ اور اس وقت کسی کے پاس بھی شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں تھی۔

اب وہ سب منال کی طرف دیکھ رہے تھے۔ منال نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں نہیں جاؤں گی منانے۔۔" منال مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ "تم واحد ہو جو اسے اس وقت مناسکتی ہے۔۔" حور نے اس کے ہاتھ پکڑ کے دباتے کہا۔

"وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔" ارسم نے اسے تسلی دی۔ "کچھ کہیں گے نہیں سیدھا گلا دباؤں گے میرا۔۔" منال رونے والی ہو چکی تھی۔

"ٹھیک ہے بھئی اس کی برتھ ڈے گئی بھاڑ میں پھر۔۔۔" عمار نے آخری حربہ اختیار

کیا تھا۔ امل چپ بیٹھی تھی۔ کیونکہ وہ اپنا بدلہ پورا کر چکی تھی۔

"وہ نہیں سنیں گے میری۔۔۔" منال نے حور سے کہا۔

"سنے گا۔۔۔ تمہاری ہی تو سنے گا۔۔۔" حور نے اور امل نے اسے سمجھا بھجا کے اس کے

کمرے تک چھوڑا۔ اب وہ اکیلی وہاں کھڑی جل تو جلال تو کا ورد کر رہی تھی۔



وہ صوفے پہ بیٹھا پیچھے صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے ٹانگیں ہلا رہا تھا۔

"منال نہیں مل رہی۔۔۔" ارسم کی بات یاد آئی تو ٹانگیں اور تیزی سے ہلی۔ آنکھوں

کے پردے کے پیچھے وہ بھاگتا ہوا الفٹ سے نکل رہا تھا۔

"میں نے ہر جگہ دیکھ لیا۔۔۔ وہ کہیں نہیں ہے۔۔۔" ارسم کی ایک اور بات یاد آئی

تھی۔ آنکھوں کے پردے کے پیچھے وہ بھاگتا ہوا شاپنگ مال میں داخل ہو رہا تھا۔

عمار سے تسلی دے رہا تھا۔ کہیں وہ مینینجر کو گریبان سے پکڑے کھڑا تھا کہیں وہ بھاگتا شاپنگ مال سے نکل رہا تھا۔ اتنی سے دیر میں اس کی جان نکل گئی تھی۔ وہ بس یہی سوچ رہا تھا کہ وہ اکیلی ہو تو رونے لگ جائے گی۔ یا ڈر جائے گی اور یہ سوچ آتے ہی وہ بے بس ہو گیا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کیسے ڈھونڈ لے۔ اور پھر جب عمار نے اسے بتایا کہ وہ گھر پہنچ گئی ہے تو وہ سب سے پہلے آ کے وہ منال کو دیکھ کے تسلی کرنا چاہتا تھا کہ وہ ٹھیک ہو۔ لیکن آتے ہی پھر امل نے اسے جو بتایا اسے ایک دم غصہ آیا۔ لیکن ابھی بھی بے چینی سی تھی۔

آنکھیں کھول کے سامنے لگے وال کلاک کو دیکھا۔ رات کے دس بج رہے تھے اور منال ابھی تک کمرے میں نہیں آئی تھی۔ حمین کو ایک دم غصہ آیا تھا۔ اس نے الماری سے کپڑے نکالے اور فریش ہونے واں روم چلا گیا۔

آیت الکرسی، سورت الناس، سورت الفلق، جتنی بھی دعائیں اسے یاد تھیں اس نے زیر لب دہرائی تھیں لیکن ابھی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اندر جاتی۔ ایک لمبا سانس خارج کرتے اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے خود کو تسلی دی۔

"منال زیادہ سے زیادہ وہ کیا کریں گے۔۔ ڈانٹیں گے، کمرے سے نکال باہر کریں گے۔۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔" منال کا دل اسے تسلی دے رہا تھا۔ لیکن دماغ اسے یہاں سے بھاگنے کو کہہ رہا تھا۔

"منال اس کی غصے والی آنکھیں یاد کر لو۔۔ تمہیں پتہ ہے ناجب اسے غصہ آتا وہ کسی کو نہیں دیکھتا۔۔" دماغ کی آواز پہ منال نے جھرجھری لی۔

"منال اس کو چھوڑو۔۔ وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔ تم اندر جاؤ۔۔ دیکھا نہیں تھا کیسا مر رہا تھا وہ تمہارے لیے۔۔" دل نے اسے دماغ کی سننے سے منع کیا تھا۔

"منال گلا دباؤں گا وہ تمہارا۔۔" دماغ نے اسے پھر سے ڈرایا۔ "منال کچھ نہیں کہے گا وہ۔۔ اندر جاؤ۔۔" دل نے اسے اکسایا اور منال نے دل کی مانتے اندر کی طرف قدم



بڑھادیئے۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی وہ اسی وقت واش روم سے فریش ہو کے نکلا تھا۔

نظر سامنے اٹھی جہاں وہ ہاتھوں کو آپس میں مسلتے زمین کو گھور رہی تھی۔

حمین اسے انور کرتے ڈریسنگ کے سامنے بال بنانے لگا۔ منال جا کے اس کے پیچھے

کھڑی ہو گئی۔

"حمین۔۔۔" منال نے اپنی تمام ہمت جمع کرتے اسے پکارا۔ وہ آرام سے پلٹا تھا۔

"ہم نے صرف مذاق کیا تھا۔ سوری۔۔۔" منال نے آنکھیں اٹھا کے اسے سوری کہا۔

"ارے۔۔۔۔ نو مسز۔۔۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا مڑا تھا۔

"سوری نہیں۔۔۔" اس نے منال کا ہاتھ پکڑ کے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ اور خود اس کے

سامنے بیٹھ گیا۔

"اب سوچو۔۔۔" اس نے منال کا ہاتھ چھوڑا اور کہا۔

وہ منال کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ سامنے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ منال اس کے سنجیدہ

چہرے کو۔

"سوچو کہ تمہیں کوئی کال کر کے کہے کہ حمین مر گیا ہے۔۔۔" اس نے منال کو گردن موڑ کے دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

"حمین۔۔۔" منال نے اپنی چیخ کو روکنے کے لیے دونوں ہاتھ لبوں پہ رکھے۔ آنسو تو اتر سے اس کے گال بھگور رہے تھے۔ وہ نفی میں سر ہلاتی ہچکیوں سے رونا شروع ہوئی۔

"نکل گئی نا جان۔۔۔" حمین نے اسے خود سے قریب کرتے کہا۔ منال نے اس کے ہاتھ جھٹکے تھے۔

"ارے یار مر تو نہیں سامنے بیٹھا ہوں تمہارے۔۔۔" اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کے حمین نے اس کی کمر پہ لگائے اور اس کا چہرے اپنے چہرے کے قریب کیا۔ منال ابھی بھی نفی میں سر ہلاتے رو رہی تھی۔

"منال۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔" منال کے چہرے کے قریب حمین نے سرگوشی کی۔ منال نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم نے بھی تو یہی کیا آج۔۔۔" حمین کے لہجے میں اس کے آنسو دیکھ کے نرمی آگئی۔

"ارسم کا پلان تھا۔ ہم صرف مذاق کر رہے تھے۔۔۔" منال نے اس کے کندھے پہ سر رکھا تھا۔

"اس سالے کو تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔" حمین نے اس کی کمر سہلائی۔ "سوری۔۔۔"

منال نے اس کے سینے میں منہ چھپاتے سوری کہا۔

"معاف نہیں کروں گا۔۔۔" حمین نے اسے خود سے لگاتے دھمکی دی تھی۔ "سوری"

۔۔۔ "منال نے دوبارہ سوری کہا۔" ڈر گیا تھا یار میں۔۔۔" حمین کے لہجے میں بے بسی تھی۔ "آئندہ نہیں ہو گا۔۔۔" منال نے اس سے وعدہ کیا تھا۔

حمین نے اسے چھوڑا۔ منال نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ حمین نے اس کے ایسا کرنے پہ آنکھیں بند کیں۔

سوری۔۔۔ "اس کی پیشانی سے پیشانی جوڑ کے منال نے پھر سے سوری کہا۔ حمین نے بھی اس کا ماتھا چوما تھا۔ اور منال نے شکر کیا اس کا کھڑوس مان گیا تھا۔"

-----

"پتہ نہیں وہ مانا ہو گا کہ نہیں۔۔۔" وہ کمرے میں چکر پہ چکر لگاتی پریشان ہو رہی تھی۔  
 عمار سکون سے صوفے پہ بیٹھا اسے پریشان ہوتا دیکھ رہا تھا۔

"عمار۔۔۔" حور نے ایک جگہ رک کے اسے پکارا۔

"جی۔۔۔" وہ ایسے گویا ہوا جیسے اس سے فرمانبردار تو دنیا میں کوئی نہیں۔

"مجھے ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔" وہ جھنجھلاتے بولی۔ "ادھر آؤ۔۔۔" عمار نے صوفے پہ  
 ساتھ جگہ بناتے کہا۔

حور آہستہ آہستہ چلتی اس کے قریب بیٹھ گئی۔

عمار نے اس کا سراپنے کندھے پہ رکھا۔

"میں آپ کو بتا رہی ہوں میں پریشان ہوں۔ آپ فری ہوئی جا رہے۔۔۔" حور نے

اس کا ہاتھ پیچھے کرتے کہا۔

عمار نے اسے گھورا۔ "تو تمہیں کون کہتا ہے میری جان پنگے لینے کو۔۔۔" اس نے پھر

اس کا سرا اپنی گود میں رکھا اور حور نے صوفے پہ ہی ٹانگیں سیدھی کر لیں۔ اب وہ لیٹی تھی اور عمار اس کا سر ہلکا ہلکا دبا رہا تھا۔

"آپ کو کہنا چاہیے میری جان۔۔۔ لو پنگے۔ میں ہوں نا۔۔۔ سب سنبھال لو نگا۔۔۔"

حور نے آنکھیں بند کرتے اسے چھیڑا۔ "میری جان لو مجھ سے پنگے۔۔۔ میں ہوں نا تمہیں سنبھال لو نگا۔۔۔" حور کی پیشانی چومتے عمار نے اسے چھیڑا۔

حور اس کی چالاکی پہ مسکرائی۔ "حمین مان گیا ہو گا۔۔۔" حور نے آنکھیں کھول کے

پوچھا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"ہاں جی۔۔۔" عمار نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"آپ کو کیسے پتہ۔۔۔" حور نے اٹھ کے بیٹھتے پوچھا۔ "بیوی سے کون کبخت ناراض ہوتا۔۔۔" عمار نے حور کی ناک دباتے اسے چھیڑا۔

"میں سنجیدہ ہوں عمار۔۔۔" حور نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ "میں بھی۔۔۔" عمار نے آنکھ و نک کرتے اسے چھیڑا۔

"آپ سے کچھ کہنا ہی فضول ہے۔۔۔" وہ اس کے قریب سے اٹھتے منہ کے زاویے

بگاڑتے بولی تو عمار نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

وہ بیچارہ صوفہ پہ لیٹا ہی سو گیا تھا۔ حمین اور منال، حور اور عمار کمرے سے تیار نیچے اتر کے آئے تو وہ صوفے پہ سو رہا تھا۔ "سالے صاحب میری نیند حرام کر کے کیسے سکون سے سو رہے ہیں۔۔۔" حمین نے اسے دیکھتے سرگوشی کی۔ جبکہ باقی گھر والے حمین کو وش کرنے کے لیے جاگ رہے تھے۔

حمین نے منال کا ہاتھ چھوڑا اور ارسم کی طرف بڑھا۔ وہ بازو فولڈ کرتا ارسم کی طرف بڑھا۔

"ابے او۔۔۔ اٹھ۔۔۔" حمین نے اسے گریبان سے پکڑ کے ایک طرف کھڑا کیا تھا۔ "جان مجھے چھوڑ کے مت جانا۔۔۔" ارسم نے آنکھیں بند کیے ہی حمین کو گلے

لگاتے کہا۔ حمین ڈر کے پیچھے ہوا۔ جبکہ ارسم پھر اس کو گلے لگانے آگے بڑھا۔

آنکھیں ہنوز بند تھیں۔ "ارسم ہوش کر۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔ میں حمین ہوں۔۔۔"

"ارسم کو ہوش دلاتے حمین نے کہا۔ کہاں وہ اس سے بدلے کا سوچ رہا تھا اور کہاں ارسم آہل آفندی جس کی ڈرامے بازی ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔"

منال اور حور ارسم کی ڈرامے بازی پہ مسکرائیں۔ پھر سب گھر والوں نے مل کے حمین کو ہوش کیا اور اس نے فیملی کے درمیان کیک کاٹا۔

حمین نے سب کو کھلایا صرف ارسم کے سوا۔ وہ ارسم کے پاس کیک کا ٹکڑا لے کے گیا تو ارسم کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے منہ کھولا تو حمین نے اس کے پاس کھڑی منال کو کھلادیا۔ حمین بالکل سنجیدہ تھا اسی لیے ارسم کو لگا کہ وہ اب اسے کھلائے گا۔ اگلی دفعہ حمین اس کے پاس لایا کیک کا ٹکڑا اور اس کے منہ کے پاس سے گزار کے پیچھے کھڑی امل کو کھلادیا۔ اس بار بھی ارسم کا منہ کھلا رہ گیا۔ ارسم نے منہ بنایا تھا۔ ان کی شرارتوں پہ باقی سب صرف مسکراہٹ دبا رہے تھے۔ حمین کو اس پہ ترس آیا تو اس نے ارسم کی گردن میں ہاتھ ڈال کے اسے قریب کیا اور پھر اس نے ارسم کے پاؤں میں اپنا پاؤں اڑا کے اسے ایسے گرایا کہ اس کا چہرہ سیدھا کیک میں گرا۔ سب کا ایک دم قہقہا بلند ہوا۔

جبکہ ارسم نے کیک سے منہ اوپر اٹھایا تو اس نے کیک لگے منہ سے آنکھیں پھاڑے  
حمین کو دیکھا۔ حمین نے مسکراہٹ دبائی۔

"یہ مجھ سے پنگا لینے کی چھوٹی سی سزا۔۔۔ سالے صاحب۔۔۔" حمین نے ارسم کے  
کان میں سرگوشی کی۔ ارسم نے اپنا منہ صاف کرتے اسے ہاتھوں سے ہی دھمکایا تھا۔  
جبکہ امل کے دل کو سکون آگیا تھا۔



وہ ابھی ابھی جاگنگ کر کے آیا تھا۔ آج وہ اکیلا ہی گیا تھا۔ ورنہ روز اس کے ساتھ مایا جاتی  
تھی۔ آج مایا نہیں گئی تو وہ بھی جلدی واپس آگیا۔ وہ ابھی اندر داخل ہوا ہی تھا جب وہ  
سامنے سیڑھیوں سے اترتی نظر آئی۔ ذوہان کے قدموں کو ایک دم بریک لگی۔

وہ پیروں تک آتی وائٹ فرائڈ پہنے، ساتھ دوپٹہ جو ہلکا سا پرپہ ٹکانے کی کوشش میں وہ



ہلکان ہو رہی تھی، نیچے پیروں میں وائٹ ہی کھسہ، بال کھلے تھے وہ سیڑھیاں اترتی اس کی طرف بڑھی۔ اور ذوہان کا دل کیا کاش وہ یہاں سے غائب ہو سکتا اس کے مخاطب کرنے سے پہلے۔ اس کے یہ پوچھنے سے پہلے کہ وہ کیسی لگ رہی ہے۔ وہ پیچھے مڑ کے بھاگنا چاہتا تھا لیکن وہ مسکراتی ہوئی اس کے بہت قریب آگئی تھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟" وہ قریب آ کے ایک دم جوش سے بولی۔ ذوہان کا دل و دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو میری جان۔۔۔" ماہی نے پیچھے سے اس کی بات کا جواب دیا۔ وہ ایک دم جوش سے مڑی۔ "سچی۔۔۔" مڑ کے وہ ماہی کے گلے لگی اسی جوش میں اس کا ڈوپٹہ سرکا۔ اور ذوہان فوراً وہاں سے کھسکا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کے دل کی حالت ماہی پہ عیاں ہوتی وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا۔ ماہی نے مایا کو گلے لگائے ہی ذوہان کی پشت کو دیکھ کے مسکراہٹ دبائی تھی۔

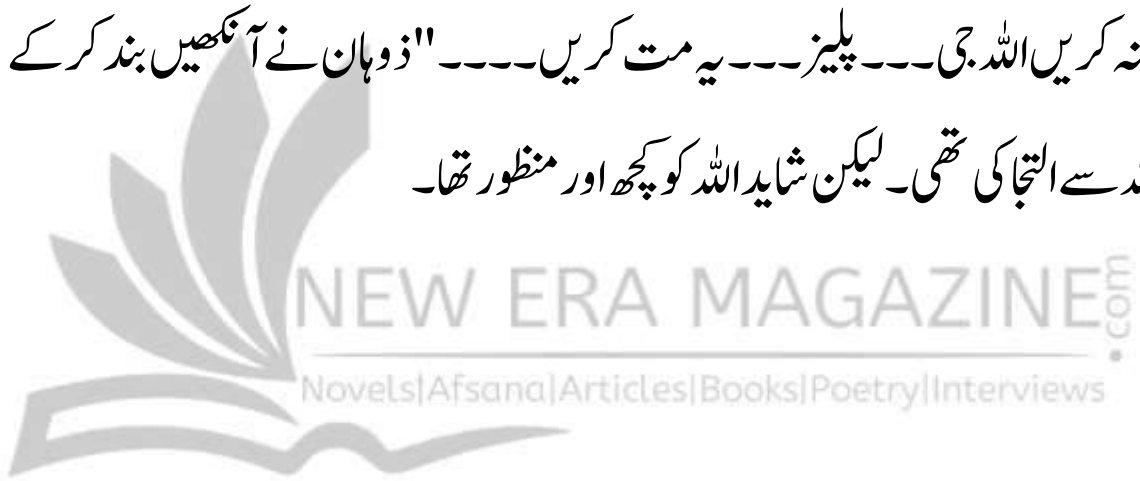
کمرے میں آ کے اس نے خود کو ریلیکس کیا۔

بالکنی پہ جا کے لمبا سانس خارج کیا۔ "اگتنامزہ آئے ناپاکستانی کو میرا یہاں رہنا بھاری پڑ

جائے" مایا کی آواز کان میں پڑی تو وہ بے بس ہوا تھا۔

"نہ کریں اللہ جی۔۔۔ پلیز۔۔۔ یہ مت کریں۔۔۔" ذوہان نے آنکھیں بند کر کے

اللہ سے التجا کی تھی۔ لیکن شاید اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔



وہ آج پورا دن کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔ پتہ نہیں وہ کس سے بھاگ رہا تھا۔ خود سے

یامایا سے۔ لیکن ایک بات تو طے تھی اب وہ مایا کو سر پہ سوار نہیں کرے گا۔ وہ ابھی بھی

اپنے کمرے میں موجود کرسی پہ بیٹھا جھول رہا تھا۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

“Come in ...”

اس نے بغیر آنکھیں کھولے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔ "ذوہان۔۔۔" مایا نے اسے مخاطب کیا۔

"ہمم۔۔۔" اس نے بغیر آنکھیں کھولے ہی جواب میں ہنکار بھرا۔

"حور کی طرف جانا ہے۔۔ ماہی کہہ رہی ہیں کہ تمہارے ساتھ چلی جاؤں۔۔" اس نے بیڈ پہ بیٹھتے ٹانگیں ہلاتے کہا۔ ذوہان نے ابھی تک اسے نہیں دیکھا تھا۔

"نہیں۔۔ میں مصروف ہوں۔۔" ذوہان اٹھ کے الماری کی طرف بڑھ گیا۔ وہ

خوامخواہ ہی الماری میں سر دیئے۔ "اور حور کی طرف کیوں جانا ہے؟" اس نے الماری

میں سر دیئے ہی سر سری سا پوچھا۔

"مجھے ملنا ہے اس سے۔۔ کل کی فلائٹ ہے میری۔ میں واپس جا رہی ہوں نا اس

لیے۔۔۔" وہ ایک دم جوش سے بتاتی آخر میں اداسی سے بولی۔

اور ذوہان کے ہاتھ الماری میں ساکن ہوئے۔

"کب کی ہے فلائیٹ۔۔۔۔" ذوہان نے اپنا لہجہ مضبوط رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔

"کل رات کی۔۔۔۔" اس نے بتایا۔ "اوکے تم ہو جاؤ تیار۔۔۔۔ چلتے ہیں کچھ دیر تک۔۔۔" ذوہان نے ابھی بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

"تمہیں خوشی نہیں ہوئی سن کے۔۔۔۔" مایا ایک دم اس کے سامنے آئی۔ "کیا مطلب۔۔۔۔" ذوہان اس سے فاصلے پہ ہوتا بولا۔

"ارے۔۔۔۔ تمہیں تو سن کے ناچنا چاہیے نا۔۔۔ میں جا رہی ہوں کل۔۔۔" مایا نے اس کی طرف جھکتے شرارت سے کہا۔

"میں خوش ہوں۔۔۔" ذوہان نے اس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

“Are you sure Mr. Pakistani.... “

مایا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے پوچھا۔

“Hundred percent Miss Landon...”

وہ ہمیشہ کی طرح مایا کی خوشی کو گل کرتا مضبوط لہجے میں بولا۔ اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ مایا اس کی پشت دیکھتی طنزیہ مسکرائی تھی۔



منال ارسم کو گھور رہی تھی۔ "کیا ہے؟" ارسم جو کی صوفے پہ ٹیڑھا میٹرھالیا تھا۔ وہ اس کی گھوریوں پہ تنک کے بولا۔ "تمہارے فلاپ آئیڈیاز کے پیچھے کسی دن اس گھر میں کوئی اوپر چلا جائے گا۔ ارسم۔۔۔" منال نے اسے انگلی اٹھا کے وارن کیا تھا۔ جبکہ امل اور حور اسکی بات پہ ایک دوسرے کو دیکھ کے مسکرائی۔

ارسم نے دانت دکھائے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ شوخا ہوتا زوہان اور مایا کنفرنس روم

میں داخل ہوئے۔

"ارے ویل کم زہے نصیب۔۔۔" ارسم نے اٹھ کے ذوہان کو گلے لگاتے چھیڑا۔ جبکہ حور اور امل مایا کو ملی اور پھر حور ذوہان کے گلے لگی۔

امل اٹھ کے ان کے لیے کچھ لینے چلی گئی جبکہ حور مایا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"مایا کی کل فلائیٹ ہے۔۔۔ اس لیے تم سے ملنا چاہ رہی تھی۔۔۔" ذوہان نے حور کو بتایا۔

"کل جا رہی ہے وہ۔۔۔" ارسم نے ذوہان کے کان میں سرگوشی کی۔ "ہاں۔۔۔" ذوہان نے ارسم کی بات کا جواب حور کو دیکھتے دیا۔ جواب مایا کے ساتھ باتوں میں لگی تھی۔

"تیرے منہ پہ آج ہی بارہ بج گئے۔۔۔" ارسم نے طنز کیا تھا۔ "بکو اس نا کر۔۔۔" ذوہان کو طنز پسند نہیں آیا۔ "روک لے۔۔۔" ارسم نے مفت کا مشورہ دیا تھا۔

"دنیا کی آخری لڑکی نہیں ہے وہ۔۔۔" ذوہان نے بات کو مذاق میں اڑانا چاہا۔

"دل کو لگنے والی تو پہلی ہی ہے نا۔۔۔" ارسم اب سیدھا ہوتا ذوہان کو آڑے ہاتھوں

لینے لگا۔

ذوہان خاموش رہا تھا۔ اس کے پاس اس بات کا جواب نہیں تھا۔

پھر مایا امل اور حور کے ساتھ باہر چلی گئی اور امل نے ذوہان کو کولڈ ڈرنک تھمائی تھی۔

ذوہان نے وہ کولڈ ڈرنک کا گلاس سامنے ٹیبل پہ رکھا اور خود وہ کھڑکی کے پاس جا کے

کھڑا ہو گیا۔

ارسم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دل کرتا ہے اللہ سے دعا کروں وہ رک جائے۔۔" ذوہان نے گردن موڑ کے ارسم کو

دیکھتے مسکراتے کہا۔ "پھر سوچتا ہوں اگر وہ یہاں رہی میرے لیے ہی مسئلہ ہوگا۔۔"

"

"امل کے معاملے میں بھی تیرا دل ایسا ہے کیا؟" ذوہان نے اس سے پوچھا۔

"نہیں تو۔۔۔" ارسم مسکرایا۔

"ابھی تو یہ پہلا سٹیپ ہے میری جان۔۔۔ دل کالگ جانا۔۔۔ آگے صبر بھی کرنا پڑے

گا۔۔ اور پھر محبت کے مل جانے کی دعائیں بھی۔۔۔ اور۔۔۔ "ارسم رکا۔

"اور۔۔۔؟ ذوہان نے پوچھا۔ "محبت کو کھودینے کا ڈر بھی ہوگا۔۔۔ اور۔۔۔"

ذوہان کا ایک دم دل ڈھڑکا۔

"اور۔۔۔" ذوہان نے پھر پوچھا۔

"اور اگر نامی تو اللہ کی رضا۔۔۔ مل گئی تو اس کا شکر۔۔۔" ارسم نے ذوہان کی کمر کو

تھپتھپایا تھا۔

ذوہان لمبا سانس خارج کرتے بیڈ پہ لیٹا اور اپنے بازو پھیلا لیے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پتر توتے گیا۔۔۔" ارسم نے اس کی ٹانگیں کھینچتے اسے قالین پہ گرایا تھا۔

"دفعہ ہو۔۔۔ منسوس انسان۔۔۔" ذوہان نے سیدھے ہوتے اسے پرے کیا۔

"ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔۔۔" ارسم نے شرارت بھرا لہجہ اپنایا۔

"آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔۔۔" اس نے ذوہان کو دیکھتے آنکھ ونک کی۔ اور ذوہان

پچھتایا کہ کہاں وہ جذبات میں آگے غلط انسان سے اپنی فیلنگ شئیر کر چکا تھا۔ اب بھگتنا

تو تھا ہی۔۔۔۔



وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں ہاتھ پکٹس میں ڈالے کھڑا تھا۔ یہ تو طے تھا کہ آج اسے نیند نہیں آنے والی تھی۔ کیونکہ جس دن وہ ادا اس ہوتا اس کی نیند اڑ جاتی تھی۔ پہلے تو وہ حور کو تنگ کر کے اپنا موڈ ٹھیک کر لیتا تھا۔ لیکن آج تو وہ بھی موجود نہیں تھی۔ ذوہان نے لمبا سانس خارج کیا۔ اور کھڑکی سے ہٹنے لگا جب اس پہ نظر پڑی۔ وہ اکیلی لان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کندھوں پہ آج شمال لپیٹے وہ لان میں چکر لگانے لگی۔ ذوہان نے سامنے وال کلاک پہ نگاہ ڈالی۔ رات کے 11 بجے وہ لان میں کیا کر رہی تھی؟۔ یہی سوچتے وہ بھی کمرے سے باہر نکلا۔

"ہیلو مس لنڈن۔۔۔ خیریت؟۔۔۔" ذوہان نے ایک دم اس کے سامنے جا کے پوچھا۔ "ہائے پاکستانی۔۔۔" وہ بھی جوش سے بولی۔ "یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔"

ذوہان اس کے ساتھ چکر لگاتے پوچھنے لگا۔

"نتھنگ۔۔۔۔" وہ شمال کو اپنے گرد لپیٹتے بولی۔

"سوئی کیوں نہیں۔۔۔" وہ سامنے دیکھ کے چلتا اس سے پوچھ رہا تھا۔ ہاتھ پاکٹس میں تھے۔

"پاکستان کی فضا میں آج آخری رات ہے۔ نیند کس کمبخت کو آئے گی۔۔۔" اس نے آنکھیں بند کر کے کہا تھا۔ ذوہان کا دل دھڑکا تھا اس کی بات پہ۔

"تم کیوں نہیں سوئے۔۔۔" مایا نے اس سے پوچھا۔

"اب یہ مت کہنا کہ تمہیں میرے چلے جانے کی خوشی میں نیند نہیں آرہی۔۔۔" مایا نے ایک جگہ رک کے خفگی سے کہا۔

"کافی سمجھ دار ہو تم۔۔۔" ذوہان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ "کاش تم بھی تھوڑے سے ہوتے۔۔۔" مایا نے اس پہ ہی طنز لوٹایا تھا۔

"بہت سمجھ دار ہوں۔۔۔ ورنہ۔۔۔" ذوہان نے ہاتھ آپس میں مسلتے ہاتھ ادھوری چھوڑی۔

"ورنہ۔۔۔۔" مایا نے پوچھا تھا۔ "کچھ نہیں۔۔۔" ذوہان نے بات بدلنا چاہی۔ مایا

نے اس کو دیکھنا شروع کر دیا۔ "نظر لگ جائے گی مایا مجھے۔۔۔" ذوہان نے اس کے مسلسل دیکھنے پہ کہا تھا۔

"صرف دیکھ ہی تو رہی ہوں۔۔۔" مایا کے لہجے میں شکوہ تھا۔ "صرف دیکھ ہی تو نہیں رہی۔۔۔" ذوہان نے رک کے اس کی طرف دیکھتے کہا۔ مایا کچھ بولے بغیر اندر کی طرف بڑھنے لگی تو وہ پیچھے سے بولا۔ "آنکھوں کو جذبوں کی عکاسی کی اجازت نہیں دینی چاہیے مس مایا۔۔۔ نقصان اپنا ہی ہوتا ہے" اس کی بات پہ مایا نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔ "شیور۔۔۔ مسٹر ذوہان صاحب۔۔۔" وہ پٹی اور ہلکا سا مسکراتی بولی تو ذوہان کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا۔ کیونکہ اس بار مایا کی آنکھوں میں اپنا عکس نظر نہیں آیا تھا۔ وہ اندر بڑھ گئی اور ذوہان وہیں رہ گیا۔ ہمیشہ وہ وہیں رہ جاتا تھا۔

وہ ناشتے کے لیے نیچے آ رہا تھا جب وہ سارے اندر داخل ہوئے۔ ارسم، منال، امل اور حور۔۔

"گھر والوں نے گھر سے نکال دیا کیا۔۔۔؟" ذوہان نے ان کو اتنی صبح دیکھ کے تنگ کیا تھا۔ ارسم نے آگے بڑھ کے ذوہان کو گلے لگایا۔ چونکہ مایا کا آج آخری دن تھا پاکستان میں تو وہ اسے سی آف کرنے آئے تھے۔

"میرے دامادوں کو بھی لے آتی۔۔۔" حور اور منال کو ایک ساتھ گلے لگاتے ماہی نے کہا۔ "دامادوں کی بڑی فکر ہے آپ کو۔۔۔" حور نے ماہی کو دیکھ کے منہ بنایا۔ "وہ لہجہ پہ جوائن کریں گے ہمیں۔۔۔" منال نے ماہی سے الگ ہوتے بتایا تھا۔ ماہی سر ہلا گئی۔

وہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ کے سامنے بال بنا رہا تھا۔ جبکہ ارسم اس کے بیڈ پہ نیچے کو

ٹانگیں لٹکائے سر کے نیچے دونوں بازو رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔

"سی آف کرنے جائے گا اسے؟" ارسم نے اٹھ کے بیٹھتے پوچھا۔

"پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ آف کورس یس۔۔۔" ذوہان نے گردن موڑ کے

حیرت سے اسے کہا تھا۔

"خالص مشورہ ہے رہنے دے۔ کوئی بہانہ بنا دینا۔۔۔" ارسم نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ

پہلی دفعہ نہیں ہے ارسم۔۔۔ ہر دفعہ اسے سی آف کرنے جاتا ہوں میں۔۔۔" ذوہان نے

صوفیہ پہ بیٹھتے جو گرز پہنتے کہا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہر دفعہ کی بات اور ہے۔۔۔" ارسم کی بات پہ جو گرز پہنتے ذوہان کے ہاتھ ساکن

ہوئے۔

"کیوں اس دفعہ کیا ہے؟" ذوہان نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔ "اب کوئی بکو اس

مت کرنا۔۔۔" اس سے پہلے کہ ارسم کچھ کہتا ذوہان اسے ٹوک گیا۔ "میں نے تو کچھ

بھی نہیں کہا۔ تپ کیوں رہا ہے۔۔۔ ابھی بہت ٹائم ہے اس کے جانے میں۔۔۔" ارسم

پھر باز نہیں آیا تھا۔

"اللہ پوچھے تجھے۔۔۔" ارسم کے طنز پہ اس نے بے بسی سے کہا۔ "مجھے تو اللہ پوچھ ہی

لیں گے فل حال تیرا برا وقت ہے۔۔۔" ارسم ڈھٹائی سے اسے تنگ کر رہا تھا۔

اس نے ارسم کو بولتے ہی کمرے میں چھوڑا اور باہر نکلا۔ ارسم بھی اس کے پیچھے ہی آیا

تھا۔ ذوہان سیڑھیاں اترنے لگا تو وہ سامنے سے آتی دکھائی دی۔

ذوہان اس کی طرف دیکھ کے ہلکا سا مسکرایا اور آگے بڑھنے لگا جب ارسم نے اس کا بازو

پکڑا اور مایا کو مخاطب کیا۔

"مس مایا۔۔۔" ارسم کے مخاطب کرنے پہ وہ مڑی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی۔۔۔" اس نے حیرت سے ذوہان کو دیکھتے ارسم سے کہا۔

“You’ll be missed...”

ارسم نے مسکراتے ذوہان کو دیکھ کے مایا سے کہا۔ مایا نے اس کی بات پہ نا سمجھی سے

ذوہان کو دیکھا اور ذوہان گڑبڑایا۔ ارسم کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ کچھ بھی بول دیتا۔ اس

نے ارسم کے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"کیا بکواس کر رہا ہے۔۔۔" ذوہان نے ارسم کامنہ اپنی طرف کرتے اس کامنہ دبوچتے غصے سے پوچھا۔ جبکہ مایان دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میں بھا بھی کو بتا۔۔۔" اس سے پہلے کہ ارسم بات پوری کرتا ذوہان نے اپنا پیر اس کے پیر پہ زور سے مارا۔

مایان دونوں سے چار پانچ قدم کے فاصلے پہ کھڑی تھی اسی لیے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"مایا تمہیں حور بلار ہی ہے۔۔۔" اس سے پہلے کہ ارسم مایا کے سامنے کوئی بکواس کرتا ذوہان نے پہلے اسے وہاں سے کھسکانے میں عافیت جانی۔

مایا مڑ گئی تھی اور ذوہان اب قہر آلود نظروں سے سامنے کھڑے ارسم کو سالم نظروں سے ہی قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"بتانے کیوں نہیں دیا مجھے۔ میں بھا بھی کو بتانے لگا تھا کہ تم اسے یاد کرو۔۔۔" اس سے پہلے کہ ارسم بات پوری کرتا ذوہان نے پاس پڑے ٹیبل سے گلدان اٹھا کے اس کی طرف پھینکنا چاہا۔ ارسم دم دبا کے سیڑھیوں سے نیچے بھاگا تھا۔ اور ذوہان اس کے

پچھے۔

وہ چاروں لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھے تھے۔ حمین اور عمار ابھی کچھ دیر پہلے ہی آئے

تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارسم تھا کہ ذوہان کو تنگ کرنے پہ تلا تھا۔ ذوہان کے بڑوں کی بھی توبہ وہ آج کے بعد کبھی ارسم سے کچھ شیئر کرتا۔ ماہی بھی حمین اور عمار کو کمپنی دینے بیٹھی تھی۔ تبھی مایا حمین اور عمار کے لیے جو س لائی تھی۔

"ماہی۔۔۔۔" ارسم نے مایا کے ہاتھ سے گلاس تھامتے ذوہان کو دیکھتے ماہی کو بلایا۔

ماہی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ مایا جاچکی تھی۔ "آپ کو اپنی بھتیجی اتنی عزیز ہے اس کو

پاکستان میں ہی رکھ لیں۔۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے مشورہ دیا تھا۔ ذوہان نے اس کی



بات پہ اسے فل اگنور کیا جیسے وہ اپنے ساتھ بیٹھے ار سم کو جانتا بھی ناہو۔

"ہے نامیں بھی سوچ ہی رہی ہوں۔۔۔۔" ماہی کے جوش سے کہنے پہ ذوہان نے گردن اٹھا کے ماہی کو دیکھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ جبکہ حمین اور عمار کبھی ار سم کو دیکھتے اور کبھی ماہی کو۔

"مسز شاہ ہیں نا انہوں نے بات کی تھی مجھ سے اپنے بیٹے کے لیے۔۔ مایا اچھی لگی تھی انہیں۔۔۔" ماہی نے اپنا گلاس خالی کرتے سامنے ٹیبل پہ رکھ کے اگلی بات بتائی اور ذوہان کے حلق میں جو س اٹک گیا۔ اسے ایک دم کھانسی آئی تھی۔ ار سم نے مسکراہٹ لبوں تلے دباتے اس کی کمر کو سہلاتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔۔۔۔۔" ذوہان نے اس کی بات پہ کان نہیں دھرے۔ جبکہ ماہی گلاس لیے کیچن کی طرف بڑھ گئی۔

عمار اور حمین نے ذوہان اور ار سم کو گھورا۔ "کیا۔۔" ذوہان ان کی نظروں سے گھبرا یا۔

"کیا کھڑی پک رہی ہے تم دونوں میں۔۔۔" عمار کی ایکسرے کرتی نگاہیں ہنوز ذوہان پہ تھیں۔

"پہلی پہلی بار محبت کی ہے۔۔۔۔ کچھ نا سمجھ میں آئے میں کیا کروں۔۔۔۔" ارسم نے صوفے سے ٹیک لگاتے ان تینوں کو اگنور کرتے گانا گایا۔ ذوہان کا اس کی گنگناہٹ پہ رنگ ایک دم بدلہ۔ "یا اللہ بچالے۔۔۔ معافی دے دے۔ ارسم کو مر کے بھی نہیں کچھ بتاؤں گا۔۔۔۔" ذوہان نے آنکھیں بند کر کے اللہ کو یاد کیا۔ حمین اور عمار مسلسل ان دونوں کو گھور رہے تھے۔ "برو۔۔۔ یہ ارسم پگلا گیا ہے۔۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔۔" ذوہان نے ان کو دیکھتے ارسم کے گٹھنے پہ ہاتھ رکھ کے تسلی دی۔ عمار کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کسے تسلی دے رہا ہے۔

"جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔۔۔ جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔۔۔" ارسم نے فوراً ذوہان کی بات پہ ٹیون چیلنج کی تھی۔ "اور ذوہان کا دل کیا ارسم آہل آفندی کو گھر سے باہر پھینک آئے۔"

حمین ذوہان کی حالت پہ ہنسی ضبط کر رہا تھا۔ تبھی مایا نے انہیں لپچ لگ جانے کی اطلاع دی۔ اور ذوہان نے اپنی جان بخشی پہ کھل کے سانس لیا تھا۔

وہ کھانا کھا رہے تھے۔ حمین کے پیچھے منال کھڑی تھی، حور عمار کی کرسی کے دائیں جانب جبکہ امل اور مایا ساتھ بیٹھ کے کھا رہی تھیں۔

عمار کو حور چیزیں پکڑا رہی تھی۔

"ٹینشن کی دکان کا بس نہیں چل رہا اپنے مجازی خدا کو سب کچھ ایک ساتھ ہی کھلا دے۔۔۔" حور نے جب اور بریانی عمار کی پلیٹ میں نکالی تو ارسم کی زبان پہ کھجلی ہوئی تھی۔

"دیور جی۔۔۔ آپ بھی لیں نا۔۔۔" حور نے بریانی کی پلیٹ اس کی طرف کرتے اس کو پیار سے مخاطب کیا۔ جبکہ اس کے اتنا پیار سے بولنے پہ ایک دم سب نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ ارسم کا منہ تک جاتا نوالہ ہونٹوں پہ آ کے ساکت ہوا تھا۔

"یہ ٹینشن کی دکان نے اتنے پیار سے مجھے کہا ہے؟" ارسم نے جھک کے عمار سے لہجے میں بے یقینی لیے پوچھا تھا۔ "ارے دیور جی آپ سے ہی کہا ہے۔ یہ لیں۔۔۔" حور

نے زبردستی خوش اخلاقی کی ساری حدیں توڑتے اس کی پلیٹ میں بریانی نکالی۔

ماہی اور زوہان دونوں جانتے تھے وہ ارسم کو اب زچ کر رہی تھی۔ "بھائی آپ کے پاس ہاضمے کی گولیاں ہیں؟" ارسم نے بھرپور سنجیدگی سے عمار سے پوچھا۔ سب کا قہقہا بلند ہوا۔ جبکہ حور نے پاس پلیٹ اٹھا کے ارسم کو دے ماری۔

"ہائے شکر۔۔۔" ارسم نے اسے اپنے پہلے والے روپ میں لوٹتے دیکھ کر شکر کیا۔

ایسے ہی خوش گپیوں میں کھانا کھایا گیا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بازو فولڈ کرتا اوپر جا رہا تھا۔ اور وہ نیچے آرہی تھی۔ ایک دم حمین کو دیکھ کے گڑ بڑائی اور اس سے پہلے کہ وہ گرتی حمین نے اسے تھاما تھا۔

"بی کثیر فل جانم۔۔۔۔" اس کے کان کے قریب جھکتے حمین نے سرگوشی کی۔  
 "حمین لیو۔۔۔ آپ کا بیڈ روم نہیں ہے یہ۔۔۔" منال نے اس سے فاصلے پہ ہوتے  
 ارد گرد دیکھا۔ وہ کیچن میں جا رہی تھی اور شکر تھا سب مایا کے پاس اس کے کمرے میں  
 تھے۔

حمین نے اس کے فاصلے پہ ہونے اور اس کے بیڈ روم کا طعنہ دینے پہ اسے گھورا۔ منال  
 ایک قدم اوپر والی سیڑھی پہ تھی اور حمین کا ایک قدم ایک سیڑھی پہ اور دوسرا منال  
 والی پہ تھا۔ وہ بازو فولڈ کرتا اس کے مزید قریب ہوا۔ "ایسا تو کچھ بھی نہیں کیا میں نے  
 جو بیڈ روم کا طعنہ دے دیا آپ نے مسز۔۔۔" اس کے قریب ہو کے آنکھوں میں  
 جھانکتے اس نے سنجیدگی سے کہا اور یہی سنجیدگی اس کی منال کی کمزوری تھی۔ وہ ایک  
 دم اس کو دیکھتے کھوئی۔ حمین مسکرایا تھا اس کی بے خودی پہ۔ اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹتا  
 ۔ وہ سب ان کے قریب سے اتر رہے تھے۔

"میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔۔۔" اس سم سب سے آگے تھا اور اس نے حمین کے پاس  
 سے گزر کے آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے کہا۔

"میری غلطی سے نظر پڑی۔۔۔" ذوہان اس کے پیچھے تھا۔ منال حمین کی اوٹ میں

چھپی کھڑی تھی۔ حمین ڈھیٹ نہیں ہوا تھا۔ لیکن منال اچھا خاصہ ہو چکی تھی۔  
 "میں نے بھی کچھ نہیں دیکھا۔۔۔" عمار بھی حمین کی کمر تھپتھپاتے نیچے چلا گیا۔  
 "رو مینس کے لیے بیڈروم ہوتا ہے۔۔۔" حور نیچے اترتی ان پہ ٹونٹ کر گئی۔ اور منال  
 نے شکر ادا کیا ابھی مایا اور امل نیچے نہیں آئیں تھیں۔

حمین ان سب کے اتر جانے پہ فاصلے پہ ہوا اور منال کو دیکھا جو کہ لال چہرہ لیے اسے  
 غصے سے دیکھ رہی تھی۔ "میں نے ابھی کچھ نہیں کیا تھا۔ قسم سے۔۔۔" حمین نے  
 ہاتھ اٹھا کے اپنی صفائی دی۔ منال جانتی تھی اب وہ سب اسے اچھا خاصہ تنگ کریں  
 گے۔ وہ حمین کو سائیڈ پہ کرتے اوپر بھاگی تھی۔ اور حمین بالوں میں ہاتھ پھیرتے نیچے  
 چلا گیا۔

وہ مایا کو ایئر پورٹ چھوڑنے جا رہے تھے۔ ماہی نے ساتھ جانے سے منع کر دیا تھا۔ ایک پل کے لیے ذوہان حیران ہوا تھا۔ ماہی اپنی لاڈلی بھتیجی کو سی آف کرنے نہیں جا رہی تھی۔

"تم رہنے دو۔ ہم جا ہی رہے ہیں۔۔۔" ارسم نے ذوہان کو روکنے کی ایک کوشش کی۔ "اب کی بار وہ جا رہی ہے۔۔۔ اگلی دفعہ نہیں جانے دوں گا۔۔۔" ذوہان نے ارسم کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ "کس کو نہیں جانے دینا...." عمار نے پیچھے سے آتے کہا تھا۔ ارسم اور ذوہان گیراج میں کھڑے تھے۔

"مایا کو۔۔۔" ارسم نے سکون سے جواب دیتے ذوہان کو دیکھا۔ اور ذوہان کا بدن کاٹو لہو نہیں والا حساب تھا۔ "ہیں؟" عمار نے نا سمجھی سے پوچھا۔

ارسم کے منہ کھولنے سے پہلے ہی مایا اور وہ سب گیراج کی طرف بڑھے۔ اور پھر وہ سب کار میں بیٹھ کے روانہ ہوئے۔

دو گاڑیوں کا یہ قافلہ آگے پیچھے ایئر پورٹ تک پہنچا تھا۔ مایا کا سامان نکال کے ذوہان کار سے باہر رکھ رہا تھا۔ منال، حور اور امل مایا کو گلے لگا کے الوداع کر رہی تھیں۔ عمار، حمین اور اسم نے بھی اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے اسے بخیر و عافیت پہنچنے کی دعائیں دی۔ آخر میں وہ ذوہان کی طرف بڑھی تھی۔

ذوہان کار کے پاس کھڑا سے اگنور کرتا اس کا سامان دیکھ رہا تھا۔ "گڈ بائے پاکستانی۔۔۔" مایا نے اس سے سامان لیتے مسکرا کے کہا۔

"گڈ بائے۔۔۔" (مسز پاکستانی ٹوپی۔۔۔) اسے گڈ بائے بول کے اگلے جملہ ذوہان نے دل میں بولا تھا۔

اور پھر وہ ان سب کو دیکھتی مڑی اور ایئر پورٹ کی طرف چل پڑی۔

اس کا ایک ایک قدم ذوہان کو اپنے دل پہ محسوس ہو رہا تھا۔ ذوہان اس کی پشت دیکھ رہا تھا۔ ایک دم وہ رکی۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑ کے ذوہان کو دیکھتی ذوہان نے اپنا رخ کار



کی طرف کر لیا۔ جبکہ مایا نے مڑ کے دیکھا تو وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔  
 "وہ دیکھ رہی ہے ذوہان۔۔۔" ارسم نے اس کے قریب آتے سرگوشی کی۔ اور ذوہان  
 نے مایا کے اندر جانے کا بھی انتظار نہیں کیا اور کار کا دروازہ کھول کے وہ اس میں بیٹھ گیا۔  
 (ہائے پاکستانی۔۔۔ اب یہ مت کہنا کہ تمہیں میرے چلے جانے کی خوشی میں نیند  
 نہیں آرہی،

صرف دیکھ ہی تو رہی ہوں،

لگتا ہے کافی بھاری پڑے گا پاکستانی سے دل لگانا، تمہیں تو سن کے ناچنا چاہیے نا میں جا  
 رہی ہوں،)

مایا کی ہر بات یاد آئی تو ذوہان نے کار کی پچھلی سیٹ سے ٹیک لگا کے آنکھیں موند لیں۔

وہ سب بھی مایا کے چلے جانے کے بعد کار میں بیٹھے اور ذوہان ارمان احمد اپنا خالی دل لیے  
 گھر کی طرف روانہ ہوا۔

“ Finally, she has gone.... ”

ذوہان کے دماغ نے جیسے شکر ادا کیا تھا۔ لیکن دل تھا کہ خاموش تھا۔ اور ذوہان کو دل کی خاموشی کھٹکی تھی۔



وہ پوری کوشش کرتا ان کے ساتھ ہنستا بولتا ہی آیا تھا۔ اور آتے ہی وہ فریش ہونے کا بہانہ کر کے وہ کمرے میں چل گیا۔ جبکہ اپنی چھلی کار سے اس نے سب کو نکلتے نہیں دیکھا تھا۔

"ہائے میرا مجنوں۔۔۔" ارسم اس کی پشت دیکھتا بولا تو سب مسکرائے۔

"میں لے کے آتا ہوں رانجھے کو۔۔۔" ارسم بھی سیڑھیاں چڑھتا ذوہان کے پیچھے گیا تھا۔

وہ سر کے نیچے دونوں بازو رکھے بیڈ پہ نیچے کوٹا نکلیں لٹکائے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔

"مس لنڈن۔۔۔" مایا کو یاد کر کے وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"تب کہا تھا روک لے۔۔" ارسم نے اس کے پاس لیٹ کے کہنی سر کے نیچے رکھتے کہا

تو ذوہان بھی اٹھ بیٹھا۔

"اب تو چلی گئی۔۔۔" ذوہان سر جھٹک کے مسکرایا۔

"نہیں گئی۔۔۔" ارسم نے اس کا سکون برباد کیا۔

"کیا مطلب۔۔۔" ذوہان نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔ ارسم کی آنکھوں میں

شیطانی چمک اس کو کسی انہونی کا پتہ دے گئی اور وہ بدک کے کھڑا ہوا۔

"ارسم۔۔۔ نو۔۔۔" اس نے انگلی اٹھا کے ارسم کو وارن کیا۔ "یس جانی۔۔۔"

ارسم سیدھا ہوتا اس کے ہوش اڑا گیا۔

ذوہان نے نفی میں سر ہلایا اور باہر کی طرف بھاگا۔ سیڑھیوں سے نیچے جھانک کے دیکھا

جہاں وہ پورے اطمینان کے ساتھ حور اور امل کے درمیان بیٹھی تھی۔ ذوہان کے دل

کے دھڑکن سوانیزے پہ پہنچ گئی۔

"ذلیل انسان۔۔۔۔" ذوہان نے صوفے سے کٹھن اٹھا کے ارسم کی دھلائی کی تھی۔

"یہ سب کیا ہے۔۔۔" آخر تھک ہار کے اس نے بے بسی سے پوچھا۔

"کیا؟" ارسم نے معصومیت سے پوچھا۔ کوئی قربان ہی ناچلا جائے اس کی معصومیت

پہ۔

"ناکریار۔۔۔۔" ذوہان نے پیار سے کہا۔

"اس کی فلائیٹ تو کل رات ہی کینسل ہو گئی تھی۔" ارسم نے ذوہان کو اطلاع دی۔ "تو

یہ سب کیا تھا۔۔۔۔" ذوہان نے پوچھا۔ "ڈرامہ۔۔۔۔" ارسم نے دانتوں کی نمائش

کرتے کہا۔

"اگر تجھے بتا دیتے تو یہ منہ پہ بارہ بجے کیسے دیکھتے۔۔۔۔" ارسم نے ذوہان کے منہ پہ

ہاتھ پھیرا۔

"سب۔۔۔۔ کو پتہ۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔" ذوہان نے بے یقینی سے پوچھا۔

ارسم نے سر اثبات میں ہلادیا۔ "سب کو۔۔۔۔" ارسم نے آنکھیں بند کر کے اطمینان

سے کہا۔

"ماہی کو۔۔۔؟" ذوہان کے دل نے خواہش کہ ارسم ناکردے۔ "ہاں جی۔۔۔"

ارسم نے اپنا سر زور و شور سے ہلایا۔

"حور کو۔۔۔؟" ذوہان نے دوبارہ پوچھا۔ "بلکل۔۔۔" ارسم نے بادشاہوں کی

طرح سر ہلایا۔

"مایا۔۔۔" ذوہان نے فیصلہ کر لیا تھا اگر اب ارسم نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ اس کا

قتل کردے گا۔

"اس کو نابتنا تو اس کے ساتھ زیادتی تھی۔۔۔" ارسم بے چارے لہجے میں گویا ہوا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارسم، ارسم، ارسم،،،،،،" ذوہان سر پکڑ کے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"تو نے مجھے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ارسم۔۔۔" ذوہان نے اس کو دیکھ کے

کہا۔

"بکو اس ناکر ایسا کچھ نہیں کیا میں نے۔۔۔" ارسم نے دونوں ہاتھ اپنے سینے پہ رکھتے

اپنی عزت بچائی۔ "دفعہ ہو جا ذلیل انسان۔۔۔" ذوہان کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا

کر لے۔

"میں ماہی، حور کو، مایا کو کیسے فیس کرونگا۔۔۔" ذوہان ابھی بول ہی رہا تھا جب امل کمرے میں داخل ہوئی۔

"ماہی کی عدالت میں ذوہان ارمان احمد کو یاد فرمایا جا رہا ہے۔۔۔" اس نے کمرے سے باہر کھڑے ہو کے ہی کہا اور بھاگ گئی۔

"میں نہیں جاؤں گا۔۔۔" اس سے پہلے کہ ارسم اس کو پکڑ کے نیچے لے جاتا وہ پیچھے ہوتا بولا۔

"تیرے تو اچھے بھی جائیں گے۔۔۔" ارسم اسے گھسیٹ کے لے جا رہا تھا۔

"اللہ دشمن دے دے۔۔۔" ارسم آہل آفندی جیسا دوست نادے۔۔۔" ذوہان اس

کے ساتھ کھچا چلا جا رہا تھا اور ارسم کی شان میں گستاخیوں کا مرتکب ہو جا رہا تھا۔

وہ دروازے میں نظریں نیچے کئے کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑا اسے  
 شرماتے دیکھ رہا تھا۔ اور ذوہان کی توہمت ہی نہیں ہو رہی تھی وہ نظر اٹھا کے سامنے بیڈ  
 پہ بیٹھی ماہی کو دیکھ لیتا۔

“Zuhan come here .....”

ماہی نے سنجیدگی سے اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ماہی کی طرف بڑھا۔  
 "شرمالو بہن۔۔۔ یہ شرماتے کا سیگنٹ لڑکیوں کو ہوتا ہے۔۔۔" حور نے صوفی  
 پہ اپنے ساتھ بیٹھی مایا کے کان میں سرگوشی کی جو کہ ذوہان کو دیکھ رہی تھی۔  
 "میں نے کبھی کسی لڑکے کو شرماتے نہیں دیکھا" وہ جوش سے بولی تھی۔ "ہائے ہم  
 مشرقی لوگ۔۔۔" امل نے جیسے خود پہ ناز کیا تھا۔

منال بھی جوش سے ذوہان کو ہی دیکھ رہی تھی۔ جبکہ حمین، عمار اور اسم ایک سائیڈ پہ  
 سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ کمر احور کا تھا۔  
 ذوہان نے جا کے اپنا سر ماہی کی گود میں رکھا تھا۔

"ماہی۔۔۔۔" ذوہان ابھی بھی ماہی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ قسم سے۔۔۔ یہ کیسے ہوا۔۔۔ میں نے اللہ جی سے کہا تھا مت

کریں۔۔۔ انہوں نے نہیں سنی میری۔۔۔" وہ ماہی کو اپنی صفائی دے رہا تھا۔

"مایا کو آپ اپنی بہو بنالیں۔۔۔" اس نے کہتے سر اپنا ماہی کی گود میں چھپایا تھا۔ ماہی نے

اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبائی۔

"آپ ناراض ہیں؟" کسی خدشے کے تحت اس نے سر اٹھا کے پوچھا تھا۔

"نہیں۔۔۔ میری جان۔۔۔" ماہی نے اس کا ماتھا چوما تھا۔ "اور پھر وہ اندر تک شاد ہوتا

حور کی طرف بڑھا۔ اپنے اس عمل کا وہ صرف دو عورتوں کو جواب دہ تھا۔ ایک ماہی اور

دوسری حور۔ مایا کو وہ شادی کے بعد جو ب دہ ہوگا۔ کمرے میں سب نفوس اسی کو

دیکھ رہے تھے مایا سمیت۔ لیکن ذوہان نے ایک نظر بھی مایا کو نہیں دیکھا تھا۔

"چیم۔۔۔" حور کی گود میں اس نے سر رکھا تو حور نے اسے پیار سے بلایا۔ جبکہ اس کے

اتنا قریب آنے پہ پہلی دفعہ مایا کو شرم آئی۔ وہ تھوڑا سا امل کی طرف کھسکی تھی۔ امل

نے اس کی حرکت پہ مسکراہٹ روکی۔ وہ کچھ نہیں بولا تھا۔ حور کو پتہ تھا وہ حساس تھا۔



ماہی اور حور دونوں کے معاملے میں۔

حور نے بھی اس کے بالوں پہ بوسہ دیا تھا۔

"ہائے سب کنواروں کی سنی گئی۔۔۔ کوئی مجھے بھی پوچھ لے۔۔۔" ارسم نے دہائی دی تھی۔ ذوہان نے سراٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔ اور ارسم کی طرف بڑھا۔

ارسم نے سینہ چوڑا کر کے پاس کھڑے حمین اور عمار کو دیکھا کیونکہ اسے پتہ تھا ذوہان اسے شکریہ بولے گا۔

جسکہ ذوہان نے اس کے قریب جا کے اس کے پیٹ میں مکا مارا۔ "آئی۔۔۔" اپنے پیٹ کو پکڑتے وہ دہرا ہوا تھا۔ "ہائے ظالم مار ڈالا۔۔۔" اس کی ڈرامہ بازی شروع ہو چکی تھی۔ اور پھر ذوہان نے اسے کھینچ کے گلے لگایا۔ "بھائی میں مایا نہیں ہوں۔۔۔" اس نے جب ارسم کو خود میں بھینچا تو ارسم نے اسے چھیڑا تھا۔ ہوتے ہیں ناکچھ لوگ ایسے۔ جن کے پاس ہر پرو بلم کا سلوشن ہوتا۔ ارسم آہل آفندی ان میں سے ایک تھا۔ اور وہ ان کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔

"چلو بوائز۔۔۔ رات بہت ہو چکی ہے۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔" ماہی ان سے کہتی باہر کی طرف چلی گئی۔ وہ بھی تھک چکے تھے اسی لیے کھسکے تھے۔ لڑکیاں پہلے ہی جا چکی تھیں۔

وہ دونوں کروٹ پہ کروٹ بدل رہے تھے اور پھر ایک ساتھ اٹھ بیٹھے۔ حمین نے عمار کو دیکھا اور عمار نے حمین کو۔ دونوں ایک بیڈ پہ تھے۔ جبکہ ان سے کچھ فاصلے پہ ذوہان اور ارسم ایک بیڈ پہ تھے۔ وہ چاروں گیسٹ روم میں سوئے تھے۔ ارسم اور ذوہان تو کب کے سو گئے تھے جبکہ ان دونوں کو نیند نہیں آرہی تھی۔

"مجھے نیند نہیں آرہی۔۔۔" "دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔" "یار۔۔۔" "عمار نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ جبکہ حمین اٹھ کے کھڑکی کی طرف بڑھ

گیا۔ "شاید نئی جگہ ہے" حمین نے باہر دیکھتے بہانہ بنایا تھا۔ حالانکہ وہ یہاں اکثر رہنے آتے تھے۔

"حور کے بغیر نیند نہیں آرہی۔۔۔" عمار منہ میں بڑبڑایا۔ جبکہ حمین نے تو دل کی سنی بھی نہیں جو چیخ رہا تھا کہ منال کو دیکھ کے سونے کی عادت ہو گئی ہے۔



مایا اور امل ایک بیڈ پہ تھیں جبکہ حور اور منال ایک پہ۔ لائٹ آن ہی تھی اور امل تو سو بھی گئی تھی۔ جبکہ مایا، منال اور حور تینوں کو نیند نہیں آرہی تھی۔ تبھی کمرے کی خاموشی کو موبائل کی ٹون نے ختم کیا۔

حور نے گردن موڑ کے موبائل اٹھایا اور منال نے اس سے اچک لیا۔ "منال ادھر واپس کرو۔۔" حور نوٹیفیکیشن سے دیکھ چکی تھی کہ عمار کا میسج ہے اسی لیے وہ چیخی

تھی۔ مایا بھی اٹھ کے بیٹھ گئی۔ منال موبائل لے کے مایا کے پاس بیٹھ گئی۔ حور بھی بھاگی تھی اس کی طرف۔

"سو گئی کیا؟" عمار کا میسج منال نے اونچی آواز سے پڑھا۔ حور نے اس سے موبائل لینا چاہا لیکن منال دوسری طرف کر کے میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"نہیں آپ کے بغیر نیند نہیں آرہی۔۔۔" منال نے ٹائپ کر کے اونچی آواز میں حور کو سناتے عمار کو سینڈ کر دیا۔ "منال کی بچی۔۔۔۔۔" حور اس کے پیچھے بھاگی تھی۔ لیکن منال آگے آگے تھی۔

اہل بھی آنکھیں مسلتے اٹھ چکی تھی۔

دوسری طرف عمار نے اس کو آن لائن دیکھا اور پھر اس کے میسج پہ وہ بے یقین ہوا۔ حور کو اگر اس کے بغیر نیند نہیں بھی آرہی ہوتی تو وہ کبھی نامانتی اتنا تو وہ جانتا ہی تھا۔ اس سے پہلے کہ عمار کوئی جوہ دیتا حمین نے اس سے موبائل چھین لیا۔ "حمین۔۔۔۔۔" عمار نے گود میں رکھا کیشن پھینکتے اسے آواز دی لیکن وہ موبائل لے کے ارسم کے بیڈ پہ چڑھ گیا۔ ارسم اور ذوہان بھی آنکھیں مسلتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"اوہو۔۔۔ نیند نہیں آرہی۔۔۔" حمین نے عمار کو چھیڑا اور ارسم آہل آفندی کو ایسے کام اللہ دے۔ وہ بھی اب موبائل پہ جھکا تھا۔ عمار نے ان سے موبائل چھیننا چاہا لیکن حمین نے ہاتھ کمر پہ کر لیا۔

"منال نا کرو یار۔۔۔ ادھر دو۔۔۔" وہ منال سے اس کے پیچھے بھاگتے موبائل مانگ رہی تھی۔

"آپ کے بغیر مجھے بھی نیند نہیں آتی۔۔۔" حمین نے اونچی آواز سے میسج ٹائپ کرتے کہا اور سینڈ کا بٹن دبا دیا۔ "حمین۔۔۔ نو۔۔۔" عمار نے اسے روکا لیکن میسج جا چکا تھا۔

عمار کا میسج منال نے اونچی آواز سے پڑھا تھا۔ حور کو حیرت ہوئی تھی وہ ایسے میسج نہیں کرتا تھا۔ لیکن آج ان دونوں کی بجی پڑی تھی۔ اور پھر ارسم نے حمین سے موبائل چھیننا۔ اور دوسری طرف حور منال کو پیچھے سے پکڑ چکی تھی تو اس نے موبائل امل کی طرف پھینک دیا۔

اب عمار کا موبائل ارسم پاس جبکہ حور کا امل پاس تھا۔

"ہیں۔۔۔ یہ عمار برو۔۔۔ رسم کی طرح کیوں میسج کر رہے۔؟" امل حیرت زدہ تھی۔

"یہ امل ہے رپلائی کر رہی۔۔۔۔" رسم کو فوراً سے پیشتر پتہ چلا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" عمار نے بہانے سے موبائل چھینا۔ دوسری طرف حور بھی

موبائل چھین چکی تھی۔

عمار نے کال ملائی اور حور نے فوراً آپک کی۔

"یہ رسم اور حمین لوگ تھے۔۔۔۔" عمار نے صفائی دی۔ "میری طرف بھی۔۔۔"

منال اور امل تھیں۔۔۔ "حور نے منہ بنایا۔ جبکہ باقی پیچھے سب کا قہقہا بلند ہوا۔"

-----  
-----

وہ ماہی کے گھر سے لوٹ آئے تھے۔ رسم انہیں گھر لے آیا جبکہ عمار اور حمین آفس جا

چکے تھے۔ چونکہ ساری رات وہ سہی سے سوئے نہیں تھے تو اب وہ سب اپنے کمروں میں آرام کی غرض سے چلے گئے۔



"کل میں پاس آؤٹ ہو جاؤں گا یونی سے۔۔۔" ارسم نے جوش سے بتایا تھا۔ سب نے کھانا کھاتے اس کی طرف دیکھا۔ "اس میں کیا ہے؟ سب ہوتے ہیں۔۔۔" حمین نے اس کے جوش کو ماند کرنا چاہا۔

"ڈیڈ آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے؟" ارسم نے پانی ڈال کے پیتے پوچھا۔ آہل نے آبرو اچکاتے دیکھا۔

"کم آن۔۔۔ آہل آفندی اپنا وعدہ نہیں بھولتا۔۔۔" آہل نے کھڑے ہوتے شیخی بگھاری۔ یہ اس گھر کی روایت تھی جب بھی کوئی کامیابی حاصل کرتا آہل سے اپنا انعام لیتا۔ عمار نے حور کو مانگا تھا، اور حمین نے اپنے موقع پہ منال کو مانگا تھا۔ جبکہ اب سب

جانتے تھے وہ کیا مانگے گا۔ سب کھانا کھا کے اٹھ گئے تھے۔ نور نے مسکراتے ارسم کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ خوشی اس کے چہرے پہ عیاں تھی۔ اس نے کل کے دن کا بہت انتظار کیا تھا۔ کمرے میں آ کے وہ بیڈ پہ لیٹ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ چکا تھا۔

"فائنلی وہ دن آ گیا جب ارسم آہل آفندی حق سے تمہیں مانگے گا۔۔۔" اہل کا چہرہ آنکھوں میں سماتے وہ دل سے ہی اس سے مخاطب ہوا۔ کل کا دن اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا۔



"تم پاگل ہو گئے ہو حمین۔۔۔" آہل نے اسے گھورا۔

آہل صبح کا اخبار پڑھ رہا تھا۔ جب حمین نے نیا شوشہ چھوڑا تھا۔



“Come on Dad plz, he always does the same ...

“

حمین نے دلیل دی تھی۔

“I don't think so it's a good idea... “

عمار نے اپنی رائے دی تھی۔ وہ بھی صوفے پہ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔

”ہم صرف مذاق کریں گے۔۔۔ ڈیڈ پلیز۔۔۔“ وہ آہل کے ساتھ بیٹھ کے آہل کی گردن میں بازو ڈال گیا۔

آہل نے بالآخر ہار مانتے اس کی مان لی تھی۔ اور حمین آفندی کو زندگی کا پہلا مذاق کتنا بھاری پڑنے والا تھا۔ اسے پتہ چل جاتا تو وہ کبھی ایسے ناکرتا۔

وہ سارے کنفرنس روم میں تھے۔ مایا اور ذوہان بھی موجود تھے۔ جب حمین نے ذوہان کو اپنا پلان بتایا۔

"حمین وہ اہل کے معاملے میں کافی جزباتی ہے۔۔۔" ذوہان سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "یہ تم سب کو ہو کیا گیا ہے؟۔۔۔" حمین نے منال اور حور کو دیکھ کے ذوہان سے کہا۔ "ایک ذرا سا مذاق کریں گے بس ہم۔۔۔" حمین نے تسلی دی تھی۔

"وہ ہر بار ہمارے ساتھ مذاق کرتا ہے۔۔۔ اس بار ہم کریں گے۔۔۔" حمین ایکساٹنڈ تھا۔ لیکن باقی سب کو یہ اچھا نہیں لگا تھا۔ بات ارسم آہل آفندی کی تھی شاید اس لیے۔ خیر وہ حمین کے خلاف بھی نہیں جاسکتے تھے۔ اسی لیے وہ ارسم آہل آفندی کے لیے سرپرائز پلین کرنے لگے۔

وہ خوش تھا۔ نہایت خوش۔ گھر کے باہر کھڑے ہو کے اس نے لمبا سانس خارج کیا۔ اور پھر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ڈگری کو سینے میں بھینچا۔ اس ایک ڈگری کے بدلے اسے امل ملنے والی تھی۔

وہ گھر کی طرف بڑھا۔ اندر داخل ہوا تو لائٹس آف تھیں۔ وہ حیران ہوا تھا۔ پھر آگے بڑھا تو ایک دم لائٹس آن ہوئیں۔ سب تیار کھڑے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے غور کیا سجاوٹ بھی کی گئی تھی۔ اس نے سب کو دیکھا اور امل کو ڈھونڈنا چاہا۔ وہ نہیں تھی۔ وہ سر جھٹک کے مسکرایا۔ اگر وہ نہیں تھی تو وہ آسانی سے اپنی ڈیمانڈ آہل کے سامنے رکھ سکتا تھا۔

وہ بھاگ کے آہل کے گلے لگا۔ آہل مسکرایا تھا۔

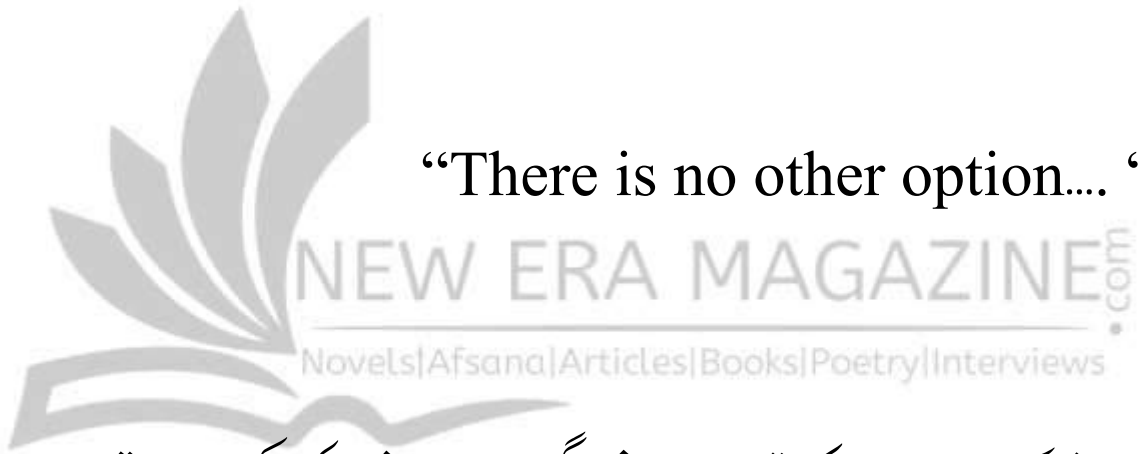
"کیا چاہیے؟" آہل نے جانتے بوجھتے پوچھا۔ اس نے ایک دفعہ سب کو دیکھا اور آہل کے قریب ہو کے بولا۔

"اہل۔۔۔" اس نے مسکراتے اپنی زندگی مانگی تھی۔

"کچھ اور مانگ لو۔۔۔" آہل نے سنجیدگی سے کہا۔

وہ حیران ہوا تھا۔ اسے لگا وہ مانگے گا اور آہل آفندی دے دے گا۔ وہ ایک قدم آہل کے

قریب ہوا۔



اس نے ایک جذب سے کہا تھا۔ سب سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"اہل کے سوا کچھ بھی۔۔۔" آہل نے اسے منانا چاہا۔ "اہل کے سوا کچھ بھی نہیں

۔۔۔" وہ اڑ گیا تھا۔

"ارسم وہ چیز مانگو جو ڈیڈ تمہیں دیں پائیں۔۔۔" حمین نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے

کہا۔ اس نے عجیب سی نظروں سے سب کو دیکھا۔

"اہل۔۔۔۔۔" اس نے پھر وہی کہا تھا۔

"اہل سے تمہارا نکاح نہیں ہو سکتا ارسم۔۔" حمین کے کہنے پہ اس نے حمین کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"ڈیڈ۔۔ مجھے اہل چاہیے۔۔"

"I wanna her...."

اس نے لہجے میں ضد تھی۔ "ارسم کچھ اور۔۔" "آہل اس کی طرف بڑھتا بولنے لگا۔  
ارسم نے درمیان میں ٹوک دیا۔

"اونلی اہل۔۔۔ نتھنگ ایلس۔۔۔" اس نے اپنا فیصلہ سنایا۔ "اہل تمہاری رضائی بہن ہے ارسم۔۔" حمین نے اسے بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ جھٹکے سے حمین کی طرف مڑا۔ "اور رضائی بہنوں کو بیوی نہیں بنایا جاتا۔۔" حمین نے اس کی آنکھوں کی سرخی کو نظر انداز کرتے بات پوری کی۔

"یہ مذاق کر رہا ہے نا۔۔ ڈیڈ۔۔" ارسم نے آہل سے پوچھا۔ "وہ سچ کہہ رہا ہے۔۔" شایان نے تصدیق کی تو وہ گنگ کھڑا سب کو دیکھنے لگا۔

"ارسم۔۔ ہم۔۔" عمار اس کی طرف بڑھا تو وہ ایک دم آپے سے باہر ہوا تھا۔ "شٹ

اپ۔۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ "دو قدم پیچھے لیتے وہ چلایا تھا۔ سب جانتے تھے وہ ایسے ہی کرے گا۔

"آپ سب لوگوں کو مذاق لگ رہا ہے۔۔۔ میرے جذبات کے ساتھ کھیلیں ہیں آپ لوگ۔۔۔" وہ سب کو دیکھتا چیخا تھا۔

"ار سم۔۔۔" آہل نے اسے سنبھالنا چاہا۔ "مر گیا ار سم۔۔۔" وہ پیچھے ہوتا بولا۔ اور حمین جو کہ اسے سچ بتانے لگا تھا وہ ہیں رک گیا اور ار سم آہل آفندی ان سب کو سرخ آنکھوں سے دیکھتا پیچھے مڑا اور بھاگتا مین دروازہ پار کر گیا۔ وہ سب سکتے میں کھڑے رہ گئے۔ وہ تو صرف مذاق کر رہے تھے۔

"آہل۔۔۔ ار سم۔۔۔ ار سم۔۔۔" نور نے آہل کا بازو ہلا کے آنسو قابو کرتے کہا تھا۔ عمار اور حمین کو جیسے ہی ہوش آیا وہ اس کے پیچھے بھاگے تھے۔ اور آہل نے نور کو صوفیہ بٹھا کے پانی پلایا۔

تبھی وہ خوش ہوتی سیڑھیاں اتر کے آئی۔ اور سب کو دیکھا۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟" امل بے خبر تھی۔ اور کبھی کبھی بے خبری اچھی ہوتی ہے۔

وہ تیزی سے اپنے آگے آنے والی گاڑیوں کو کراس کر رہا تھا۔ آنکھوں میں نمی کو اس نے بارہا پیچھے دھکیلا لیکن آنسو پھر بھی جگہ بناتے نکلے جا رہے تھے۔

"No, she is not my sister, she is my princess....."

"وہ تمہاری رضائی بہن ہے۔۔۔۔"

"ایسے تمہیں لے کے نہیں جاؤں گا۔۔۔"

"رضائی بہنوں کو بیوی نہیں بنایا جاتا۔۔۔" کانوں کو نا جانے کیا کیا سنائی دے رہا تھا۔

اس نے خود کے جذبات کو قابو میں کرنے کے لیے گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔ وہ خطرناک

حد تک تیز کار چلا رہا تھا۔

"صرف امل۔۔۔"

کچھ اور مانگ لو۔۔۔

"I wanna her...."

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ مانگو جو ڈیڈس پائیں۔۔۔۔"

"صرف امل۔۔۔ نتھنگ ایس۔۔۔۔" اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔



"حمین اسے کال کر۔۔۔" عمار اس کی کار کا پیچھا کرتا چیخا تھا۔ حمین بار بار اس کا نمبر ملا رہا تھا۔ اور وہ تھا کہ سپیڈ بڑھاتے آگے جا رہا تھا۔

"حمین کال ملا۔۔۔" اسے بول سپیڈ کم کرے۔۔۔" عمار کی جان نکل رہی تھی۔ حمین کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ بے جان ہاتھوں سے اس کا نمبر ملا رہا تھا۔

"نہیں اٹھا رہا۔۔۔" حمین نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہارمانی تھی۔

"ار سم۔۔۔" حمین نے بے بسی سے اسے پکارا۔

ار سم نے موبائل پہ ان کی کال آتے دیکھی تو اس نے چلا کے موبائل کار کی کھڑکی سے باہر پھینکا تھا۔

ایک دم اس کی کار نے جھٹکا کھایا اور بیچ سٹرک میں اس کی کار کا پیٹرول ختم ہوا۔

اس نے غصے سے سٹیئرنگ پہ ہاتھ مارا اور کار کا دروازہ کھول کے باہر آیا۔ عمار اور حمین بھی اپنی کار کا دروازہ کھول کے باہر نکلے تھے۔

"ار سم۔۔۔" وہ دونوں بھاگتے اس کے پیچھے ہوئے۔

"میرے پاس مت آئیں۔۔۔" ار سم مڑتا چیخا تھا۔

"ارسم وہ مذاق تھا۔۔۔" حمین اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہوتے بولا۔ ارسم کے پیر

زمین نے جکڑے تھے۔ "سچ۔۔۔" وہ ایک دم مڑ کے بے یقینی سے بولا۔

"ہاں وہ مذاق تھا، مذاق۔۔۔" حمین نے سانس لیتے کہا تھا۔

اور ارسم وہیں سڑک کے عین بیچ سجدے میں گرا تھا۔ شکر کا سجدہ، محبت کا سجدہ،

۔۔۔۔۔ عمار اور حمین اس سے تقریباً دس قدم کے فاصلے پہ تھے۔ اسے سجدے میں

گرے دیکھ حمین گھٹنوں کے بل سڑک پہ بیٹھا تھا۔ اگر ان لوگوں نے اس کی جان

نکال دی تھی تو کسرا رسم نے بھی نہیں چھوڑی تھی۔ عمار آنسو ضبط کرتا دوسری طرف

منہ کر گیا۔

اور حمین کی نظر ارسم سے کچھ دور آتے ٹرک پہ پڑی۔ "ارسم۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ

ارسم سجدے سے سر اٹھاتا ٹرک نے اسے ہٹ کیا تھا۔ حمین حواس باختہ اس کی طرف

دوڑتا عمار نے اسے کھینچا ورنہ وہ ٹرک حمین کو بھی ہٹ کر کے گزرتا۔ حمین نے اپنا آپ

عمار سے چھڑوایا۔ ارسم سڑک کے دوسری طرف اوندھے منہ گرا تھا۔ خون اس کے

قریب دیکھ کے حمین کو لگا اسے اگلا سانس نہیں آئے گا۔ تبھی شایان اور آہل کی گاڑی

بھی وہاں پہنچی۔ عمار اور حمین آنسو صاف کرتے اسے اٹھا رہے تھے۔ حمین نے اس کا

سر اپنی گود میں رکھا تھا۔

"ار۔۔۔س۔۔۔سم۔۔۔" آہل اور حمین تو جم گئے تھے۔ شایان اور عمار نے جلدی سے اسے اٹھا کے کار میں ڈالا۔ اور پھر وہ اسے ہسپتال لے کے گئے تھے۔



امل گود میں ہاتھ رکھے سن بیٹھی تھی۔ نور ذوہان کو کال کرنے کا کہہ رہی تھی۔ اور ذوہان تھا کہ کال کر کے تھک چکا تھا۔ لیکن کسی نے بھی اس کی کال نہیں اٹھائی۔ نینا، حور اور منال بھی صوفی پہ بیٹھی زیر لب دعا دہرا رہی تھیں۔ اور امل۔۔۔ اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اسے بس ابھی کے لیے سننا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔ آج بھی وہ مذاق کر رہا ہوگا۔ سب کے ساتھ۔ جیسے وہ کرتا آیا ہے۔ تبھی ذوہان کا فون بجا تھا۔ اس نے نور کو دیکھتے کال پک کی۔ اور جو خبر اسے ملی۔ وہ کھڑا کھڑا نور کا ہاتھ تھام گیا تھا۔

نور آہل کے سینے سے لگی کھڑی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ آہل نے اسے آئی سی یو کے باہر پڑی کر سی پہ بٹھایا تھا۔ حمین آئی سی یو کے دروازے کے پاس خاموش کھڑا نیچے زمین پہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔ عمار اس سے تھوڑے فاصلے پہ وائٹ ٹرٹ پہ خون کے دھبے تھے۔ وہ بھی اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔ جبکہ عورتوں میں صرف نور تھی جو ہسپتال لائی گئی تھی۔

ذوہان دروازے سے اسے دیکھتا تھک چکا تھا۔ سامنے ہی وہ بیڈ پہ ڈاکٹرز کے نرنے میں بے ہوش لیٹا تھا۔ یہاں ہسپتال کے سارے انتظامات ارمان اور شایان دیکھ رہے تھے۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ ارسم کو یاد کر رہے تھے۔ جو اندر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔

(آج سے بے وفاؤں کی لسٹ میں حمین شایان آفندی بھی شامل ہے،

شکل تو تیری بھی ایسی نہیں کہ کوئی کرایے پہ دے۔ میرا جگر ادیکھ تجھے بہن دے رہا

ہوں،

میرا پاس ایک نیوز ہے،

اور میں میر تقی میر (۔۔۔۔) حمین کو وہ ہر جگہ، ہر بات یاد آرہی تھی جو اس نے پل ار سم

کے سنگ بتائے تھے۔

(لو اب وہ ٹینشن کی دکان بھا بھی بن کے یہاں آفندی ہاؤس آجائے گی،

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔

میری ڈار لنگ کو رلا دیا آپ نے،

خون پیلا ہو رہا ہے ان کا،

برو مجھے بھی شادی کرنی ہے)۔۔۔ عمار کے کان میں اس کی باتیں گونجی تو اس نے کرب

سے آنکھیں بند کیں تھیں۔

(روک لے،

میں بھا بھی کو بتا رہا تھا تم انہیں یاد کرو گے،

یہ تمہاری کزن تمہیں کیوں گھور رہی ہے،

دال میں کچھ کالا کالا ہے،

نہیں گئی وہ،

تیرے تو اچھے بھی جائیں گے، (ذوہان سے کوئی پوچھتا ارسم آہل آفندی کی قدر۔۔۔

"یا اللہ ارسم۔۔۔" تینوں نے ایک ساتھ آنکھیں بند کر کے اللہ کو پکارا تھا۔

"اس کو زندگی دے دے اللہ۔۔۔ اسے کچھ ہوا تو میں خود کو معاف نہیں کر پاؤں

گا۔۔۔" حمین نے اللہ کو دل سے پکارا تھا۔ اور دلوں کی ہی تو وہ سنتا ہے۔

وہ ماہی کی گود میں سر رکھے جائے نماز پہ لیٹی تھی۔ "ماہی اللہ سے بولیں۔۔۔ پلیز اللہ سے کہیں وہ ارسم کو ٹھیک کر دے، ماہی۔۔۔" منال نے اس کی گود میں منہ چھپاتے روتے کہا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا میری جان۔۔۔ اللہ سے مانگو اس کی زندگی۔۔۔ وہ سنتا ہے۔۔۔" ماہی نے اسے اپنے سامنے بٹھاتے سمجھایا۔ حور بھی پاس ہی جائے نماز پہ بیٹھی ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہی تھی۔ اور امل سجدے میں تھی۔

"اللہ۔۔۔" امل نے سجدے میں اللہ سے کچھ نہیں کہا۔ نا کچھ مانگا۔۔۔ نارسم کی زندگی، نا اس کی سلامتی۔۔۔ الفاظ تھے کہ مل نہیں رہے تھے، دعا تھی کہ لبوں پہ آ نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ تو بنا ہلے لبوں کی بولیاں سمجھ لے، بنا بولے دل کی آواز سن لے۔۔۔ سجدہ اللہ کا پسندیدہ عمل۔ اور امل نے اللہ کو راضی کرنے کو سجدہ کر لیا۔۔۔ اور کچھ وہ کر نہیں پائی تھی۔

"سوری۔۔۔ بٹ آپ کا پیشنٹ رسپانس نہیں کر رہا۔" ڈاکٹر نے ماسک اتار کے مایوسی سے کہا۔ پورے تین گھنٹے بعد انہیں ملا بھی تو یہ سننے کو کہ ارسم رسپانس نہیں کر رہا۔ "ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن مریض۔۔۔ وہ کسی بھی میڈیسن پہ رسپانس نہیں کر رہے۔۔۔" حمین کے کان ڈاکٹر کی بات سن کے سائیں سائیں کرنے لگے۔

ذوہان نے عمار کو تھامتا تھا جو کہ ڈاکٹر کی سن کے گرنے والا ہو چکا تھا۔

"ڈاکٹر۔۔۔ مجھے ملنا ہے اپنے بیٹے سے۔۔۔" آہل کے کہنے پہ ڈاکٹر مڑا۔

"He is in critical situation... Sir.."

ڈاکٹر نے تنبیہ کیا تھا۔

"سر پلیز۔۔۔ صرف دو منٹ۔۔۔" آہل نے منت کی تھی۔

"اوکے کم ودی۔۔۔" ڈاکٹر اسے لیے آئی سی یو کی طرف بڑھے۔



آہل چلتا ہو اس کے قریب آیا تھا۔ مشینوں میں اسے جکڑا دیکھ کے آہل کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔ "میری جان۔۔۔" آہل نے اس کا ماتھا چومتے کہا۔

"وہ سب مذاق تھا۔ یار۔۔۔ کیوں جان نکال رہے ہو۔۔۔" آہل اس پہ جھکا کہہ رہا تھا۔ آواز میں نمی گھل گئی تھی۔ ڈاکٹر ز اور نرسیں اسے سائیڈ پہ کھڑے دیکھ رہے تھے۔

"ڈیڈ کا وعدہ ہے۔۔۔ جیسے ہی تمہیں ہوش آئے گا۔۔۔ اہل سے تمہارا نکاح میں خود کرواؤں گا۔" اس کے کان کے قریب جھک کے آہل نے وعدہ کیا تھا۔

"اور یاد رکھنا۔۔۔ آہل آفندی اپنے وعدوں سے نہیں مکتا۔۔۔" اس کی پیشانی پہ اپنی پیشانی ٹکا کے اس نے ارسم کو یقین دہانی کروائی تھی۔ اور باہر کی طرف چل پڑا۔

ڈاکٹر ز کو سامنے بیڈ پہ لیٹے ارسم آہل آفندی پہ رشک آیا تھا۔



اور پورے 8 گھنٹے انہیں ستانے کے بعد بالآخر اسم آہل آفندی ہوش میں آ گیا تھا۔ وہ باہر کھڑے کھڑے تھک چکے تھے۔ لیکن جب ڈاکٹر نے آ کے انہیں یہ اطلاع دی کہ اسم کو ہوش آ گیا ہے زندگی کی ایک نئی لہر ان سب میں دوڑ گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایک منٹ۔۔۔" وہ سب اندر کی طرف بڑھنے لگے تو نرس نے انہیں روکا۔ وہ حیرت سے نرس کو دیکھنے لگے۔ "پیشینٹ چاہتے ہیں کہ بس آہل آفندی اندر آئیں۔۔۔"۔۔۔

نرس کہہ کے باہر جا چکی تھی۔ اور آہل نے عمار، حمین اور ذوہان کے ستے ہوئے چہرے دیکھے۔

"جائیں ڈیڈ۔۔۔" عمار نے ہلکا سا مسکرا کے آہل سے کہا۔ آہل سر ہلاتا اندر چلا گیا۔ اور وہ تینوں ہارے ہوئے کر سیوں پہ ڈھ گئے۔ نور کو انہوں نے کچھ دیر پہلے ہی شایان کے

ساتھ گھر بھیجا تھا۔

آہل پانچ منٹ تک باہر آیا تھا۔ "حمین جاؤ گھر والوں کو لے آؤ۔۔ خاص کرا مل کو۔۔"  
 "آہل نے حکم صادر کیا۔ ان تینوں نے حیرت سے آہل کو دیکھا۔  
 "وہ کہہ رہا ہے جب تک اس کا امل سے نکاح نہیں ہو جاتا وہ گھر نہیں جائے گا۔۔"  
 عمار کو دیکھتے آہل نے وضاحت کی۔ "کھسک گیا ہے کیا؟" عمار نے حیرت سے پوچھا  
 تھا۔ "چوٹ دماغ پہ تو نہیں لگ گئی" ذوہان نے پریشانی سے پوچھا۔ آہل نے دونوں کو  
 گھورا تھا۔ اور حمین سر ہلاتے آہل کے حکم کی تکمیل کو چل پڑا۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں امل سمیت تمام گھر والے آچکے تھے۔ ارسم بیڈ پہ سرہانے سے  
 ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔ اور سب عورتیں اس کے صدقے واری جا رہی

تھیں۔ جبکہ عمار، حمین اور ذوہان اسے مسلسل گھور رہے تھے۔ لیکن ارسم تمام عورتوں سے تو مل چکا تھا لیکن وہ ان تینوں کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

پھر کچھ ہی دیر میں تمام عورتوں اور لڑکیوں کو آہل ہسپتال کے ایک کمرے میں لے گیا کیونکہ اسے سب کو ابھی نکاح کے لیے منانا بھی تھا۔

اب وہ تینوں ہی ارسم کو گھور رہے تھے۔

"بچپن سے لے کے جوانی تک۔۔۔ ہم تیرے فضول سے آئیڈیاز کے پیچھے زلیل و خوار ہوتے آئے ہیں۔۔۔" عمار ارسم کی طرف بڑھتا بولا تھا۔ ارسم بیڈ پہ بیٹھا اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو گھور رہا تھا۔

"ہمیشہ تیری 2 ٹکے کی پلاننگ ہوتی اور پھر ہم سب پھنتے۔۔۔" حمین نے بھی دانت پیستے کہا۔

"اور اس بار پہلی دفعہ۔۔۔ پہلی دفعہ ہم نے تیرے ساتھ تیرے جیسا گھٹیا مذاق کیا۔۔۔" ذوہان نے بھی اپنا غصہ نکالا تھا۔

"اور سالے صاحب سیدھا ہسپتال ہی پہنچ گئے۔۔۔" حمین نے طنز کا تیر پھینکا تھا۔

"یاد کرو وہ وقت جب تو نے کہا تھا کہ حور نے مجھ سے شادی کرنے کے لیے شرط رکھی ہے۔۔۔" عمار ارسم کے جھکے سر کو دیکھتا بولا۔

"اور وہ وقت جب تو نے مجھے کہا کہ منال نے مجھ سے شادی کرنے سے منع ہی کر دیا۔۔۔" حمین کو بھی اپنا وقت یاد آ گیا تھا۔

"اور میری دفعہ تو۔۔۔ تو نے پورے خاندان میں نشر کر دیا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ مایا واپس جائے۔۔۔" ذوہان بھی اس کے قریب آتے بولا۔ اب تینوں اس کے بیڈ کے گرد کھڑے اسے گھور رہے تھے۔ ارسم نے سر ابھی بھی نہیں اٹھایا تھا۔

"8 گھنٹے۔۔۔ 8 گھنٹے ہم سولی پہ لٹکے ہیں ارسم" عمار نے اسے احساس کروایا تھا۔

"گھر کی ساری عورتیں رورو کے پاگل ہو چکی تھیں۔۔۔" حمین جانتا تھا وہ گھر کی عورتوں کے لیے بہت جذباتی تھا۔ اس بات پہ ارسم نے گردن اٹھا کے ان تینوں کو دیکھا۔ "خبردار، یہ رونی صورت بنائی ہمارے سامنے۔۔۔" اس کے آنسو نکلنے والے تھے یہ دیکھ عمار کو غصہ آیا تھا۔

"غلطی آپ تینوں کی تھی۔۔۔" وہ بچوں کی طرح اپنا منہ صاف کرتا بولا تھا۔

"جس لڑکی کو میں بیوی بنانے کے خواب لیے گھوم رہا تھا آپ لوگوں نے اسے میری بہن ہی بنا دیا۔۔۔ شکر کریں آپ لوگ۔۔۔ مر نہیں گیا۔۔۔ زندہ ہوں۔۔۔" اس نے ان تینوں کو دیکھتے صفائی دی تھی۔

"اوہیلو۔۔۔ عاشق کی اولاد۔۔۔ وہ مذاق تھا۔۔۔" حمین نے اسے جزباتی ہوتے دیکھ کہا تھا۔

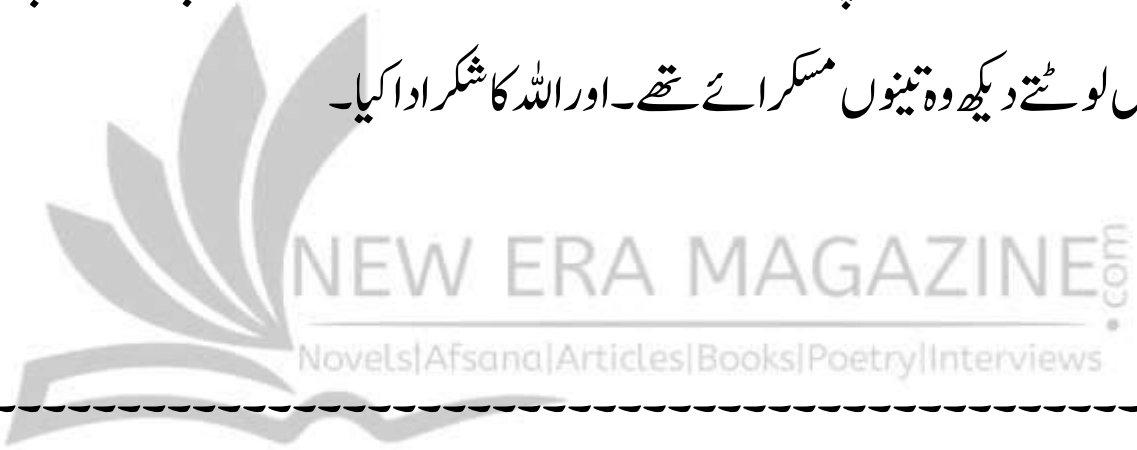
"ہاں تو مجھے کیا پتہ۔۔۔" ارسم نے ہونٹ باہر کو نکالتے صفائی دی۔ جانتا تھا جتنا وہ پریشان ہو چکے تھے اب فرسٹریشن اس پہ ہی نکلی تھی۔

"یار۔۔۔" حمین نے اپنے بال پیچھے کیے۔ "یہ سر پہ پٹی نابندھی ہوتی نا۔۔۔ تو وہ گلدان نظر آرہا ہے۔۔۔" حمین نے اس کے سر پہ بندھی پٹی کی طرف اشارہ کرتے گلدان کی طرف اشارہ کیا۔ ارسم نے اس کی انگلی کے اشارے پہ فوراً سر ہلایا۔

"وہ مار کے تیرا سر پھاڑ دینا تھا میں نے۔۔۔" حمین نے کہا تو ارسم مسکرایا تھا۔ حمین اسے مسکراتا دیکھ اس کی طرف بڑھا اور اسے گلے سے لگایا تھا۔

"ذلیل انسان۔۔۔ ڈر گئے تھے ہم۔۔۔" حمین نے اسے گلے لگا کے کہا تو عمار اور ذوہان بھی اس کی طرف بڑھے۔ اور اسے گلے لگایا تھا۔

"ہائے مجھے سانس نہیں آرہا۔۔۔" ارسم نے اوپر کو منہ نکالتے کہا تھا۔ "او ظالموں۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مجھے ابھی کنوارہ ہوں میں۔۔۔ یار میری شادی بھی نہیں ہوئی۔۔۔" ان کو پیچھے دھکیلتے وہ ڈرامہ بازی کرتا بولا تھا۔ اور اسے اپنے ازلی روپ میں لوٹتے دیکھ وہ تینوں مسکرائے تھے۔ اور اللہ کا شکر ادا کیا۔



ارسم آہل آفندی انوکھا اور اس کے کام اس سے بھی زیادہ انوکھے۔ اس نے ضد کر کے امل کو دلہن بنوایا اور عمار لوگوں سے اپنی شیر وانی منگوائی اور خود وہ ہسپتال میں تیار ہوا۔ اس کی چوٹ کی وجہ سے سب اس کا لحاظ کر رہے تھے اور وہ اسی بات کا پورا پورا فائدہ اٹھا

رہا تھا۔ حمین، عمار اور ذوہان تو اس کی شوخی پہ بس اسے گھور ہی رہے تھے۔ وہ دانت نکالتا ان سے اپنی منوار ہا تھا۔ اور پھر ہسپتال کے عملے، ڈاکٹرز، نرسوں اور گھر والوں کے نرنے میں ار سم نے امل کو سامنے بٹھا کے قاری کے پوچھنے پہ قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے کہہ کے امل شایان آفندی کو اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔ عورتیں تو ار سم کی خوشی پہ خوش تھیں۔ اور مرد عورتوں کی خوشی میں خوش تھے۔

سب نرسیں اور ڈاکٹر ار سم کو مبارک باد دے رہے تھے۔ اور وہ خوشی سے ٹمٹماتے چہرے سمیت سب سے گلے مل رہا تھا۔

"خوش ہو؟" آہل نے اسے گلے لگا کے پوچھا۔

"پتہ ہے خوشی کیا ہے۔۔۔" اس نے آہل کے کان کے قریب ہو کے پوچھا۔

"کیا؟" آہل نے حیرانگی سے پوچھا۔

"امل کار سم کی محرم بن جانا۔۔۔۔۔" وہ آہل کی طرف دیکھ کے مسکراتا بولا تھا۔ سب

گھر جا چکے تھے کیونکہ سب کو اس کے استقبال کی تیاری کرنی تھی۔ ار سم اور آہل ہی

تھے وہاں۔ آہل اس کو خوش دیکھ کے مسکرایا۔



وہ دونوں مین گیٹ پہ کھڑے تھے۔ اور نور ان دونوں کا صدقہ اتار رہی تھی۔ ارسم کے سر پہ پٹی تھی اور وہ دولہا بنا کھڑا تھا۔ اور ساتھ امل۔۔۔۔۔ صدقہ اتار کے نور نے پیسے وہاں موجود ملازمین کو دے دیئے۔

اور پھر انہیں لاؤنج میں ہی بٹھایا گیا۔

حمین، عمار اور ذوہان ارسم کو گھیرے بیٹھے تھے۔ جیسے وہ تو اٹھ کے بھاگ ہی جائے گا۔ اور ارسم بے چارہ رونی صورت لیے کمرے میں جانے کو بے تاب تھا۔ اس نے ہسپتال میں ہی کہہ دیا تھا اسے امل اپنے کمرے میں چاہیے۔ ولیمہ بعد میں جیسے مرضی دھوم دھام سے ہو۔۔۔ اسے فرق نہیں پڑتا۔

گھر آ کے سب عورتیں چونکہ تھک چکی تھیں تو وہ سب تو امل کو ارسم کے کمرے میں

پہنچا کے اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں۔ لیکن لڑکے ارسم کو چھوڑنے کے موڈ میں  
ہر گز نہیں تھے۔

"ارسم کچھ سنا ہی دے یار۔۔۔" ذوہان نے اسے زچ کرنا چاہا۔ "گالیاں سنا دوں؟" وہ  
تپا بیٹھا تھا۔

عمار اور حمین نے مسکراہٹ دبائی۔ "چل یار آج ہمارے ساتھ سو جا۔۔۔" عمار نے  
اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ "یار آپ لوگ اپنے کمروں میں جاؤ۔۔۔ آپ کی بیویاں انتظار  
کر رہی ہوں گی۔۔۔" ارسم نے انہیں اکسایا تھا۔  
"نا کر یار۔۔۔ تو موت سے لڑ کے آیا ہے۔۔۔ تجھے اکیلا چھوڑ کے کیسے جاسکتے ہیں۔۔۔"  
"حمین نے جذباتی ہوتے کہا۔

"دور ہو کے بیٹھ۔۔۔" ارسم نے اسے پرے دھکیلا۔ اور پھر وہ تینوں اس پہ ہنسنے۔۔۔  
ہمیشہ وہ ایسے کرتا تھا۔ آج وہ تینوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ اور بالآخر 2 بجے انہوں نے  
اس کی جان خلاسی کی۔ وہ بھاگا تھا اپنے کمرے کی طرف۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو منال سامنے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اور حمین کو حیرت ہوئی۔ وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔

"ابھی تک جاگ رہی ہو؟" وہ صوفے پہ اس کے قریب آتے حیرت سے پوچھ بیٹھا۔

"آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔" منال نے جمائی روکتے کہا تھا۔

"یار وہ۔۔۔ ہم ارسم کو تنگ کر رہے تھے۔ وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔" وہ شرمندہ ہوا تھا۔

“It’s ok...”

منال کو وہ شرمندہ بالکل اچھا نہیں لگا۔

"سور۔۔۔" اس سے پہلے کے وہ سوری بولتا منال فوراً پلٹی تھی۔ "حمین۔۔۔" اس

کے لبوں پہ ہاتھ رکھ کے لفظ کو اس کے ہونٹوں پہ ہی روک دیا گیا تھا۔  
 "بالکل اچھا نہیں لگے گا میرے ہیرو کے منہ سے سوری۔۔۔" وہ خفگی سے بولی تھی۔  
 حمین شایان آفندی اس کے انداز پہ حیران ہوا تھا۔

"اچھا۔۔۔ جی۔۔۔ تو کیا اچھا لگتا ہے آپ کے ہیرو کے منہ سے۔۔۔" ہلکا سا اس کی  
 طرف جھک کے حمین نے ہاتھ کمر پہ باندھتے آنکھوں میں الوہی چمک لیے پوچھا تھا۔  
 "جب وہ ایک آبرو اچکا کے غرور سے کہتا ہے۔۔۔ حمین شایان آفندی اور سوری؟..  
 کچھ جچا نہیں۔۔۔" منال نے بالکل اس کے انداز میں اس کی بات دہرائی تو حمین نے نچلا  
 لب ہونٹوں تلے دبا کے اپنے قمقمے کا گلا گھونٹا۔

"کیا میں بھی اتنا ہی پیارا لگتا ہوں ایسے بولتے؟" حمین نے منال سے پوچھا تھا۔ وہ ایک  
 دم تھوڑا سا پیچھے ہوتی شرمائی۔

“more

سے بھی زیادہ۔۔۔"

منال نے اعتماد سے کہا تھا۔ اور اس بار حمین نے قہقارو کنے کی زحمت بھی نہیں کی۔"

مجھے مغرور کر رہی ہو مسز۔۔۔" اسے اپنے حصار میں لیتے وہ مغرور لہجے میں بولا۔  
 "حمین آفندی کا بنتا بھی ہے۔۔۔" اس نے حمین کا گریبان صیح کرتے کہا۔ حمین نے  
 اس کے بالوں پہ بوسہ دیا تھا۔ سارے دن کی تھکان، پریشانی اسے دیکھتے پل میں زائل  
 ہوئی تھی۔



وہ سر ٹاول سے صاف کرتا و اش روم سے نکلا تو سامنے ہی امل صوفے پہ اوپر کوٹا نکلیں  
 کیے پاپ کارن کھاتے مگن سے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔  
 اس نے مسکراتے اسے دیکھ کے ٹاول بیڈ پہ پھینکا تھا۔  
 "ہز بینڈ۔۔۔۔۔" امل وہیں سے چیخنی تھی۔  
 "جی وانٹی۔۔۔" وہ فوراً حاضر تھا۔

"اٹھائیں اسے۔۔۔" اس نے ناک منہ چڑھاتے ٹاول کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"وائف کے کرنے والے کام ہیں یہ۔۔۔" ارسم نے ٹاول اٹھا کے اس کی جگہ پہ رکھا۔

اس نے جان بوجھ کے ایسے کیا تھا۔ تاکہ امل کا دھیان ٹی وی سے ہٹ کے اس پہ ہو جائے اور وہ ہمیشہ کی طرح اپنی پلاننگ میں کامیاب رہا تھا۔

"ہاں تو کس نے کہا تھا کم عمر وائف لائیں۔۔۔۔" وہ اسے اپنی کم عمری کا طعنہ دے گئی۔

"دوسری لے آؤں؟" ارسم نے ڈریسنگ کے سامنے کھڑے بال بناتے اسے شیشے سے ہی دیکھتے کہا تھا۔

"آپ کو لڑکی کون دے گا اب؟" امل نے اسے سیریس بالکل نہیں لیا تھا۔

ارسم کا منہ کھل گیا اس کی بات پہ۔

"چاہوں تو تین تین سوتن لاکے بٹھاسکتا ہوں آپ پہ وائف۔۔۔" وہ بھی ارسم آہل

آفندی تھا۔ دوسروں کو زچ کرتا تھا۔ زچ ہونا اس کی روایت میں شامل نہیں تھا۔

"کم آن ڈارلنگ۔۔۔۔ جاگتے میں خواب نہیں دیکھتے۔۔۔" امل نے ناک سے مکھی

اڑائی تھی۔

"سوتے میں دیکھ لوں؟" اس کی طرف گھوم کے ارسم نے دلکش انداز میں اجازت چاہی تھی۔

"شیور۔۔۔ ہز بینڈ۔۔۔ لیکن دھیان سے۔۔۔ کہیں خواب میں آپ کی دوسری وائف کا مرڈر نا ہو جائے۔۔۔" اس کے قریب آتے امل نے دھمکی دی تھی۔ ارسم نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"امل ارسم آفندی۔۔۔ بہت تیز ہو۔۔۔" اسے خود سے لگاتے ارسم نے داد دی تھی۔ "فری مت ہو۔۔۔ سونا ہے مجھے۔۔۔ چلیں۔۔۔" اس کو پیچھے کرتے امل نے اس کا بازو تھاما اور اسے بیڈ کی طرف کھینچا۔

"فری ہونے کب دیتی ہو۔۔۔" ارسم نے صرف دل میں کہا تھا۔ اور پھر وہ اپنی پرنسز کے ہمیشہ کی طرح اپنی گود میں اس کا سر رکھ کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔ اور کچھ دیر بعد ہی وہ سو گئی تھی۔

"شکریہ۔۔۔ امل ارسم آفندی۔۔۔ زندگی کو اتنا پیارا بنانے کے لیے۔۔۔" اس کے

ماتھے کو چومتے اس کا سر سرہانے پہ منتقل کرتے ارسم نے روز کی طرح شکر ادا کیا تھا۔

وہ عشاء کی نماز کے بعد جائے نماز پہ ہی بیٹھے تھے۔ حور نے جھک کے اپنا سر عمار کی گود میں رکھ لیا۔ عمار مسکرایا تھا۔ "کیا مانگا۔۔۔؟" حور نے عمار سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں مانگا۔۔۔ سب کچھ تو ہے میرے پاس۔۔۔ صرف اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔" اس نے پیار سے جواب دیا۔

"سب کچھ نہیں ہے ابھی۔۔۔" حور اٹھ کے بیٹھتی بولی۔ عمار نے حیرت سے دیکھا۔  
 "کس چیز کی کمی ہے محترمہ۔۔۔" عمار اور حور دونوں نے اپنی اپنی جائے نماز اٹھائی تھی۔

"بے بی گرل چاہیے مجھے۔۔۔" حور نے حجاب کھولتے آنکھیں بند کرتے معصومیت



سے کہا۔

عمار اس کی معصومیت پہ مسکرایا۔

"وہ بھی اللہ دے دے گا۔۔۔" عمار نے پر امید لہجے میں کہا۔ "ان شاء اللہ۔۔۔" حور نے بالوں کو کنگھی کرتے کہا تھا۔

"لیکن بے بی بوائے ہو اتو؟" ایک دم عمار نے پوچھا۔

تھا۔ "وہ تو اللہ کی منشاء ہے۔ رحمت سے نوازے یا نعمت سے۔۔۔ لیکن میں دعا کرتی ہوں پہلے بیٹی دے اللہ جی۔۔۔" وہ بیڈ پہ آ کے بیٹھتی بولی۔

"عجیب۔۔۔ میں نے زیادہ تر لڑکیوں کو پہلے بیٹے کی خواہش کرتے دیکھا ہے۔۔۔" عمار حقیقتاً حیران ہوا تھا۔

"شاید ان لڑکیوں نے حدیث نہیں سنی ہوگی۔۔۔ مبارک ہے وہ عورت جس کے ہاں پہلی اولاد بیٹی پیدا ہو (منہوم)۔۔۔" وہ وضاحت کر گئی تھی۔

عمار نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔

"میرے جیسے ہوگی وہ۔۔۔" عمار نے خوش ہوتے کہا۔ "بالکل بھی نہیں۔۔۔ وہ مجھ

پہ جائے گی۔۔۔ "حور نے فوراً ٹوکا تھا۔

"بیٹا تم پہ چلا جائے۔۔۔ لیکن بیٹی مجھے میرے جیسی چاہیے۔۔۔" عمار کے لہجے میں  
آس تھی۔

"عمار ہماری لڑائی ہو جائے گی۔۔۔ اس بات پہ۔۔۔" حور نے انگلی اٹھا کے وارن کیا  
تھا۔

"سوری۔۔۔" وہ فوراً ہاتھ کھڑا کر گیا۔

"ہم دونوں جیسی ہو گی وہ۔۔۔" وہ صلح کرنے والے انداز میں بولا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔۔" حور مان گئی تھی۔ اس کے اتنی جلدی مان جانے پہ عمار مسکرایا  
تھا۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو کمر خالی منہ چڑھا رہا تھا۔ اسے کوفت ہوئی تھی۔ وہ

باہر کی طرف ہولیا۔ سامنے سے ہی حور آتی دکھائی دی۔

"بھابھی جی۔۔۔" ارسم نے شرارت سے اسے مخاطب کیا۔ "جی دیور جی۔۔۔" وہ بھی اسے کے انداز میں گویا ہوئی۔ "اپنی دیورانی کو تو بھیج دیں پلیز۔۔۔" اس نے شیریں لہجہ اپنایا۔

حور نے نفی میں سر ہلایا۔

"شیور۔۔۔" وہ اسے کہتی مڑ گئی۔ اور ارسم اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ سیڑھیاں اتر کے کیچن کی طرف بڑھی تھی۔ جانتی تھی امل وہاں ہی ہوگی۔ اور وہ وہیں تھیں۔

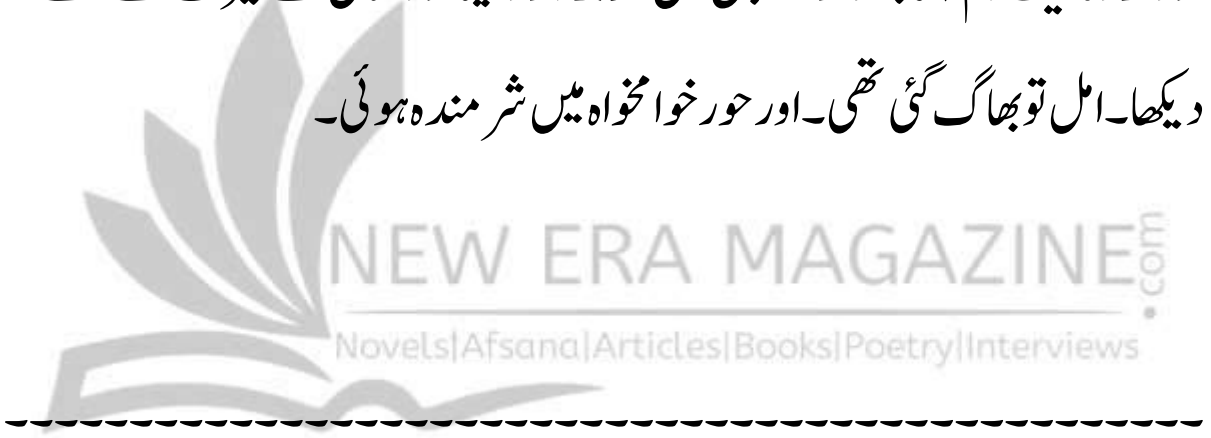
"دیورانی جی۔۔۔" اس کے قریب جا کے حور نے کان کے قریب سرگوشی کی۔ کیونکہ ساری عورتیں موجود تھیں۔

"جی جیٹھانی جی۔۔۔" امل بھی اس کی طرف جھک کے رازدارانہ سا بولی۔

"دیور جی یاد کر رہے ہیں آپ کو۔۔۔" شیلف سے سبزی کی ٹوکری سے گاجراٹھا کے کھاتے حور نے کہا۔ "ایک تو آپ کے دیور سے میں بہت تنگ ہوں۔۔۔" امل نے منہ

بنایا تھا۔ اور حور اس کے منہ بنانے پہ مسکرائی۔ " چار دن کی چاندنی پھر وہی اندھیری رات۔۔۔۔ " حور نے شیف سے ٹیک لگائی تھی۔

" جو آپ کے دیور کا حساب ہے نا۔۔۔ چاندنی ہی رہنی ہے۔۔۔ اندھیری رات کے چانسز کم ہی نظر آرہے۔۔۔ " امل اس کے قریب جھک کے شرارت سے بولی تھی۔ اور حور کا ایک دم قہقہا بلند ہوا۔ کیچن میں موجود نور، نینا اور منال نے حیرت سے اسے دیکھا۔ امل تو بھاگ گئی تھی۔ اور حور خواخواہ میں شرمندہ ہوئی۔



وہ سیڑھیاں اترتا آ کے خفگی سے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ آہل، شایان، حمین اور عمار پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ وہ آج احمد ہاؤس ذوہان کے نکاح کے لیے جا رہے تھے۔ "کیا ہوا؟" اس کے ڈراموں سے واقف ہونے کے باوجود بھی آہل نے اس سے پوچھنے کی غلطی کر

دی تھی۔

"بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے اب۔۔۔" ارسم نے پختہ لہجے میں کہا۔ "کس چیز کا؟"  
حمین نے پوچھا تھا۔ "وہ ایسے کیسے کر سکتی ہے۔۔۔" ارسم نے بات کا جواب دینے کی بجائے اپنی ہانکنا شروع کر دی۔

"کون۔۔۔ کیا کر سکتی ہے؟" عمار بھی الجھا تھا۔

"میری بیوی۔۔۔ مجھ سے زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔۔۔" عین ان سب کے قریب جھک کے ارسم نے کہا اور وہ جو سب پتہ نہیں کیا سمجھ رہے تھے اس کی بوئگی پہ سب نے اس پہ لعنت بھیجی تھی۔

اور یک بعد دیگر ان سب کی بیویاں جب تیار ہو کے اتر کے آئیں تو ان سب کا ارسم والا حال تھا۔

وہ کیسے اتنی پیاری لگ سکتی تھیں۔ ارسم نے ان سب کو دیکھ کے مردوں کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ اب پتہ چلا۔

"میری بیوی کو تو نظر لگ جائے گی۔۔۔" آہل نے سرگوشی کی۔ "میری والی کو

بھی۔۔۔ "شایان بھی بولا تھا۔" اور میری والی کو بھی۔۔۔ "حمین نے جیسے ہارمانی تھی۔ اور پھر وہ اٹھے۔ ارسم مسکرایا اس سب کو دیکھ کے۔ عورتیں حیرانگی سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ پانچوں نے اپنی اپنی بیوی کو سامنے کھڑا کر کے ارسم آہل آفندی والا کام کیا تھا۔ زیر لب دعا پڑھ کے اس سب کے پھونک ماری۔ تاکہ انہیں نظر نا لگ جائے۔ اور بیویوں کے چہروں پہ شرمیلی مسکراہٹ نے ڈیرا ڈالا۔



وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ ہمیشہ کی طرح سارا تیار ہو کے کوٹ ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ ماہی مسکرائی تھی اور پھر اس کی طرف بڑھی۔ اس سے کوٹ لے اسے پہنایا تھا۔ ارمان نے مرر سے اس کا اور اپنا عکس دیکھا۔ وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح پرو قار لگ رہی تھی۔ ریڈ اور گولڈن ساڑھی، بالوں کو جوڑے میں باندھ کے کچھ شریر لٹیں اس کی گال کو چھو رہی تھیں۔ ماہی نے اسے کوٹ پہننے کے بالوں کی ایک لٹ کو کان کے پیچھے

کیا۔ ارمان نے مڑ کے اس کی لٹ کو پھر سے آگے کیا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکراتی اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔" اس کے گرد حصار باندھتے ارمان نے کہا۔ "جانتی

ہوں۔۔۔" ہمیشہ والا جواب حاضر تھا۔

"آہم۔۔۔ آہم۔۔۔" دروازے پہ ذوہان نے دستک دے کے کھانسی کرتے اپنی

موجودگی کا احساس کروایا تو ماہی ایک دم مان سے دور ہوئی۔

"ڈسٹرب کر دیا کیا۔۔۔" ذوہان شرارتی انداز سے بولا۔ "ایسا ویسا۔۔۔" ارمان نے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے ڈھیٹ کیا۔

"سوری۔۔۔" وہ اندر آتا کان کو ہاتھ لگا گیا۔

ماہی نے مان کو گھورا تھا۔ ماہی نے ذوہان کو دیکھا۔ وائٹ کرتے پہ براؤن چادر گلے میں

دونوں سرے لٹکائے، بلیک پشاوری چپل پہنے، وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ

رہا تھا۔

"میرا چاند۔۔۔" ماہی نے اس کا ماتھا چومتے کہا۔

"سار اپیار چاند کے لیے ہی؟" مان نے ماہی کو چھیڑا۔ "کتنا پیار الگ رہا ہے۔ وہ۔۔۔"

ماہی نے ذوہان کی طرف اشارہ کر کے مان کو کہا۔

"اس کا باپ بھی پیار الگ رہا ہے۔۔۔" مان کو کہاں برداشت تھا وہ اس کے سامنے کسی اور کو اہمیت دے۔ "مان آپ کا اللہ ہی حافظ ہے۔۔۔" ماہی نے کہتے ذوہان کا بازو پکڑا۔ "او بھئی چل تو اپنی لے کے آ۔۔۔ آج بیوی۔۔۔ یہ میری والی پہ قبضہ نا کر۔۔۔"

"ارمان نے اس کا ہاتھ ذوہان کے ہاتھ سے چھڑواتے ماہی کو چھیڑا۔ "آپ۔۔۔"

ماہی اسے کچھ کہنے لگی تو وہ اسے دیکھتا مسکرانے لگا۔

ماہی پیر پٹختی باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"کتنی پیاری لگتی ہے نا وہ غصے میں۔۔۔" ارمان نے اسے غصے سے باہر جاتے دیکھ ذوہان سے تصدیق چاہی۔ "ماہی صبح کہتی ہیں۔ آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔" ذوہان ہنستا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"ان ماں بیٹے کو قدر ہی نہیں ہے میری۔۔۔" ارمان بھی اس کے پیچھے جاتے بڑبڑایا تھا۔



سب مرد حضرات لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ نکاح کی تقریب ہو چکی تھی۔ اب وہ سب ایک دوسرے کو تنگ کرنے میں لگے تھے۔ "بھائی دانت اندر کر لے۔۔ مانا کہ تیرا نکاح ہوا ہے لیکن جتنے یہ باہر آ رہے۔۔ گر ہی نا جائے کہیں۔۔" ارسم نے ذوہان کو مسلسل ہنستے دیکھ ڈھیٹ کیا تھا۔

"مہرین سعید نے اچھا نہیں کیا تجھے بچا کے۔۔ مار دیتی اچھا تھا۔۔" حمین نے ارسم پہ تیر پھینکا۔

"اوہیلو۔۔ میری فین گرلز کا پتہ ہے؟ مہرین سعید کو ڈی ایم میں آ کے مارتی وہا گر میں مر جاتا تو۔۔۔" ارسم نے شیخی بگھاری۔

"مرے ارسم آہل آفندی کے دشمن۔۔۔" وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے حمین کو دیکھ

کے بولا۔

"جن فین گرلز پہ تو چہک رہا ہے وہ اگلاناول آتے ہی تجھے بھول جائیں گیں برو۔۔۔"

ذوہان نے لقمہ دیا تھا۔

"ارسم آہل آفندی بھی کوئی بھولنے والی چیز ہے۔۔۔" اس نے غرور سے کہا تھا۔ "سر پہ سوار ہو جانے والوں میں سے ہوں میں۔۔۔" ارسم کو اپنی تعریف کا موقع ملا۔ وہ شروع ہی ہو چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ دیکھ۔۔۔ ہمارا موڈ خراب نا کر۔۔۔" عمار نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

"کچھ اچھا سا گادے۔۔۔" ذوہان نے فرمائش کی۔ ان سے کچھ فاصلے پہ عورتیں کچھ بیٹھیں تھیں، کچھ کھڑی تھیں۔

ارسم نے اس کی فرمائش پہ دور کھڑی امل کو دیکھا۔

سب متوجہ ہو گئے تھے ارسم کی طرف اور پھر وہ اپنی آواز کا جادو بکھیرنے لگا۔۔۔

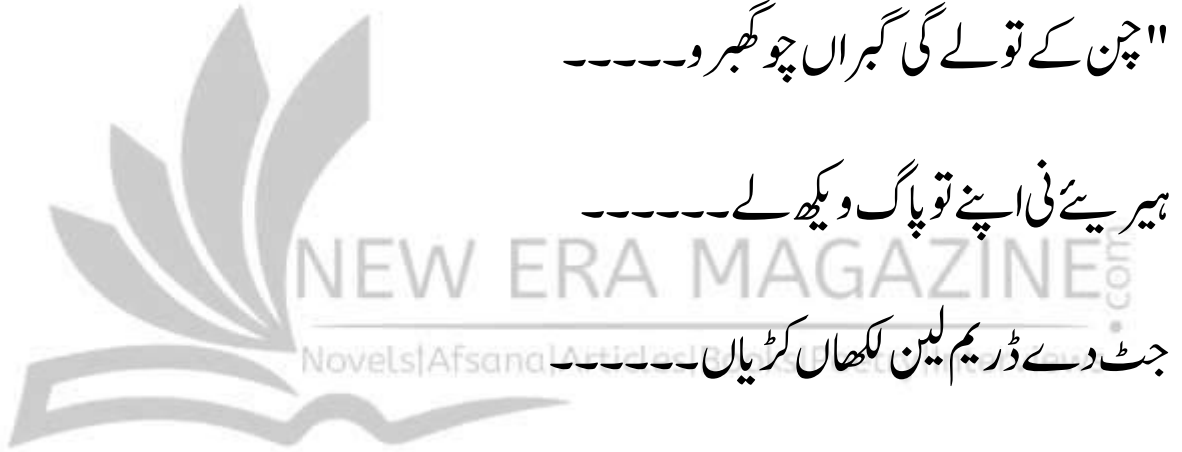
جٹ دے ڈریم لین لکھاں کڑیاں۔۔۔۔

جٹ تیرے لیندا اے نی خاب ویکھ لے۔۔۔۔

(ارسم نے امل کو دیکھتے مسکراتے گا یا تھا۔)

"چن کے تولے گی گبراں چو گھبرو۔۔۔۔"

ہیرے نی اپنے تو پاگ ویکھ لے۔۔۔۔



جٹ دے ڈریم لین لکھاں کڑیاں۔۔۔۔

جٹ تیرے لیندا اے نی خاب ویکھ لے۔۔۔۔

سب مسکراتے اسے سن رہے تھے اور امل ارسم آفندی مسکرائی تھی۔ جانتی تھی اس کا

ہر لفظ امل کے لیے ہی تھا۔۔ ایک سماں تھا جو بندھ چکا تھا۔ ایک خوشی تھی جو سب کو

مل چکی تھی۔ وہ سب ساتھ تھے۔ اور یہی معنی رکھتا تھا۔

\*\*\*\*\*



ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

([Neramag@gmail.com](mailto:Neramag@gmail.com))

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات  
کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکر یہ ادارہ: نیو ایر میگزین

